ہیملٹ

مولوی عنایت اللہ بی، اے

پبلشرز:- ساقی بک ڈپو دہلی

جملہ حقوق بحق ساقی بکڈپو محفوظ

شیکسپیر کی شہرۂ آفاق تمثیل

ڈنمارک کا شہزادہ

ہیملٹ

مترجمہ

مولانا عنایت اللہ دہلوی - بی - اے

(سابق ناظم دار الترجمہ - حیدر آباد - دکن)

Khuda Bakhsh O. P. Library,
Patna.
Acc No 10886
Date 31-3-72
Section........

طبع اوّل (مطبوعہ تجلی پریس چاوڑی بازار دہلی) قیمت ایک روپیہ

ڈرامے کے لوگ

کلادیوس۔ بادشاہ ڈنمارک۔

ہیملٹ ۔ بادشاہِ سابق کا فرزند اور بادشاہِ حال کا بھتیجا۔

پلونیوس۔ بادشاہ کا وزیر۔

ہوریشیو۔ ہیملٹ کا دوست

لے ارتینز۔ پلونیوس وزیر کا بیٹا۔

دولتمند۔
کورنولیوس۔
روزنکرانتز۔
گلدنسترن۔
اوسرک۔
ایک شریف آدمی۔
} درباری۔

مارسیلس- } فوجی افسر
برنارڈو- }

فرانسسکو- سپاہی-

رینالڈو- پلونیوس وزیر کا ملازم-

تماشاگر-

دو گنوار گورکن-

فورتن براس- ناروے کا شہزادہ-

ایک کپتان-

انگریزی سفیر-

گرترود ڈنمارک کی ملکہ اور شہزادہ ہیملٹ کی ماں-

اوفیلیا- پلونیوس وزیر کی بیٹی-

اُمرا، بیگمات- فوجی افسر- سپاہی- ملاح- قاصد اور دیگر ملازمین-

شہزادہ ہیملٹ کے باپ کی روح-

منظر- ڈنمارک-

Khuda Bakhsh O. P. Library,
Patna.
Acc No 10826
Date 31-3-77
Section

ڈنمارک کا شہزادہ ہیملٹ

جزوِ اوّل

پہلا منظر :- قصر السینور کے سامنے ایک لمبا چبوترہ - چبوترے پر فرانسسکو پہرہ دے رہا ہے - برنارڈو سامنے سے آتا ہے -

برنارڈو :- کون ہے ؟

فرانسسکو :- یہ بات تو میرے پُوچھنے کی ہے - خبردار آگے نہ بڑھو - جواب دو کہ تم کون ہو -

برنارڈو :- "بادشاہ زندہ باد !"

فرانسسکو :- اچھا برنارڈو تم ہو -

برنارڈو :- ہاں میں برنارڈو ہوں -

فرانسسکو :- واہ واہ خوب ٹھیک وقت پر آئے -

برنارڈو :- بارہ بج رہے ہیں - فرانسسکو تمہارا پہرہ ختم ہوا - جاؤ آرام کرو -

فرانسسکو :- پہرے سے فارغ کرنے کا شکریہ - سردی بلا کی ہے اور میں بہت ہی تھکا ماندہ ہو رہا ہوں -

برنارڈو :- کہو پہرے میں سب چُپ چاپ رہا -

فرانسسکو:- پتّا تک نہیں کھڑکا۔

برنارڈو:- اچھا۔ شب بخیر۔ رستے میں ہوریشیو اور مارسیلس ملیں جو میرے ساتھ پہرہ دینے والے ہیں تو اُن سے کہنا کہ جلد یہاں آجائیں۔

فرانسسکو:- میں اُن کی آواز سُنتا ہوں۔ کھڑے رہو۔ بتاؤ کون ہو؟

(ہوریشیو اور مارسیلس اندر آتے ہیں)

ہوریشیو:- اس مُلک کے خیر طلب اور جاں نثار۔

مارسیلس:- اور بادشاہِ ڈنمارک کی وفادار رعایا۔

فرانسسکو:- اہا! دونوں صاحبو کو سلام۔

مارسیلس:- خُدا حافظ۔ کھرے جوان۔ پہرے سے تمہیں کس نے فارغ کیا؟ اچھا سلام۔

فرانسسکو:- برنارڈو میری جگہ پہرا دے رہا ہے، اچھا شب بخیر خُدا حافظ۔ (فرانسسکو چلا جاتا ہے)

مارسیلس:- برنارڈو۔

برنارڈو:- کہو کیا کہتے ہو۔ کیا ہوریشیو بھی ساتھ ہے؟

ہوریشیو:- سب نہیں تو کچھ تو ضرور ہے۔

برنارڈو:- شاباش ہوریشیو۔ شاباش مارسیلس خوب آئے۔

مارسیلس:- کہو۔ کیا آج شب کو بھی وہ چیز نظر آئی تھی؟

برنارڈو:- مجھے تو کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

مارسیلس:- ہوریشیو کہتا ہے کہ وہ محض ہمارا وہم دخیال ہے۔ ہم نے جو خوفناک صورت دو مرتبہ دیکھی ہے اس کا یقین اسے کسی طرح نہیں آتا۔ بڑی خوشامد درآمد سے

اُسے یہاں تک لایا ہوں کہ وہ رات کو ہمارے ساتھ پہرا دے۔ اور اگر پھر وہ چیز نظر آئے تو ہم جو کچھ پہلے دیکھ چکے ہیں اس کی تصدیق کرے اور اُس سے بات بھی کرے۔

ہوریشیو :- دُور بھی کرو۔ کس وہم میں پڑے۔ وہ اب ہرگز نہ آئے گی۔

برنارڈو :- تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہو۔ اور اجازت دو کہ ہم تم کو وہی واردات سُنائیں جس کے یقین کرنے کے لئے تم نے اپنے کان پتھر کر لئے ہیں۔ ہم سے سُنو کہ ہم نے دو راتوں میں کیا دیکھا۔

ہوریشیو :- اچھا بیٹھ جاؤ۔ اور برنارڈو کو سارا قصّہ سُنانے دو۔

برنارڈو :- سُنو کل شب کو جب یہ سامنے والا ستارہ قطب تارے سے مشرق کی طرف گردش کرتے کرتے وہاں آیا جہاں اب وہ آسمان کے اس حصّے کو روشن کر رہا ہے اور گھنٹے نے ایک بجایا تو مارسیلس اور میں.......

(رُوح ایک غُبار کی شکل میں نظر آتی ہے)

مارسیلس :- خاموش کوئی بات نہ کرے۔ دیکھو وہ پھر آئی۔

برنارڈو :- صورت وضع قطع بالکل وہی ہے جو بادشاہِ ڈنمارک آنجہانی کی ہو۔

مارسیلس :- تم تو پڑھے لکھے آدمی ہو۔ ہوریشیو۔ اُس سے کچھ پوچھو تو۔

برنارڈو :- کیا وہ بادشاہ سے مُشابہ نہیں ہے؟ ہوریشیو ذرا غور سے دیکھو۔

ہوریشیو :- ہُو بہو بادشاہ کی صورت ہے۔ خوف اور حیرت سے میں تو سرد پڑا جاتا ہوں۔

برنارڈو :- جو کچھ بھی ہو۔ اُس سے بات ضرور کرنی چاہیئے۔

مارسیلس :- ہوریشیو اُس سے کچھ پوچھو تو۔

ہوریشیو:- آپ کون ہیں اور کیوں اوقاتِ شب پر آپ نے تصرّف کیا ہے۔ اور کیوں ایسی جنگجو اور حسین شکل میں آپ ظاہر ہوئی ہیں جس میں ڈنمارک کا بادشاہ جسکو ہم ابھی سپردِ خاک کر چکے ہیں نکلا کرتا تھا؟ خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ آپ بتائیں آپ کون ہیں۔

مارسیلس:- معلوم ہوتا ہے کہ روح خفا ہو گئی۔

برنارڈو:- دیکھو وہ چپکے چپکے ایک طرف کو کھسک چلی۔

ہوریشیو:- ٹھیریئے ٹھیریئے۔ میرا سوال ہے کہ آپ اپنا حال بتاتی جائیں۔ (روح چلی جاتی ہے)

مارسیلس:- روح تو چلی گئی اور کسی سے اُس نے بات نہ کرنی چاہی۔

برنارڈو:- ہوریشیو۔ تم پر اتنا رعشہ کیوں ہے۔ چہرہ کیوں زرد پڑ گیا؟ تم تو اسکو ہمارا وہم وخیال ہی بتایا کرتے تھے۔ اب دیکھ لیا کہ وہ وہم وخیال سے کتنی بڑھکر ہے۔ اب بتاؤ کہ تمہارا کیا خیال ہے۔

ہوریشیو:- خدا گواہ ہے کہ جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتا کبھی اس کا یقین نہ کرتا۔

مارسیلس:- کیا وہ بادشاہ سے مشابہ نہیں ہے؟

ہوریشیو:- ایسی ہی مشابہ ہے جیسے تمہاری صورت تم سے مشابہت رکھتی ہے یہی زرہ وجوشن وہ اس دن پہنے تھا جس دن کہ وہ مغرور وحریص بادشاہِ نوروے سے لڑا تھا۔ اور جبیں پر غصّہ کے شکن وہی تھے جبکہ حالتِ قہر وعتاب میں اُس نے پولستان کے بہادروں کو جو یخ بستہ زمین پر پھسلنے والے کھٹولوں پر سوار تھے،

قتل کر کے برف پر اُن کی لاشیں ڈال دی تھیں۔ حیرت کا مقام ہے۔

مارسیلس:۔ دو مرتبہ پہلے اور آج اس وقت اندھیری رات میں ہمارے پہرے میں جنگی لباس اور فوجی انداز میں گشت کرتی دکھائی دی ہے۔

ہوریشیو:۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ خیال کیلئے کونسا پہلو اختیار کیا جائے کہ یہ مُعمّہ حل ہو۔ لیکن جہاں تک میری رائے کو دخل ہو سکتا ہے اتنا ضرور کہونگا کہ ہماری ریاست میں کوئی فتنہ یا فساد اُٹھنے والا ہے۔

مارسیلس:۔ اچھا سب بیٹھ جاؤ۔ اور جس کسی کو معلوم ہو وہ بتائے کہ ریاست میں آجکل جو پہرا چوکی اس شدّت سے بڑھا ہے کہ مُلک کی رعایا کو دن تو دن راتوں کو بھی محنت و مشقّت میں مشغول و مصروف رہنا پڑتا ہے اس کا باعث کیا ہے؟ یہ شبانہ روز برنجی توپیں کیوں ڈھالی جاتی ہیں، اور باہر کے مُلکوں سے لڑائی کا سامان اس کثرت سے کیوں منگایا جاتا ہے؟ جہاز بنانیوالوں میں کیوں اس سرگرمی سے کام ہو رہا ہے کہ ہفتے میں اتوار کو بھی کام نہیں چھوڑتے؟ محنت ومشقت ہی میں رات دن ایک کر رکھا ہے۔ جو کوئی جانتا ہو وہ بتائے کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔

ہوریشیو:۔ یہ سب تو میں بتا سکتا ہوں۔ کم سے کم جہانتک افواہ ہے، اتنا تو تمہیں معلوم ہی ہو گا کہ ہمارے آخری بادشاہ سے جس کی صورت ابھی ظاہر ہوئی تھی ایک زمانے میں نوروے کے بادشاہ فورتن براس نے نخوت و غرور سے مُتاثر ہو کر لڑائی کی تھی۔ اس جنگ میں ہمارے بادشاہ ہیملٹ نے جس کی شجاعت و جوانمردی کی شہرت دُنیا کے اس نواح میں ہو چکی تھی۔ فورتن براس کو قتل کر دیا۔ جنگ سے پہلے ایک وثیقہ قوانینِ مُلک اور علاماتُ النسب کے قواعد کے مطابق تصدیق ہو کر اس مضمون کا مُرتّب

ہوا کہ اگر بادشاہِ نوروے لڑائی میں ہارا تو اُس کی جان اور جس قدر ملک اس کے پاس اس وقت ہوگا وہ سب ہمارے بادشاہ کا ہوجائیگا۔ لیکن ہمارے بادشاہ نے مفتوحہ مُلک اور اراضی کا تقریباً نصف اس غرض سے چھوڑ دیا کہ مقتول بادشاہ فورتن براس کی اولاد کو وہ پہنچ جائے۔ اگر فورتن براس اس لڑائی میں کامیاب ہوجاتا تو اسی وثیقہ اور عہدنامے کی رُو سے جس سے بادشاہ ہیملٹ کو فورتن براس کا مُلک ملا۔ ہمارے بادشاہ ہیملٹ کا ملک فورتن براس کو مل جاتا۔ اچھا اب فورتن براس کا جوان بیٹا بہادر اور دلیر مگر ناتجربہ کار جوانی کے غرور میں مست ہوکر نوروے کی سرحدوں پر بہت سے اوباش اور بدمعاش لوگوں کو محض خوراک کے لالچ پر اس کام کیلئے جمع کر رہا ہے کہ جس میں اسے کچھ مل جائے اور یہی کام ہے جس کی علامتیں ہماری ریاست میں آجکل آشکارا ہیں کہ اس شہزادے نے ہمارے بادشاہ سے لڑکر جو مُلک ہارا تھا اُس پر جبراً و قہراً پھر اپنا قبضہ قائم کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آجکل جس زور شور سے تیاریاں ہماری ریاست میں اس عُجلت و جانفشانی سے ہو رہی ہیں اور تمام ریاست میں ایک شور برپا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے۔

برنارڈو:۔ میں بھی یہی وجہ سمجھتا ہوں۔ اور یہی باعث ہو کہ یہ بدفال اور بدشگون صورت بالکل بادشاہ کی شکل میں ہمارے پہرے میں بار بار نظر آتی ہے۔ کیونکہ ہمارا بادشاہ ہی اس جنگ کا موضوع و مضمون تھا۔

ہوریشیو:۔ یہ واقعہ چشمِ دانش میں درد پیدا کرنے کیلئے ایک ذرہ کا پڑ جانا ہو۔ سلطنت روما کے زمانہ عروج و اقبال میں کچھ پہلے اس سے کہ وہاں کا زبردست

سالارِ فوج جولیس سیزر قتل ہوا قبریں مُردوں سے خالی ہوگئیں اور کفن پہنے مُردے شہر کے گلی کوچوں میں چکچاتے اور عجیب غریب بولیاں بولتے پھرنے لگے۔ آسمان پر دُم دار ستارے نمودار ہوئے جن کی دُمیں روشن شعلوں کی تھیں۔ خونی رنگ شبنم زمین پر گری۔ کرۂ آفتاب میں سیاہ داغ پیدا ہوئے۔ اور ہمارا یہ مرطوب سیارہ یعنی قمر جس کی وجہ سے سمندر کے خدا نپیتون کی سلطنت قائم ہے اس میں ایسا گہن لگا کہ قیامت تک نہ اترتا معلوم دیا تھا۔ اور اسی طرح قہر و غضب کی پیش خبری دینے والے تقدیر کے مُخبر و نقیب آفات و مصائب کا مقدمہ بنکر ظاہر ہوئے۔ زمین اور آسمان دونوں نے مل کر ملک اور مُلک والوں کو خبردار کیا لیکن خاموش۔ دیکھو وہ صورت پھر چلی آتی ہے۔

(رُوح پھر داخل ہوتی ہے)

میں تو اس رُوح کے غبار میں گھُستا ہوں چاہے وہ مجھ کو جلا ہی کیوں نہ ڈالے۔ اے رُوح ٹھیر۔ اگر تجھ میں آواز ہے اور تُو بول سکتی ہے تو مجھ سے بات کر۔ اگر کوئی بھلائی تیرے ساتھ کرنی ممکن ہو تو کہہ تاکہ تجھے راحت اور مجھے سعادت نصیب ہو۔ مجھ سے بات کر۔ (مرغا اذان دیتا ہے) اگر تجھے اپنے ملک کی تقدیر کا حال معلوم ہے تو بتا تاکہ پہلے ہی علم ہوجانے سے آنے والی مصیبتیں ٹل سکیں۔ کچھ تو زبان سے کہہ۔ اگر زندگی میں تو نے دولت جمع کی تھی اور اسکو بطنِ زمین میں دفن کر دیا تھا جس کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد اکثر روحیں آوارہ پھرتی ہیں تو بتا ذرا تو دم لے۔ کچھ زبان سے کہہ۔ مارسیلس اسے روکو۔

مارسیلس: کیا میں اپنے عصا سے روکوں؟

ہوریشیو:- اگر وہ نہ ٹھیرے تو یہی کرو۔

برنارڈو:- لو وہ تو یہاں ہے۔

ہوریشیو:- نہیں یہاں ہے۔

مارسیلس:- وہ تو چلی گئی۔ جس کی صورت ایسی شاہانہ ہو۔ اُس پر عصا۔ چلانا۔ (رُوح چلی جاتی ہے) بڑی بدسلوکی تھی۔ وہ تو مثل ہوا کے تھی جس پر ہاتھ اُٹھانا بالکل فضول تھا۔

برنارڈو:- وہ کچھ کہنے ہی کو تھی کہ مُرغ نے بانگ دی۔

ہوریشیو:- اور بانگ سُنتے ہی وہ اس طرح چلی گئی جیسے کوئی مجرم طلبی کی آواز سُنتے ہی خوفزدہ ہوکر چلا جائے۔ میں نے سُنا ہے کہ خروس جو صبح کا جرس ہے وہ اپنی بلند اور تیز آواز سے دن کے خُدا کو بیدار کرتا ہے اور اس کی بانگ سُنکر آوارہ گرد روحیں خواہ سمندر میں ہوں خواہ آگ میں ہوں، زمین پر ہوں یا فضا میں مُعلّق ہوں، نہایت سُرعت سے اپنے اپنے زندان کو واپس ہوجاتی ہیں۔ اور اس کا ثبوت اس چیز نے جو ابھی نظر آئی تھی بخوبی دیا ہے۔

مارسیلس:- اِدھر مُرغ نے بانگ دی۔ اور اُدھر روح غائب ہوئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب وہ وقت اور موسم آتا ہے کہ ہمارے نجات دینے والے کی ولادت پر جشنِ تہنیت ہوتا ہے تو مُرغِ صبح رات بھر بولتا اور چہکتا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس رات کو کوئی رُوح آوارہ نہیں پھرتی۔ راتیں نہایت خوشگوار ہوتی ہیں۔ ستارے نہیں گرتے۔ کسی پری یا دیو کا عمل دخل نہیں ہوتا اور نہ کوئی ساحر سحر کرسکتا ہے کیونکہ وہ وقت نہایت پاک اور مقدس ہوتا ہے۔

ہوریشیو :- ہاں میں نے بھی ایسا ہی سُنا ہے اور میں اس پر کسی قدر یقین بھی رکھتا ہوں۔ لیکن دیکھو سحر نُور کا لباس پہنے سامنے کی مشرقی پہاڑی سے شبنم پر قدم مارتی چلی آتی ہے۔ اب ہمیں اپنا پہرا ختم کر دینا چاہیئے۔ اور میری صلاح تو یہی ہے کہ اس وقت جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اُس سے نوجوان شہزادہ ہیملٹ کو مُطلع کر دیں کیونکہ اپنی جان کی قسم یہ رُوح جو ہمارے سامنے بے زبان بن گئی تھی شہزادے ہیملٹ کو جب دیکھے گی تو اُس سے ضرور بات کریگی۔ کیا تم بھی رضامند ہو کہ ہم اپنا فرضِ منصب اور مُقتضائے وفاداری سمجھکر شہزادے سے روح کا واقعہ عرض کریں؟

دوسرا منظر

دوسرا منظر :- شاہی محل میں ایک کمرہ۔ بادشاہ، ملکہ، شہزادہ ہیملٹ، پلونیوس، لے ارتیز، وُلتی منڈ، کورنی لیوس اور دیگر اُمرائے دربار اور خُدّام شاہی داخل ہوتے ہیں۔

بادشاہ :- گو ہمارے برادرِ عزیز و حبیب کی موت نے ہمارے دل میں رنج والم کے زخموں کو ہرا کر رکھا ہے اور مناسب بھی یہی ہے کہ اس غمگین وقوعے کا احساس برقرار رکھا جائے اور ہماری کُل رعایا بھی اس صدمہ میں یک جبینِ پُر غم بنی رہے۔ لیکن عقل نے فطرت کے ساتھ کشمکش کی اور اب ہم اپنے بھائی کو ایسے رنج والم کے ساتھ جس میں عقل بھی شامل ہے یاد کرتے ہیں۔ اور خیال رکھتے ہیں کہ کہیں اپنی ذات کو بھی اس غم میں فراموش نہ کر دیں۔ پس وہ خاتون جو پہلے ہماری بہن تھی اب وہ ہماری ملکہ ہے اور اس جنگجو سلطنت میں ہماری برابر کی شریک سہیم ہے ۔ گویا اس رنج آمیز

خوشی ہیں کہ آنکھوں سے مسرت بھی ظاہر ہے اور آنسوؤں کی لڑیاں بھی جاری ہیں، شادی ہیں ترانۂ غم اور رنج میں راحت کو برابر تول کر ہم اپنے بھائی کی بیوہ کو عقد میں لائے ہیں اور اُسکو اپنی ملکہ بنایا ہے۔ تم سب نے بھی اپنی صائب رائے کو اس معاملہ میں مستثنےٰ نہیں رکھا اور تم اس مقدمہ میں ہمارے ہمیشہ ممد و معاون رہے ہو۔ اِس لیے ہم سب کے مرہونِ منّت ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ کہنا ہے وہ یہ ہے، اور ہم سب کو اِس کا علم بھی ہے، کہ بادشاہِ نوروے کے جوان بیٹے فورٹن براس نے ہماری قوت و سطوت کو کم سمجھ کر یا اس خیال سے کہ ہمارے عزیز بھائی کی موت نے تو اس سلطنت کو مضمحل اور بے قرینے کر دیا ہے، اپنے نفع اور فائدے کے مُردہ خواب و خیال کو از سرِ نو زندہ کر کے ہمیں پریشان کرنے کے لئے متعدد پیغام اس مضمون کے بھیجے ہیں کہ جس قدر ملک اور زمینیں اس کے باپ نے ہمارے متوفی بھائی سے شکست کھا کر حسبِ معاہدات و دستاویزات اس کے حوالے کی تھیں اب وہ سب واپس کی جائیں۔ یہاں تک تو جو کچھ ہم کو اِس امرِ خاص میں کہنا تھا وہ کہا۔ اب ہمیں جو کچھ کہنا ہو وہ بدولت اور اس جلسے کی اغراض کی نسبت ارشاد کرنا ہے۔ ہم نے بادشاہِ نوروے کو جو نوجوان فورٹن براس کا چچا ہے اور آج کل صاحبِ فراش ہے۔ اس کے بھتیجے کی نسبت لکھا ہے کہ شاہ موصوف اپنے برادر زادے کو اس قصد سے باز رکھے۔ نوجوان فورٹن براس شاہِ نوروے کی رعایا میں سے فوجیں بھرتی کر رہا ہے۔ اُس کو بند کیا جائے۔ پس ہم کورنی لیوس تم کو اور ولٹی مند تم کو اس پیغام کا حامل بنا کر معمّر بادشاہِ نوروے کے پاس بھیجتے ہیں۔ اس معاملے میں سوائے ہمارے پیغام کے اور کچھ کہنے کا تمہیں اختیار نہ ہوگا۔ البتہ جس حد تک یہ تحریر

جس میں تمام مضامین مُفصّل اور مُشرّح بیان کئے گئے ہیں تم کو کچھ کہنے کی اجازت دے مگر اس سے زیادہ کچھ کہنے کے تم مجاز نہ ہوگے۔ اچھا رُخصت۔ تمہارا فرضِ منصب یہی ہوگا کہ تم اس کام کو عُجلت سے انجام دو۔

کورنی لیوس
ولتی منڈ } اس امر اور دیگر احکام شاہی کی بجا آوری ہمارا سب سے بڑا فرضِ منصب ہے۔

بادشاہ:۔ ہم کو اس میں ذرا بھی شک و شُبہ نہیں۔ اچھا اب رُخصت۔ (کورنی لیوس اور ولتی منڈ چلے جاتے ہیں) لے ارتیز تم کو کچھ کہنا تھا۔ تم نے اپنی کسی درخواست کا ہم سے ذکر کیا تھا۔ وہ کونسی عرضداشت ہوگی جو تم پیش کروگے اور ہم اُسے خوشی سے منظور نہ کرینگے۔ بادشاہِ ڈنمارک سے تم کسی چیز کی درخواست جو عقل پر مبنی ہو ایسی نہیں کرسکتے جو تمہارے بے مانگے منظور نہ کرلی جائے۔ انسان کا سر اُس کے دل سے اتنا تعلق نہیں رکھتا اور اُس کے ہاتھ اُس کے دماغ کے اتنے خادم نہیں ہیں جس قدر کہ شاہی خانوادہ ڈنمارک تمہارے باپ کا زیر بارِ احسان ہے۔ لے ارتیز تم کیا چاہتے ہو؟

لے ارتیز:۔ خداوندِ نعمت۔ میری درخواست صرف اتنی ہے کہ فدوی کو فرانس جانے کی اجازت مرحمت ہو۔ میں فرانس سے بڑی مسرت کے ساتھ حضور کے جشنِ تاجپوشی میں شرکت حاصل کرنے یہاں حاضر ہوا تھا۔ اب چونکہ یہ سعادت نصیب ہو چکی ہے اس لئے اب میرے خیالات اور میری اُمیدیں بارگاہِ عالی میں مُتمنّی ہیں کہ اس ناچیز کو فرانس واپس جانے کی اجازت ملے۔ اور اس تکلیف دہی کا فدوی نہایت عجز و انکسار کے ساتھ خواستگارِ معافی ہے۔

بادشاہ:۔ تم نے اپنے والدِ بزرگوار سے بھی اجازت حاصل کرلی ہے؟ (پلونیوس کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے۔) تم کو کیا کہنا ہے؟

پلونیوس:۔ حضور اس نے بڑے اصرار کے بعد میری اجازت حاصل کرلی ہے۔ نہایت تامل و تذبذب کے بعد میں نے اُس کی درخواست منظور کی ہے۔ اور اب فدوی کی بھی یہی گذارش ہے کہ اس کو فرانس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

بادشاہ:۔ اچھا۔ اے ارتیز۔ جب تم جانا چاہو اس کے لئے وقت مقرر کر سکتے ہو۔ جب چاہو چلے جاؤ۔ اور اپنے وقت کو بہترین کوشش اور لیاقت کے ساتھ جیسا مناسب سمجھو صرف کرو۔ اور اب اپنے قرابت مند برادر زادے اور فرزند شہزادہ ہیملٹ سے ہمارا خطاب ہے۔

ہیملٹ:۔ (علیحدہ کہتا ہے) قرابت میں تو شبہ نہیں لیکن احسان و شفقت کچھ نہیں۔

بادشاہ:۔ ہیملٹ۔ یہ کیا بات ہے کہ اب تک غم کا بادل تمہارے دل پر چھایا ہے۔

ہیملٹ:۔ نہیں حضور میں تو خوش ہوں۔

ملکہ:۔ پیارے ہیملٹ۔ بس اب اپنے غم کی تاریکی کو دُور کرو۔ بادشاہ کو اپنا شفیق و سرپرست سمجھو۔ اس طرح نظریں نیچے کئے باپ کو خاک میں ڈھونڈنے سے کیا حاصل۔ تم جانتے ہی ہو کہ اولاد کیلئے باپ کا مرنا ایک معمولی بات ہے۔ جو جیتے ہیں ان کو ایک دن مرنا ضرور ہے۔ زندگی ختم کرکے سب کو عدم میں جانا لازمی ہے۔

ہیملٹ:۔ ہاں اماں۔ یہ تو معمولی بات ہے۔

ملکہ:۔ اگر معمولی بات ہے تو تم اپنے رنج و الم میں اتنی خصوصیت کیوں ظاہر کرتے ہو؟

ہیملٹ :- ملکہ میں ظاہر نہیں کرتا - بلکہ دل کا اصلی حال یہی ہے - ظاہر کرنا مجھے نہیں آتا - پیاری اماں نہ میری کالی قبا یا دستور و رواج کے مطابق سیاہ لباس اور نہ منہ سے نکلی پُردرد آہیں اور نہ آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا اور نہ صورت پر غم و تکلیف کے آثار یا رنج والم کی اور علامتیں یا نشانات میرے دل کی حقیقی اور اصلی کیفیت کو ظاہر کرسکتے ہیں - کیونکہ یہ سب چیزیں تو وہ ہیں جو ظاہرداری اور نمود کے طور پر بھی انسان دکھا سکتا ہے - لیکن پیاری اماں میرا صدمہ تو ایسا ہے کہ وہ تمام غم والم کی علامتوں کالے کپڑوں اور سیاہ لباس سے کہیں بڑھکر ہے -

بادشاہ :- ہیملٹ تمہاری فطرت نیک اور طبیعت قابلِ تعریف ہے کہ تم اپنے باپ کے لئے اتنا غم کرتے ہو - لیکن خیال کرو کہ تمہارے باپ نے اپنے باپ کو مرتے دیکھا اور پھر اُس باپ نے اپنے باپ کو مرتے دیکھا ہوگا - اور پس ماندگان کا فرض ہوا ہوگا کہ کچھ دنوں انکا غم کریں - لیکن ہمیشہ باپ کے غم میں مبتلا رہنا ایک بے معنی سی بات ہے - یہ غم مردوں کو زیب نہیں دیتا - اس کے معنی خُدا کے حکموں سے سرکشی کرنے کے ہونگے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا دل مضبوط نہیں ہے - صبر و شکیب سے وہ عاری ہے سمجھ کمزور اور غیر تربیت یافتہ ہے - مرنا ایک دن ناگزیر ہے - جیسے اور معمولی باتیں ہیں جنہیں حواس محسوس کرتے ہیں اُنہی میں سے اِسکو بھی ایک معمولی بات سمجھو - عقل و فہم بتاتی ہے کہ جیسے دُنیا میں پہلا باپ مرا تھا اسی طرح اُس وقت سے لیکر آج تک باپ کا مرنا انسان کے لئے ایسا نقصان ہے جو ہمیشہ پیش آتا رہے گا - شہزادے ہماری تم سے درخواست ہے کہ اس غم کو دُور کرو - اور ہمیں تم اپنا باپ سمجھو - اور سبکو آگاہ ہو جانا چاہیئے کہ تم ہمارے تخت کے قریب ترین وارث ہو اور

ہمکو تم سے وہی شریفانہ اُنس و محبت ہی جو ایک جاں نثار باپ کو اپنے فرزند کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ تمہارا قصد وٹن برگ کے درسگاہ میں واپس ہونے کا ہے۔ یہ ہمیں گوارا نہیں وہاں جانے کا ارادہ فسخ کرو۔ یہیں ہماری آنکھوں کا نُور اور دل کا سرور بنکر رہو۔ تم سلطنت میں ہمارے بہترین مُشیرِ و صلاح کار، ہمارے عزیز قرابت مند اور فرزند ہو۔

ملکہ :- ہیملٹ اپنی ماں کے کہنے کو بھی نہ ٹالو۔ میں چاہتی ہوں کہ تم وِٹن برگ نہ جاوَ۔ ہمارے ہی پاس رہو۔

ہیملٹ :- اماں جہاں تک میرے امکان میں ہوگا میں آپ کی تابعداری کرونگا۔

بادشاہ :- واہ واہ۔ یہ تو بڑا معقول اور محبت کا جواب ہی۔ جس طرح ہم ڈنمارک میں رہتے ہیں اسی طرح تم بھی یہیں رہو۔ ملکہ ہیملٹ کا یہ شریفانہ جواب کسی دوسرے کی تحریک سے نہیں دیا گیا ہے بلکہ خود اپنے دل سے دیا ہی۔ اس جواب سے میرا دل خوش ہوا۔ بس اس خوشی میں ہر جامِ شراب جو ہم پئیں گے اُس پر قلعہ کی سب سے بڑی توپ بادلوں میں گرجیگی، اور ہماری مے نوشی پر توپوں کی جو گرج زمین پر ہوگی اُس کی صدائے بازگشت آسمان تک جائے گی۔ آوَ اب چلو۔

(ہیملٹ کے سوا باقی سب لوگ چلے جاتے ہیں)

ہیملٹ :- اے کاش یہ سخت و کرخت جسم پگھل جاتا یا برف کی طرح تحلیل ہو کر شبنم میں تبدیل ہو جاتا۔ نہیں تو قادرِ مُطلق و قدیم نے خودکشی کے خلاف اپنا قانون نافذ فرمایا ہوتا۔ اے خدا۔ میرے خُدا۔ اس دُنیائے فانی کے جتنے کام ہیں وہ کسقدر محنت و مُشقت سے خستہ و ماندہ کرنے والے غیر دلچسپ اور بے سُود ہیں۔ افسوس افسوس۔ یہ دُنیا تو ایسا باغ ہے جس کی درستی کی طرف سے غفلت کی گئی ہے۔

خس و خاشاک اس میں اُگ آئے ہیں۔ اور اُن کے تخم چاروں طرف بکھرے ہیں۔ جھاڑ جھنکاڑ
بدنما درخت اس میں کثرت سے کھڑے ہیں۔ افسوس کہ نوبت یہاں تک پہنچی۔ دو ہی مہینے
تو مرے ہوئے گزرے تھے۔ نہیں۔ دو مہینے بھی نہیں۔ اور بادشاہ بھی کیسا بے نظیر و
عدیم المثال جو اس بادشاہ کے مقابلے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دن کا حسین
خدا ایک بدصورت بدہیئت سیٹر کے مقابلے میں نظر آئے۔ میری ماں سے اُسے
ایسی محبت تھی کہ اگر اُس کے رُخِ نازک پر نسیمِ بہشت کا جھونکا ہلکے سے بھی لگتا تو
اُسے ناگوار ہوتا۔ اے زمین و آسمان تم ہی بتاؤ کیا یہ بات یاد رکھنے کی نہیں ہے۔ وہ
کیوں اُس پر اپنی جان قربان کرنے لگی۔ کیا عشق کی اشتہا سیر ہونے پر اور تیز
ہوئی۔ ہائے ایک ماہ کے اندر...... اس خیال کو دل سے کیونکر دُور کروں۔ اے
کمزوری اور تلوّن تیرا نام عورت ہی۔ ایک ماہ کا زمانہ تو اتنا تھا کہ وہ پاپوش بھی
جنہیں پاؤں میں ڈالکر وہ میرے باپ کے جنازے کے ساتھ سر سے پاؤں تک آنسوؤں
میں نہائی ہوئی گئی تھی پُرانی نہ ہونے پائی ہونگی کہ اُس نے...... ایک حیوانِ مطلق
بھی جو عقل سے بے بہرہ ہوتا ہے کچھ دن تو غم کرتا ہے۔ مگر میری ماں نے اور کسی
سے بھی نہیں میرے چچا سے جو میرے باپ کا بھائی تھا شادی کرلی۔ میرے باپ
سے وہ اتنا ہی مُشابہ تھا جیسا کہ میں رُستم سے مُشابہ ہوں۔ ایک مہینے کے اندر پیشتر
اس سے کہ وہ آنسو جو بدعہدی و بے وفائی کے ساتھ آنکھوں میں آکر انہیں پُرآشوب
کرتے تھے خشک ہوئے ہوں۔ افسوس اس سُرعت و عُجلت میں کیسا خُبث شامل
تھا کہ ایسی شادی جو مذہباً حرام تھی فوراً کرلی گئی۔ یہ اچھا نہ کیا اور اس کا انجام
نیک نہ ہوگا۔ لیکن حالاتِ وقت جتاتے ہیں کہ چاہے دل کے ٹکڑے ہو جائیں

مگر زبان بند رہے۔

(ہوریشیو۔ مارسیلس اور برنارڈو اندر آتے ہیں)

ہوریشیو:۔ زندہ باش شہزادۂ والا تبار۔

ہیملٹ:۔ اِس وقت مل کر بہت دل خوش ہوا! اچھے ہو ہوریشیو تم ہی ہو یا میں غلطی کرتا ہوں؟

ہوریشیو:۔ حضور میں ہوریشیو ہوں۔ حضور کا ادنیٰ خادم۔

ہیملٹ:۔ خادم نہیں۔ دوست کہو۔ تم میرے دوست ہو اور میں تمہارا خادم ہوں گا تم تو وِٹن برگ میں تھے۔ یہاں کیسے آنا ہوا؟ اچھا مارسیلس بھی ہیں۔

مارسیلس:۔ حضور۔ حاضر ہوں۔

ہیملٹ:۔ تم سے ملاقات کر کے اس وقت بڑا جی خوش ہوا۔ برنارڈو اچھے ہو۔ کہو تو یہاں آنا کیسے ہوا؟

ہوریشیو:۔ محض شوقِ آوارہ گردی، بجز اس کے اور کیا عرض کروں۔

ہیملٹ:۔ یہ بات تو میں تمہارے دشمن سے بھی سننی گوارا نہ کرونگا۔ ایسی بات کہہ کر میرے کانوں کو کیوں صدمہ پہنچاتے ہو۔ میں خوب جانتا ہوں کہ تم آوارہ گرد نہیں ہو۔ لیکن یہ تو کہو کہ السینور میں تمہیں کیا کام تھا جو آئے۔ اچھا اب آئے ہو تو ہم تم کو یہاں کی شراب نوشی کے جلسوں میں شریک کر کے شراب پینی سکھائیں گے۔

ہوریشیو:۔ شہزادۂ عالیجاہ۔ میں حضور کے والد مرحوم کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔

ہیملٹ:۔ مکتب کے یار کیوں شرمندہ کرتے ہو۔ یہ کہو کہ میری ماں کی شادی میں

شرکت کے لئے آئے تھے۔

ہوریشیو:- فی الواقع حضور کے والد کے انتقال کے بعد ہی شادی جلد پیش آئی۔

ہیملٹ:- وجہ کچھ نہیں۔ ہوریشیو جزرسی اچت، کفایت شعاری۔ موت کا کھانا باسی اور ٹھنڈا ہو کر شادی کے دسترخوان پر چُنا گیا۔ اے کاش میں اپنے جانی دشمن کو جس کا دوزخ میں ہونا پسند کرتا باغِ فردوس میں دیکھتا مگر اس شرمناک دن کو جو دیکھنا پڑا دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہتا۔ ہوریشیو مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ والدِ بزرگوار سامنے کھڑے ہیں۔

ہوریشیو:- حضور کدھر کھڑے ہیں؟

ہیملٹ:- چشمِ تصور میں۔ ہوریشیو۔

ہوریشیو:- حضور میں نے ایک مرتبہ آنجہانی کو دیکھا تھا۔ بڑے نیک دل بادشاہ تھے۔

ہیملٹ:- وہی ایک سچے انسان تھے۔ کسی پہلو سے بھی دیکھئے۔ ان کی مثل دوسرا نہیں تھا۔ اب اُن کی صورت دیکھنی کہاں نصیب ہو گی!

ہوریشیو:- شہزادۂ عالی وقار۔ میں نے بادشاہِ مرحوم کو کل ہی شب میں دیکھا ہے۔

ہیملٹ:- دیکھا۔ کس کو؟

ہوریشیو:- حضور کے پدرِ بزرگوار کو۔

ہیملٹ:- میرے والدِ عرش آشیاں کو؟

ہوریشیو:- حضور تھوڑی دیر کو اپنی حیرت کو کم کریں۔ اور غور سے سُنیں حتیٰ کہ

میں جو کچھ ان دونوں صاحبوں کی موجودگی میں دیکھ چکا ہوں حضور کے سامنے بیان کروں۔ یہ ماجرا حیرت انگیز ہے۔

ہیملٹ :- برائے خدا جلد سناؤ کہ وہ کیا ماجرا ہے۔

ہوریشیو :- سنیئے۔ کل سے پہلے دو راتیں برابر ان دونوں صاحبوں نے یعنی مارسیلس اور برنارڈو نے جو نصف شب کی وسیع ظلمت میں پہرا دیتے تھے۔ دیکھا کہ ایک صورت بالکل آپکے والدِ مرحوم سے مشابہ، سر سے پاؤں تک ہتھیار لگائے اُن کے سامنے آتی ہے اور شاہانہ انداز میں آہستہ قدم ان کے پاس سے گزرتی ہے۔ تین مرتبہ یہ صورت ان دونوں کی خوفزدہ نظروں کے سامنے سے گزرتی ہو۔ اور اتنی قریب آجاتی ہے کہ عصائے شاہی کے زد میں یہ دونوں آجاتے ہیں۔ خوف کے مارے یہ دونوں برف کی مثل سرد پڑ گئے۔ زبان بند ہوگئی اور اس سے بات نہ کر سکے۔ یہ کل واقعہ ان دونوں نے بطور ایک راز کے مجھ سے کہا۔ تیسری رات کو میں نے ان کے ساتھ پہرا دیا۔ چنانچہ جو کچھ ان دونوں نے مجھ سے کہا تھا اب وہ حرف حرف صحیح ثابت ہوا۔ ٹھیک اُسی وقت اور اُسی شکل میں جیسے کہ انھوں نے بیان کی تھی وہ صورت نمودار ہوئی۔ میں حضور کے والدِ مرحوم کو پہچانتا تھا۔ میرے دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے اتنے مشابہ نہیں ہیں جتنے کہ وہ صورت بادشاہِ مرحوم کی شکل سے مشابہ تھی۔

ہیملٹ :- یہ واقعہ کہاں پیش آیا؟

مارسیلس :- حضور۔ اُس چبوترے پر جہاں ہم پہرا دیتے تھے۔

ہیملٹ :- کیا تم نے اُس سے بات نہیں کی؟

ہوریشیو:- حضور میں نے بات کی تھی مگر اُس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ لیکن اتنا ضرور دیکھا کہ اُس نے اپنے سر کو پھیر کر اس طرح جنبش کی گویا کچھ کہنے کو ہے مگر اتنے ہی میں خروس سحر نے بانگ دی۔ اور بانگ کو سُنتے ہی وہ جلد جلد قدم اُٹھا کر ہماری نظروں سے غائب ہوگئی۔

ہیملٹ:- یہ تو عجیب بات سُنائی۔

ہوریشیو:- حضور یہ بات اتنی ہی سچ ہے جیسے کہ حضور مجھ کو زندہ دیکھ رہے ہیں۔ حضور کو اس واقعہ سے اطلاع دینا ہم نے اپنا فرضِ منصب سمجھا۔

ہیملٹ:- اس میں کیا شبہ ہے۔ مگر مجھے اس واقعہ کے سُننے سے بڑی ہی تکلیف ہوئی ہے۔ کیا آج شب کو بھی تم ہی پہرا دو گے؟

مارسیلس }
برنارڈو } حضور آج بھی ہم ہی پاسبانی کریں گے۔

ہیملٹ:- کیا تم نے کہا تھا کہ وہ صورت ہتھیار لگائے تھی؟

ہوریشیو:- حضور۔ وہ از فرق تا قدم بالکل مُسلّح تھی۔

مارسیلس }
برنارڈو } حضور۔ وہ سر سے پاؤں تک ہتھیار لگائے تھی۔

ہیملٹ:- تم نے اُس کا چہرہ غور سے دیکھا تھا؟

ہوریشیو:- سر کے خود کے دونوں حصے نیچے اوپر اُٹھے تھے اور چہرہ صاف نظر آتا تھا۔

ہیملٹ:- چہرے پر غُصّہ تھا؟

ہوریشیو:- بجائے غصہ کے چہرہ پر رنج زیادہ پیدا تھا۔
ہیملٹ:- چہرے کا رنگ زرد تھا یا اُسپر سُرخی تھی؟
ہوریشیو:- نہیں حضور۔ بالکل زرد تھا۔
ہیملٹ:- کیا اُس نے نگاہ جما کر تمہاری طرف دیکھا تھا؟
ہوریشیو:- برابر ہماری طرف نہایت غور سے دیکھتی رہی۔
ہیملٹ:- کاش میں وہاں اُس وقت ہوتا۔
ہوریشیو:- حضور کو سخت حیرت ہوتی۔
ہیملٹ:- اس میں کیا شک ہے۔ کیا کچھ دیر تک وہ صورت ٹھیری تھی؟
ہوریشیو:- اتنی دیر تک جتنی دیر میں کوئی سَو تک تیزی سے گِنے۔
مارسیلس }
برنارڈو } نہیں اِس سے کچھ زیادہ قیام کیا تھا۔
ہوریشیو:- اُس وقت نہیں جبکہ میں نے اُسے دیکھا ہے۔
ہیملٹ:- کیا ڈاڑھی میں سیاہ اور سفید بال مِلے جُلے تھے؟
ہوریشیو:- ڈاڑھی بالکل ویسی ہی تھی جیسے کہ بادشاہ کی زندگی میں میں نے دیکھی تھی۔ بال جو سیاہ تھے وہ گہرے سیاہ تھے اور جو سپید تھے وہ چاندی کی مثل چمکتے تھے۔
ہیملٹ:- آج میں بھی تمہارے ساتھ پہرے پر رہونگا۔ ممکن ہے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہو۔
ہوریشیو:- میں سمجھتا ہوں کہ ضرور آئیگی۔

ہیملٹ:- اگر اُس نے میرے باپ کی شکل اختیار کی ہے تو میں اُس سے بات کرونگا۔ اس میں چاہے دوزخ مُنہ پھاڑے میرے قدموں کے سامنے آکر مجھے منع ہی کیوں نہ کرے مگر میں اُس سے گفتگو ضرور کرونگا۔ اب تم سب سے میری التجا ہے کہ اگر تم نے ابھی تک اس واقعہ کو کسی سے نہیں کہا ہے تو آئیندہ بھی اِسکو اپنے ہی تک رکھنا اور بالکل خاموش رہنا۔ اور آج رات کو بھی جو کچھ پیش آئے۔ اس کو اپنے دل میں رکھنا اور کسی سے کہنا نہیں۔ میں تم کو تمہاری اس محبّت و توجّہ کا صلہ دونگا۔ اچھا رُخصت۔ آج شب کو گیارہ اور بارہ کے بیچ میں قلعہ کے چبوترے پر تم سے ملونگا۔

ہوریشیو:- حضور کے حُکم کی بجا آوری ہمارا فرض ہے۔

ہیملٹ:- فرض نہیں۔ بلکہ جو محبّت مجھکو تمہارے ساتھ ہے اُسی محبّت کا میں تم سے متوقع ہوں۔ خدا حافظ۔ میرے باپ کی روح ہتھیار لگائے نمودار ہوئی ہے، اس میں خیریت نہیں معلوم ہوتی۔ مجھے شُبہ ہے کہ خُون کیا گیا ہے۔ اے کاش رات جلد آجاتی۔ جبتک وہ آئے، اے میری روح تُو چین سے بیٹھ۔ بُرے کام چاہے ساری دُنیا مل کر آنکھ سے اوجھل کرے مگر وہ ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

تیسرا منظر:- پلونیوس وزیر کے مکان کا ایک کمرہ۔ لے ارٹیز اور اوفیلیا اندر آتے ہیں۔

لے ارٹیز:- میرا تمام ضروری سامان جہاز پر رکھدیا گیا ہے۔ خُدا کو سونپا۔ پیاری بہن جب کبھی بادِ موافق چلتی ہو اور خط پہونچانے کے لئے جہاز موجود ہو تو سو نہ جانا

اپنی خیریت ہمیشہ لکھتی رہنا۔

اوفیلیا:۔ کیا آپ کو میرے خط بھیجنے میں شبہ ہے؟

لے ارٹیز:۔ رہی ہیملٹ کی محبت جو آج کل تمہارے ساتھ وہ ظاہر کر رہا ہے تو اسکو محض وضع کی پابندی یا جوانی کی ترنگ سمجھو۔ یہ محبت تو ایسی ہے جیسے ابتدائے بہار میں نرگس کا پھول قبل از وقت کھلے۔ اور اُسے ثبات نہ ہو حسین اور خوشنما ہو مگر قیام نہ ہو۔ ایک لمحہ کے لئے مہکتا ہے اور اس سے زیادہ نہ ہو۔

اوفیلیا:۔ ہاں میں بھی اس سے زیادہ نہیں سمجھتی۔

لے ارٹیز:۔ اس کی محبت کا خیال ترک کرو۔ کیونکہ فطرت جب نمو پر ہوتی ہے تو وہ صرف گوشت پوست ہی میں نہیں بڑھتی بلکہ یہ کالبدِ خاکی جوں جوں نشو و نما پاتا ہے تو اُس کے اندر طبیعت اور عقل بھی ترقی پکڑتی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس وقت اُسے تم سے عشق ہو اور اُس کے قصد و ارادے میں کوئی بات ہایج و مخل نہ ہو۔ مگر اُس کی اعلیٰ نسبی کا خیال کر کے تم کو ڈرنا چاہیئے۔ وہ اپنے قصد اور ارادے پر قادر نہیں، اپنے اونچے نام و نسب کا وہ تابع ہے، وہ معمولی طبقے کے آدمی کی طرح نہیں ہے کہ اپنے لئے جو طریقہ چاہے وضع کرے۔ کیونکہ اس کی پسند اور انتخاب پر تمام سلطنت کی خیر و سلامتی کا حصر ہے، اِسی وجہ سے اُس کا انتخاب اس جماعت کی رائے کے ساتھ مشروط ہے جس کا وہ سردار اور حاکم ہے۔ پس اگر وہ تم سے کہے کہ اُسے تم سے عشق ہے تو اس بات کا یقین اسی حد تک کرو جس حد تک اُسکو اپنے کسی قصد و ارادے کو عمل میں لانے کی قوت ہو۔ یہ امر تمام ڈنمارک کی صلاح اور مشورے پر مبنی ہے۔ لیکن اگر تم نے اس کی میٹھی میٹھی باتوں کا

یقین کیا اور اپنا دل اُسکے پیچھے کھو بیٹھیں تو پھر جس حالت میں کہ خود اسکو اپنے افعال پر قدرت نہیں اور تم نے اپنی پاکدامنی کی دولت بھی اُس پر قربان کردی تو سمجھ لو کہ ایسی صورت میں تم اپنی عزت و ناموس کو کس درجے نقصان پہونچاؤ گی میری پیاری بہن۔ اس سے تم ڈرو اور خوف کرو۔ اور اپنی محبّت کو اتنا پیچھے رکھو کہ ہوائے نفس کی زد اور خطرے سے وہ بچی رہے، وہ مُحتاط سے مُحتاط لڑکی بھی بے شرم ہے جو اپنا حُسن ماہِ فلک کو دکھائے کیونکہ نیکی و عفّت بھی دُشنام و بُہتان کے صدموں سے مُستثنےٰ نہیں ہیں۔ کلیوں میں بھی جبکہ وہ کِھل کر ابھی پھول نہیں ہوئی ہیں کیڑا لگ جاتا ہے۔ جوانی جو گُلِ سحر گاہی کی طرح شبنم میں تر نظر آتی ہے، گرم ہوا کے جھونکے اُسے غارت کردیتے ہیں۔ مُضر ہوائیں لگنی ضروری ہیں۔ بس ہوشیار رہو۔ اور سب سے بڑی احتیاط یہی ہے کہ ڈرتی رہو۔ جوانی کے دلولے خود طبیعت پر ضبط رکھنے میں مانع آتے ہیں۔ خواہ کوئی بہکانے پھسلانے والا موجود ہو یا نہ ہو۔

اوفیلیا:۔ آپکی پند و نصیحت کے اثر کو اپنے دل پر پاسبان بنا کر بٹھاؤنگی۔ لیکن اچھے بھائی کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ایک ناصحِ نامہربان کی طرح جو سبکو نصیحت و نیک ہدایت کرتا ہی مگر خود نیک نہیں ہوتا۔ مجھے تو عرش پر پہونچنے کا بلند اور خار دار راستہ بتاتے ہو۔ لیکن خود کہیں کسی رندِ خراباتی کی طرح عیش و عشرت کے مرغزار میں آکر غلط راہ پر جس میں پھول بکھرے پڑے ہیں بے سوچے بُوجھے نہ چلنے لگنا۔

لے اِرٹیز:۔ بہن تم میرا فکر نہ کرو۔ باتوں میں بہت دیر ہوگئی اور لو بابا جان بھی آرہے ہیں۔

(پلونیوس داخل ہوتا ہے)

دوبارہ رخصت ہونے میں خیر و برکت کی دُعا کا ملنا دوچند خوشی کا باعث ہوتا ہے۔

پلونیوس :- ہائیں اے ارتنیز۔ تم ابھی تک یہیں ہو۔ جاؤ۔ جلد جہاز پر بیٹھو۔ دیکھو ہوا سے بادبان کھول گئے ہیں۔ مگر تم ابھی تک یہیں ہو۔ اچھا خداحافظ۔ میں تمہارے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں اور یہ چند نصیحتیں بھی سُنکر اپنی لوح دل پر نقش کر لو۔ کبھی اپنے دل کی بات زبان پر نہ لاؤ۔ اور جس ارادے کو اچھی طرح جانچ نہیں لیا ہے اُس پر کبھی عمل نہ کرو۔ لوگوں سے بے تکلف ہو جاؤ مگر دہقانیت کے درجے تک نہیں۔ جن دوستوں کی دوستی کو آزما چکے ہو ان کو اپنی روح و رواں کے ساتھ فولاد کے بندوں سے کسے رکھو۔ لیکن ہر کس و ناکس کے ساتھ جن کا تجربہ نہیں ہے کہ وہ کیسے آدمی نکلیں گے مُصافحہ کرتے کرتے ہاتھ سُن نہ کرو۔ کسی ٹنٹے جھگڑے میں پڑنے سے جہاں تک ممکن ہو پرہیز کرو لیکن جب شریک ہو لئے تو پھر وہ طریقہ اختیار کرو کہ مخالف تم سے خوف کھائے۔ ہر شخص کی بات سُنو لیکن کم لوگ ایسے ہوں جن سے اپنی بات کہو۔ ہر شخص سے جو کچھ وہ تمہاری نسبت کہنا چاہتا ہے سُنو لیکن جو کچھ اس کی نسبت تمہاری رائے ہو اُسے اپنے ہی تک رکھو۔ لباس حسبِ مقدور قیمتی پہنو۔ صاف سُتھرا اچھا سِلا ہو لیکن اِس میں بھڑک نہ ہو۔ لباس سے اِنسان کی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔ فرانس کے شُرفا اور عالی نسب اس معاملہ میں خاص طور پر خوش مذاق اور سلیقہ شعار ہیں۔ نہ کسی کے قرضدار بنو اور نہ قرض خواہ۔ کیونکہ قرضہ میں روپیہ کیساتھ دوست

بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ قرضہ لینے کا شوق کفایت شعاری میں کمی پیدا کرتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ دیانت برتو۔ اگر ایسا کیا تو پھر جیسے دن اور رات کا یکے بعد دیگرے پیش آنا لازمی ہے تم بھی دوسرے کے ساتھ بددیانتی نہ کروگے۔ خدا حافظ لے ارٹیز۔ تمہارے لئے میری دعائے نیک اِن نصیحتوں کو تمہارے دل میں زیادہ پختہ و مستحکم کرے۔

لے ارٹیز:۔ نہایت ادب و تعظیم سے باباجان میں آپ سے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں۔

پلونیوس:۔ اب وقت ہے کہ تم جلد روانہ ہو جاؤ۔ جہاز پر تمہارے نوکر انتظار کر رہے ہیں۔

لے ارٹیز:۔ اوفیلیا بہن خدا حافظ۔ جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں اُن کا خیال رکھنا۔

اوفیلیا:۔ ہاں بھائی آپ کی نصیحتیں میرے حافظ میں محفوظ و مقفّل ہیں۔ اور اس قفل کی کنجی بہتر ہے کہ آپ اپنے ہی پاس رکھیں۔

لے ارٹیز:۔ اچھا خدا حافظ۔ خدا کو سونپا۔

(لے ارٹیز چلا جاتا ہے)

پلونیوس:۔ اوفیلیا۔ لے ارٹیز نے تم سے کیا باتیں کہی ہیں؟

اوفیلیا:۔ جی ہاں، شہزادہ ہیملٹ کے بارے میں کچھ کہا ہے۔

پلونیوس:۔ واللہ۔ یہ تو تم نے خوب یاد دلایا۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ اُس نے تنہائی میں اپنا وقت اکثر تمہاری صحبت میں بسر کیا ہے۔ اور تم نے بھی اکثر ملاقات کرکے

بڑی آزادی اور فیاضی سے کام لیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے اور احتیاط کی غرض سے مجھ سے ایسا ہی بیان کیا گیا ہے تو مجھے بھی کہنا پڑتا ہے کہ تم اپنی حالت اور پاسِ عزت سے اتنی باخبر نہیں ہو جیسا کہ میری بیٹی کو ہونا چاہیئے۔ تم دونوں میں کیا بات چیت ہوئی ہے؟ سچا سچا حال مجھ سے کہو۔

اوفیلیا:۔ اس زمانے میں شہزادے نے کئی بار اظہارِ محبت کیا۔

پلونیوس:۔ محبت کی بھی خوب کہی۔ بیٹی تو تو بچی لڑکی ہے۔ تجھے ان خطرناک معاملات کا خاک تجربہ نہیں۔ کیا تجھے اس کی محبت اور الفت کی باتوں کا جیسا کہ تو کہتی ہے یقین ہے۔

اوفیلیا:۔ بابا جان۔ مجھے نہیں معلوم کہ اُن کی باتوں کو میں کیا سمجھوں۔

پلونیوس:۔ سُن میں بتاتا ہوں۔ تو دودھ پیتی بچی بن جا۔ اور جان لے کہ اُس کی جھوٹی محبت کی باتوں کو تُو نے کھری چاندی سمجھ لیا ہے۔ مگر جانے رکھ کہ وہ چیز کھری اور سچی نہیں۔ تو اپنا نرخ بڑھا ورنہ سمجھ لے کہ تو مجھے بیوقوف بنوائیگی۔

اوفیلیا:۔ بابا جان۔ شہزادے نے میرے ساتھ اپنا عشق نہایت معزز طریقے سے ظاہر کیا۔

پلونیوس:۔ تُو اُسے معزز طریقہ سمجھتی ہوگی۔ اری احمق۔

اوفیلیا:۔ بابا جان۔ جو کچھ وہ زبان سے کہتا تھا اُس پر سچے دل سے آسمان اور خُدا کی قسمیں بھی کھاتا جاتا تھا۔

پلونیوس:۔ یہ قسمیں اور وعدے تو چڑیاں پکڑنے کے پھندے ہوتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ جب انسان کا خُون گرم ہوتا ہے تو اُس کا دل زبان پر بڑے بڑے

وعدے اور اقرار لانے میں نہایت فیاض ہو جاتا ہے۔ بیٹی عشق و محبت کی ان باتوں کو تو محض ایک بھڑک ہی سمجھ۔ اس میں چمک ہی چمک ہے۔ گرمی نہیں ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو چمک اور گرمی دونوں ندارد ہیں۔ اپنی قدر و قیمت کو بیٹی اتنا نہ گھٹا کہ جب وہ بات چیت کی درخواست کرے تو تو اسکو حکم سمجھ کر اس کی بجا آوری سے انکار نہ کر سکے۔ شہزادہ ہیملٹ کو بس اتنا سمجھ لے کہ وہ ایک نوجوان ہے۔ شوق اور تلوّن دونوں چیزیں اس میں موجود ہیں۔ اُسے عشق کرنے کے لئے اتنا وسیع میدان حاصل ہے کہ تجھے عشق قبول کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اس کے وعدوں پر نہ جا۔ یہ وعدے ایسے دلّال ہیں جو اپنے اصلی رنگ میں نہیں بلکہ ایسی باتوں کے حامی اور وکیل بنتے ہیں جن کا نتیجہ بے عزّتی ہے۔ ان وعدوں کو سپید پوش قرم سمجھ جو معقول مگر فریب دہ تقریر کر کے زیادہ دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اسی کو میری اس کُل تقریر کا ماحصل سمجھ۔ اور سُن کہ آج سے میں اس بات کو ہرگز گوارا نہ کرونگا کہ تُو اپنے فرصت کے اوقات کو شہزادہ ہیملٹ سے بات چیت اور مُلاقاتوں میں جو موجب بدنامی ہوتی ہیں صرف کرے۔ بس تجھے حکم دیتا ہوں کہ اس خیال اور اپنے چال چلن کی اصلاح مدِ نظر رکھ۔

اوفیلیا:۔ باباجان۔ میں آپکا حکم بجا لاؤنگی۔

چوتھا منظر:۔ قلعہ کا چبوترہ۔ ہیملٹ۔ ہوریشیو اور مارسیلس داخل ہوتے ہیں۔

ہیملٹ:۔ سرد ہوا تو کاٹے کھاتی ہے۔ سردی بے حد ہے۔

ہوریشیو:۔ حضور۔ ہوا نہایت سرد و تیز ہے اور جسم میں گھُسی جاتی ہے۔

ہیملٹ :- کیا وقت ہوگا؟
ہوریشیو :- میں سمجھتا ہوں کہ بارہ بجنے میں کچھ ہی کسر ہوگی۔
مارسیلس :- نہیں بارہ تو بج چکے ہیں۔
ہوریشیو :- میں نے گھنٹے کی آواز نہیں سنی۔ وہ وقت قریب آتا جاتا ہے جبکہ روح چلتی پھرتی نظر آتی تھی۔

(اندر باجے بجنے اور توپیں سر ہونیکی آواز آتی ہی۔)

یہ شور کیسا ہی۔ کچھ حضور کو معلوم ہے؟

ہیملٹ :- بادشاہ سلامت رت جگا منا رہے ہیں۔ محفلِ بادہ نوشی گرم ہے جامِ ساغر گردش میں ہیں۔ شرابی نشے میں بدمست ہوکر ناچ رہے ہیں اور جب بادشاہ بادۂ ناب نوش کرتا ہے تو نقارے و نفیر کسی کا جامِ صحت پینے کا اعلان کرتے ہیں۔
ہوریشیو :- غالباً یہاں کا دستور ہوگا۔
ہیملٹ :- واللہ۔ گو میں یہاں کا باشندہ ہوں اور انہی باتوں میں پرورش پائی ہے لیکن میرا خیال تو یہ ہے کہ اِن رسموں کی عدم پابندی ان کی پابندی سے زیادہ قابلِ عزت سمجھی جاتی ہے۔ یہ مستانہ نوشیاں مشرق سے لیکر مغرب تک دوسری قوموں میں ہم کو بدنام کرتی ہیں۔ وہ ہم کو رند و شراب خوار بلکہ خنزیر تک کہتے ہیں۔ اور اس طرح ہمارے نام کو داغ لگتا ہے۔ پھر ہم خواہ کیسے ہی بلند پایہ کام کریں اُن کی وقعت و خوبی زائل ہو جاتی ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہی کہ بعض لوگ کوئی قدرتی نقص رکھتے ہیں۔ یہ نقص یا تو کوئی جسمانی بدنمائی یا کسی ذلیل گھر میں پیدا ہونا ہوتا ہے۔ جو انسان کا قصور نہیں کیونکہ اُسے کبھی

اُونچے گھرانے میں پیدا ہونے پر قدرت نہیں۔ یا یہ نقص اس قسم کا ہوتا ہے کہ مزاج میں کسی خلط میں افراط ہوگئی اور وہ قیود جو عقل و ادراک پر تھیں ٹوٹ گئیں۔ یا یہ نقص کسی عادت کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوجاتا ہے جو اُس کے تمام حرکات و سکنات کو بدنام کردیتا ہے خواہ اس کی اور خوبیاں رحمتِ خداوندی کا کیسا ہی عمدہ انعام ہوں۔ بہرکیف لوگ بالعموم ایسے آدمیوں کو ناپاک اور بُرا سمجھتے ہیں اور اُس خاص نقص کو اُس کا سب سے بڑا عیب خیال کرتے ہیں۔ تھوڑی سی کھوٹ بھی سارے کھرے پن کو زائل کردیتی ہے اور تحقیر و بدنامی اس کے حق میں نتیجہ کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

ہوریشیو :- حضور ملاحظہ کریں۔ وہ آرہی ہے۔

(روح داخل ہوتی ہے۔)

ہیملٹ :- آسمان کے فرشتو اور اے رحمتِ الٰہی کے بُشرو ہمیں اپنی پناہ میں رکھو۔ اے روح خواہ تو نیک ہو یا بد، تیرا مرجع جنت ہو یا دوزخ۔ خواہ تو اپنے ساتھ نسیم بہشت لائی ہو خواہ تیرے ہمراہ دوزخ کے جلانے جھلسانے والے جھونکے ہوں، خواہ تیرا ارادہ اچھا ہو یا بُرا، تو ایک ایسی فہم و ادراک سے بعید شکل میں ظاہر ہوئی ہے کہ میں تجھ سے گفتگو ضرور کرونگا۔ میں اب تجھے ہیملٹ کے نام سے پُکارونگا۔ تجھے باپ یا بادشاہ یا شہریارِ ڈنمارک کے لقب سے خطاب کرونگا۔ بہرکیف جو کچھ دریافت کرونگا اُسے بتانا تیرے لئے ضروری ہوگا۔ اور میری اس آرزو میں کہ کسی طرح لاعلمی دُور ہو میرے سینے کو شق نہ ہونے دے۔ بلکہ بتا کہ تیری ہڈیاں جو قبر میں دفن ہو چکی تھیں اور اُن پر دعائیں پڑھی جا چکی تھیں

کیوں اپنے قفس کو توڑ کر باہر نکلی ہیں۔ اور سنگِ مرمر کے وزنی تابوت نے کیوں اپنا دہن کھول کر تجھے باہر کر دیا۔ اس کے کیا معنی ہیں کہ ایک مُردہ جسم فولاد کی زرہ سر سے پاؤں تک پہنے ایسی راتوں میں جبکہ ماہتاب بادلوں کی پُشت سے نکل کر دُنیا کو روشن کرنے کی کوشش میں ہے کیوں نمودار ہوا ہے۔ اور ہم انسانوں کے دل و دماغ کو جو فطرت کا ایک کھیل ہیں ایسے خیالات سے معمور کرتا ہے جن کا مُتحمل ہونا ہماری طاقت سے زیادہ ہے۔ بتا کہ یہ کیا ہے اور کیوں ہے۔ ہم تیرے لئے کیا بھلائی کر سکتے ہیں؟

(روح ہیملٹ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔)

ہوریشیو:۔ حضور۔ روح آپکو اشارہ کر کے بُلاتی ہے کہ آپ اُسکے ہمراہ چلیں۔ گویا کوئی بات حضور سے وہ علیحدہ کہنا چاہتی ہے۔

مارسیلس:۔ ملاحظہ ہو کہ کسقدر محبت و اخلاق سے علیحدہ جگہ چلنے کا وہ آپ کو اشارہ کرتی ہے۔ لیکن حضور ہرگز اس کے ساتھ نہ جائیں۔

ہیملٹ:۔ میں ضرور جاؤنگا۔ اگر اُس نے یہاں بات نہ کی تو جدھر وہ اشارہ کرتی ہے اُدھر جاؤنگا۔

ہوریشیو:۔ حضور ہرگز نہ جائیں۔

ہیملٹ:۔ اس میں نقصان کیا ہے۔ میں کیوں ڈروں؟ اپنے جسم کی قیمت تو میں ایک تنکے کے برابر سمجھتا ہوں۔ اے روح تو میری روح کا کیا بگاڑ سکتی ہے؟ کیونکہ تیری طرح میری روح بھی غیر فانی ہے۔ دیکھو وہ میری طرف پھر اشارہ کرتی ہے، لو میں اُس کے پیچھے چلا۔

ہوریشیو :- حضور نہیں ۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حضور کو سمندر کی طرف لیجائے ۔ اور اُس پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ کر جو سمندر پر جُھکی کھڑی ہے کوئی اور مہیب شکل اختیار کرے جو آپ کی عقل و حواس کو گم کردے ۔ اور آپ دیوانے ہو جائیں ۔ پہلے ان باتوں کو سوچ لیجئے ۔ جگہ اتنی بلند ہے کہ وہاں پہونچکر خواہ مخواہ نیچے گرنے کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہے ۔ ذرا ملاحظہ کیجئے کہ پہاڑ کی چوٹی سے سمندر کتنا نیچا واقع ہوا ہے ۔ اور سمندر کا شور اور غُل اُوپر تک پہونچتا ہے ۔

ہیملٹ :- روح میری طرف اشارہ کر رہی ہے ۔ اے روح آگے بڑھ میں تیرے پیچھے پیچھے آتا ہوں ۔

مارسیلس :- حضور ہرگز اُسکے پیچھے نہ جائیں ۔

ہیملٹ :- اپنے ہاتھ ہٹاؤ مجھے کوئی نہ روکے ۔

ہوریشیو :- کہا مانیئے ۔ ساتھ نہ جایئے ۔

ہیملٹ :- نہیں تقدیر پُکار پُکار کر کہہ رہی ہے ۔ اور میرے اعصاب شیروں کے اعصاب کی طرح سخت ہو گئے ہیں ۔ دیکھو وہ ابھی تک مجھے بُلا رہی ہے ۔ ہوریشیو ۔ مارسیلس مجھے چھوڑ دو ۔ ورنہ قسم ہے جو مجھے روکے گا اُسے جان سے مار ڈالونگا ۔

ہوریشیو :- خیال اور تصوّر نے اِسے دیوانہ بنا دیا ہے ۔

مارسیلس :- ہم کو بھی اِس کے ساتھ جانا چاہیئے ۔ اس میں اُس کا حُکم ماننا درست نہیں ہے ۔

ہوریشیو :- اچھا چلو ۔ خُدا جانے اِسکا انجام کیا ہونے والا ہے ۔

مارسیلس :- اس ریاست کی کوئی کل ضرور بگڑی ہے ۔

ہوریشیو:۔ خُدا اسکو اپنی اَمان میں رکھے۔

مارسیلس:۔ آؤ ہم بھی شہزادے کے پیچھے پیچھے چلیں۔

پانچواں منظر:۔ چبوترے کا دوسرا حصّہ روح اور ہیملٹ نظر آتے ہیں۔

ہیملٹ:۔ اے روح تُو مجھے کہاں تک لیجائیگی۔ میں آگے نہ جاؤنگا۔

روح:۔ مجھے غور سے دیکھو۔

ہیملٹ:۔ ضرور۔

روح:۔ میری واپسی کا وقت قریب آرہا ہے کہ میں آگ اور گندھک کے شُعلوں میں پڑکر عذاب اُٹھاؤں۔

ہیملٹ:۔ اے روح۔ مجھے سخت صدمہ ہے اور تجھ پر رحم آتا ہے۔

روح:۔ رحم مجھ پر نہ کرو۔ بلکہ جو کچھ میں کہوں اُسے غور سے سُنو۔

ہیملٹ:۔ کہیئے۔ غور سے سُننا میرا فرض ہے۔

روح:۔ جب تُو میرا حال سُنیگا تو تجھے انتقام لینا ہوگا۔

ہیملٹ:۔ یہ کیا کہا۔

روح:۔ ہیملٹ میں تیرے باپ کی روح ہوں۔ مجھے ایک مُدّت مقررہ تک راتوں کو آوارہ گرد رہنے اور دن میں آگ میں جلنے کا حکم ہے۔ حتیٰ کہ زندگی میں جن گناہوں کا ارتکاب مجھ سے ہوا ہے وہ سب آگ میں تپ کر پاک ہوجائیں۔ جس زنداں میں اس وقت میں ہوں وہاں کے راز افشا کرنے کی مجھے سخت ممانعت ہے۔ وہاں جو کچھ گزرتی ہے اگر اُس کا ایک شمّہ بھی میں تجھ سے کہوں تو تیری روح کو وہ اذیت پہونچے کہ خوف سے تیرا خون جم جائے۔ اور تیری آنکھیں اپنے حلقوں سے اس طرح نکل پڑیں جیسے آسمان

پر دو ستارے ٹوٹتے نظر آتے ہیں۔ اور تیرے یہ صاف ستھرے اور گندھے کا کل کھل کر انکا ایک ایک بال اس طرح کھڑا ہو جائے جیسے خارپشت کو غصہ دلانے سے اُس کے کانٹے اُس کی پیٹھ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن عالمِ ارواح کی باتیں فانی اِنسان کو سُنانا جائز نہیں۔ سُن سُن سُن اگر کبھی تجھے اپنے باپ سے محبت تھی۔

ہیملٹ :- اے خُدایا!

روح :- سُن کہ میرا خُون ہوا ہے۔ جو فہم اور فطرت کے خلاف ایک فعل تھا۔ اب تجھے میرے خُون کا انتقام لینا ہے۔

ہیملٹ :- خُون!

روح :- ہاں خُون۔ کسی کو جان سے مارنا فی نفسہ بُرا فعل ہو لیکن میرا خون کرنا اس سے بھی بدتر اور فطرتِ انسانی کے خلاف تھا۔

ہیملٹ :- اے روح جلد بتا کہ یہ کیا ماجرا ہے تاکہ میں ایسے پر لگا کر جو تخیل اور تعشق کے خیالات سے بھی تیز رَو ہوں انتقام لینے کو اُڑ جاؤں۔

روح :- میں تجھ میں عزم و ارادہ پاتا ہوں۔ لیکن اگر تُو نے اس امر میں کوشش نہ کی تو پھر تیری مثال اُس موٹی اور گیلی گھاس کی سی ہو گی جو دوزخ کے دریائے نسیان کے کنارے آسانی سے اُگ آتی ہے اور جس دریا کا پانی پینے سے اِنسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے کیا انتقام کی تحریک تجھ میں پیدا نہ ہو گی۔ مشہور یہ کیا گیا کہ میں اپنے باغ میں سوتا تھا ایک سانپ نے مجھے کاٹا۔ اُس کے زہر سے میں مر گیا۔ غرض ایک جھوٹی خبر مشہور کر کے ڈنمارک کے کانوں کو صدمہ پہونچایا گیا۔ مگر اے شریف و نجیب نوجوان سُن لے کہ جس سانپ نے تیرے باپ کو کاٹا تھا آج

اُس کے سر پر ڈنمارک کا تاج ہے۔

ہیملٹ:۔ ہائے میرا دل تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ ہو نہ ہو یہ کام میرے چچا کا ہے۔

روح:۔ لاریب! یہ حرکت اُسی محرمات سے ہم بستر ہونیوالے زانی اور خبیث کی ہے۔ دغا فریب اور ایسی توجہات سے جو بیوی کو شوہر سے بیوفا بنا کر اغوا کریں۔ اُس نے میری ظاہرا نیک بخت ملکہ پر قابو حاصل کر لیا اور اُسے اپنی ہوا و ہوس کا شکار بنایا۔ ہیملٹ اِس سے زیادہ پستی میں بلندی سے گرنے کی مثال نہ ملے گی۔ میرا عشق ملکہ کے ساتھ ہمیشہ وہی رہا جس کا اقرار شادی کے وقت میں نے کیا تھا۔ مگر افسوس۔ مجھ سے ٹوٹ کر وہ ایک خبیث کی طرف راغب ہوئی جس کے قدرتی اوصاف مجھ سے کم درجے کے تھے۔ لیکن جس طرح ایک نیک بخت انسان کو کوئی فرشتہ کی صورت میں آکر بہکائے۔ مگر وہ بدراہ نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک شہوت پرست گو اُس کا عقد کسی پاکیزہ فرشتہ خصلت عورت ہی سے کیوں نہ ہو اور نیکی کے بستر پر خواہ کیسی ہی لذتیں اُسے حاصل ہوں مگر پھر بھی وہ اپنی ہوائے نفس کو ناپاک اور پلید چیزوں سے سیر کریگا۔ لیکن خاموش۔ بادِ سحر مجھے محسوس ہونے لگی ہے۔ اِس لئے مختصر کہتا ہوں۔ جبکہ میں اپنے باغ میں حسبِ عادت تیسرے پہر سو رہا تھا تو اسی حالت میں تیرا چچا چپکے چپکے میرے قریب آیا۔ ہاتھ میں اُس کے ایک شیشی تھی جس میں ہن بین کا زہر بھرا تھا۔ اور اِس محرکِ جذام زہر کے قطرے اُس نے میرے کانوں میں ٹپکا دیئے۔ اس زہر کو انسان کے خون کے ساتھ بڑی دشمنی ہے۔ پارے کی طرح تیزی سے وہ تمام رگوں اور شرائن میں دوڑ جاتا ہے اور جس طرح دودھ میں تُرشی کے قطرے ڈالنے سے دودھ جم کر دہی ہو جاتا

ہے۔ اسی طرح زہر کے پھیلنے ہی رقیق اور تندرست خُون جسم میں منجمد ہو کر رہ جاتا ہی۔ اور یہی حال میرا ہوا۔ اور جیسا کہ کوڑھ کے مرض میں ہوتا ہی میرا سارا جسم ایک کھرنڈ بن گیا۔ اور نہایت مکروہ پپڑیاں تمام بدن پر جم گئیں۔ غرض اسی طرح جبکہ میں سو رہا تھا ایک بھائی کے ہاتھ سے اپنے تاج و تخت اور ملکہ سے یک لخت محروم ہو گیا۔ ایسے وقت میں کہ میرے گناہوں کا درخت خوب پھول رہا تھا۔ توبہ اور استغفار سے اپنے گُناہوں کی صفائی کا موقع بھی نہ ملا تھا اور نہ کلیسا کی آخری برکت جو مرتے وقت دی جاتی ہے مجھے ملی تھی اور ایسی حالت میں کہ میں مرنے کے لئے مطلق تیار نہ تھا۔ نہ کسی پادری نے مجھے مسح کیا تھا اور نہ اُس کے سامنے اپنے گُناہوں کا اقرار کر سکا تھا۔ غرض کہ تمام گُناہوں کا بُوجھ سر پر لئے خُدا کی حضور میں جوابدہی کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ ہائے یہ کیسا غضب تھا۔ کیسا قہر تھا۔ اگر تُو دل رکھتا ہی تو اس ظلم کو برداشت نہ کر اور بادشاہ ڈنمارک کے بستر کو عیش و نشاط اور ایک محرم سے ملوث ہونے کی ناپاک سیج نہ رہنے دے۔ لیکن اس کام کو جس طرح تُو چاہے انجام دے۔ مگر اس کا خیال ہمیشہ رکھ کہ تیری ماں کے خلاف کوئی بات دل میں نہ آنے پائے۔ اور کوئی امر جو اُس کا موجب آزار ہو عمل میں نہ آئے۔ اُسے اُس کے خُدا اور اس کے اعمال پر چھوڑ دے جو اُس کے ضمیر کو نیش و نشتر بنکر چھید رہے ہیں۔ اچھا اب خُدا کو سونپا۔ جگنو کی ہلکی چمک زرد پڑ چلی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہونے کو ہے۔ ہیملٹ خُدا حافظ۔ خُدا کے سپرد کیا۔ مجھے یاد رکھیو۔

ہیملٹ :۔ اے عرش کے فرشتو اور اے زمین کے لوگو تم سے فریاد ہی اور کہو تو میں

اِس فریاد میں اہلِ جہنم سے بھی خطاب کروں۔ شرم شرم۔ اے دل مجھ پر سے اپنا قبضہ نہ ہٹا۔ اور اے میرے اعصاب اس صدمے سے تم کمزور نہ پڑو۔ بلکہ مجھے سنبھالے رکھو۔ تجھے یاد رکھوں؟ جب تک اس سراور دماغ میں قوتِ حافظہ تخت نشین ہے تجھے یاد رکھونگا۔ یاد رکھنا کیسا میں تو حافظہ کی لوح پر جس قدر نقوش کتابوں کی پڑی ہوئی موعظتِ حسنہ کے اور مُشاہدے اور جوانی نے عشق و محبت کے جتنے نقش ونگار اس پر بنائے ہیں ان سب کو مٹا کر صرف تیرا حکم اُس پر قائم رکھونگا۔ اور کوئی چیز اُس پر اضافہ نہ ہوگی۔ خالص تیرا حکم رہے گا۔ کوئی اور چیز اس میں آمیزنہ ہوگی۔ عرش کی قسم۔ اے اوموذی عورت اور تو خبیث ہنستے ہوئے شیطانِ ملعون! میری یادداشت کی کتاب کہاں ہے۔ بہتر ہے کہ لکھ لوں۔ (لکھتا ہے) کہ شیطان ہنستا بھی رہے اور اپنی شیطینت سے باز نہ آئے۔ کم سے کم ڈنمارک میں تو یہی حال رہے گا۔ اچھا چچا جان میں نے آپ کا نام اپنی یادداشت میں درج کر لیا ہے۔ اچھا آخری الفاظ روح نے کیا کہے تھے؟ "خدا حافظ۔ خدا کو سونپا۔ یاد رکھیو" میں نے تو ان پر قسم کھالی ہے۔

ہوریشیو }
مارسیلس } (اندر سے پکارتے ہیں) شہزادے شہزادے۔

مارسیلس:۔ (اندر سے) عالیجاہ ہیملٹ۔

ہوریشیو:۔ خدا ہر بلا سے اُسے محفوظ رکھے۔

ہیملٹ:۔ خدا ایسا ہی کرے۔

ہوریشیو:۔ (اندر سے آواز لگاتا ہے) ہلو ہو ہو۔ شہزادے۔

ہیملٹ :- ہو ہو ہو۔ آ بیٹا۔ آ میرے شکرے آ۔

(ہوریشیو اور مارسیلس اندر آتے ہیں)

مارسیلس :- فرمایئے شہزادۂ والا تبار کیسی گزری؟

ہوریشیو :- حضور کیا خبر ہے؟

ہیملٹ :- حیرت خیز۔ تعجب انگیز۔

ہوریشیو :- اچھے آقا کچھ بتایئے تو۔

ہیملٹ :- نہیں تم کہہ دوگے۔

ہوریشیو :- خدا کی قسم میں کسی سے نہ کہونگا۔

مارسیلس :- اور نہ میں کسی پر ظاہر کرونگا۔

ہیملٹ :- تم اسے کیا کہوگے۔ کیا کبھی انسان کے دل میں ایسا خیال گزر سکتا تھا۔ لیکن تم کسی سے کہنا نہیں۔

ہوریشیو } ہرگز نہیں جیسی جی چاہے قسم لے لیجئے۔
مارسیلس }

ہیملٹ :- ڈنمارک میں کوئی بدمعاش ایسا نہیں جو پکا شیطان نہ ہو۔

ہوریشیو :- محض اس بات کو کہنے کیلئے تو ایک روح کو قبر سے نکلنے کی ضرورت نہ تھی۔

ہیملٹ :- ہاں درست۔ بہت ٹھیک کہتے ہو۔ اور اب زیادہ کچھ کہے سنے بغیر ہاتھ ملاؤ اور جسکو جو کام ہو اُس کے لئے جائے، رخصت ہو۔ ہر شخص کو کوئی نہ کوئی کام تو ہوتا ہے اور میں بھی جہاں تک مجھ غریب کو کوئی کام ہے اُس کے لئے رخصت ہوتا ہوں۔ دیکھو میں تو جاتے ہی خدا سے دعا مانگونگا۔

ہوریشیو :- آقا۔ یہ باتیں حضور کی تو اناپ شناپ کچھ بے جوڑ سی ہیں۔
ہیملٹ :- مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہارے دل کو رنجیدہ کیا۔ تم ضرور رنجیدہ خاطر ہوئے۔
ہوریشیو :- لیکن آقا ہم نے کچھ بُرا نہیں مانا۔
ہیملٹ :- ہاں سینٹ پاٹرک کی قسم ہوریشیو اس میں بہت کچھ رنج پہونچنے کی بات ہے۔ رہی وہ صورت جو ہم کو نظر آئی تھی، وہ روح تو بڑی مسکین اور سچی دیانت دار روح ہے، جو کچھ اس میں اور مجھ میں پیش آیا تم اسکو جاننا چاہتے ہو۔ تو اس خواہش کو جہاں تک ممکن ہو دبائے رکھو اور اب میرے سچے دوستو۔ تم دوست ہو۔ پڑھے لکھے آدمی ہو اور سپاہی بھی ہو۔ میری ایک درخواست منظور کر لو۔
ہوریشیو :- حضور فرمائیں وہ کیا ہے۔ ہم اُسے قبول کرینگے۔
ہیملٹ :- جو کچھ آج رات کو تم نے دیکھا ہے وہ کسی سے نہ کہو گے۔
ہوریشیو :- حضور ہم کسی پر ظاہر نہ کرینگے۔
ہیملٹ :- نہیں نہیں قسم کھاؤ۔
ہوریشیو :- میں اپنے ایمان کی قسم کھاتا ہوں کہ کسی سے نہ کہونگا۔
مارسیلس :- اور حضور میں بھی ایمان سے کہتا ہوں کہ کسی پر کوئی بات ظاہر نہ کروں گا۔
ہیملٹ :- اچھا میری تلوار پر قسم کھاؤ۔
مارسیلس :- قسم تو ہم کھا ہی چکے ہیں۔
ہیملٹ :- نہیں میری تلوار پر قسم کھاؤ۔

روح :- (زمین کے نیچے سے کہتی ہے) قسم کھاؤ۔

ہیملٹ :- آہا۔ تم بھی یہی کہنے لگیں۔ کیا زمین کے نیچے نیچے یہاں تک پہونچ گئیں؟ ہوریشیو، مارسیلس، تم نے زمین کے اندر سے جو آواز آتی ہو وہ سُنی؟ اِدھر آؤ۔

ہوریشیو :- حضور قسم جن الفاظ میں لی جائے وہ بتائیے۔

ہیملٹ :- بس الفاظ یہی ہیں کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ کسی سے نہ کہوگے۔

روح :- (زمین کے اندر سے آواز آتی ہے) قسم کھاؤ۔

ہیملٹ :- اے روح تجھے کہیں قرار بھی ہے۔ کبھی یہاں ہے کبھی وہاں ہے۔ اچھا لے ہم یہاں سے ہٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہوریشیو، مارسیلس۔ اِدھر آجاؤ اور میری تلوار پر اپنا ہاتھ رکھو کہ جو کچھ دیکھا ہو اُسکا ذکر کبھی نہ کروگے۔

روح :- (زمین کے اندر سے کہتی ہے) قسم کھاؤ۔

ہیملٹ :- خوب کہا۔ اے زمین کے اندر ہی اندر کھود کر چلنے والی کیا تو زمین کے اندر اندر ہی اتنی دُور پہونچ سکتی ہے؟ آؤ دوستو یہاں سے بھی ہٹ کر کھڑے ہو جائیں۔

ہوریشیو :- اے رات اور دن تم گواہ رہنا کہ یہ کیسی عجیب باتیں پیش آرہی ہیں۔

ہیملٹ :- اور ان باتوں کو عجیب و اجنبی ہی سمجھکر اُن کا خیر مقدم کرو ہوریشیو زمین اور آسمان میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا وہم و گمان تک ہمارے فلسفے میں نہیں گزرا ہے۔ آؤ آؤ۔ اگر رحمتِ باری میں یقین رکھتے ہو جیسے کہ پہلے رکھتے تھے تو اگر آیندہ میں کسی عجیب و غریب شکل یا وضع میں، جس کا اختیار کرنا میں ضروری سمجھوں، ظاہر ہوں تو تم یہ نہ کرنا کہ بغلوں میں ہاتھ دیکر

کھڑے ہو جاؤ۔ سر اس طرح ہلاؤ (ہیملٹ سر ہلاتا ہے) یا کوئی مشتبہ سی بات زبان پر لاؤ اور کہو ہاں ہمیں سب حال معلوم ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو بتا بھی سکتے ہیں۔ غرض ایسے مشتبہ جملوں میں جن سے معلوم ہو کہ تم میرے حال سے واقف ہو گفتگو نہ کرنا۔ بس خدا کی رحمت و برکت تمہاری شامل حال رہے اور خدا تمہاری مدد کرے قسم کھاؤ۔

روح:۔ (اندر سے بولتی ہے) قسم کھاؤ۔

ہیملٹ:۔ اے روح۔ ذرا تو چین سے بیٹھ۔ (ہوریشیو اور مارسیلس قسم کھاتے ہیں) میرے شریف دوستو۔ اس تعلق و محبت کی وجہ سے جو میں تمہارے ساتھ رکھتا ہوں اپنے تئیں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ یہ عاجز ہیملٹ جو کچھ تمہاری محبت میں تمہارے لئے کر سکتا ہے کبھی اس سے دریغ نہ کریگا۔ آؤ ساتھ چلیں اور میری یہی التجا ہے کہ تم دونوں بالکل خاموش رہنا۔ زمانے کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ افسوس اس کا نہیں ہے کہ اس بگڑی کل کو سنوارا جائے بلکہ غم اس کا ہے کہ میں اس کے سنوارنے کے لئے دنیا میں کیوں پیدا ہوا۔ آؤ ہم سب ساتھ چلیں۔

(سب چلے جاتے ہیں)

جزوِ ثانی

پہلا منظر:- پلونیوس کے مکان کا ایک کمرہ۔ پلونیوس اور رینالدو داخل ہوتے ہیں۔

پلونیوس:- رینالدو۔ یہ روپیہ اور خطوط اُسے دیدینا۔

رینالدو:- بہت اچھا حضور۔

پلونیوس:- لیکن رینالدو۔ ملاقات سے پہلے پوری سمجھ بوجھ اور ہوشیاری سے اسکے حالات دریافت کرلینا۔

رینالدو:- حضور میرا خود بھی یہی ارادہ تھا۔

پلونیوس:- واللہ! خوب کہا۔ بہت خوب کہا۔ پہلے تو یہ تحقیق کرنا کہ ڈنمارک کے کون کون لوگ پیرس میں رہتے ہیں اور کیوں رہتے ہیں۔ اِن کی وجہ معاش کیا ہے اور وہ کہاں کہاں رہتے ہیں۔ اُن کے دوست اور مصاحب کون ہیں؟ اُنکے اخراجات کیونکر چلتے ہیں۔ غرض جب اس طرح ہیر پھیر کے سوالوں کے بعد مطلب پر پہونچو تو یہ پوچھنا کہ کیا وہ میرے لڑکے کو جانتے ہیں۔ جب یہ سب کچھ پوچھنے کے بعد تم اُس بات تک پہونچو جو دراصل دریافت کرنے کی ہے تو کہنا ہاں میری بھی کچھ دُور کی صاحب

سلامت ہے۔ اس کے باپ اور دوستوں سے بھی کسیقدر واقف ہوں اور کچھ اُسے خود کو بھی جانتا ہوں، مگر اتنا ضرور کہدینا کہ اچھی طرح نہیں جانتا، پھر کہنا کہ اگر یہ وہی شخص ہے جسے میں سمجھ رہا ہوں تو اُس کے مزاج میں تو وحشت بہت ہی۔ بعض عادتیں بھی اُس کی خراب ہیں، اس کے بعد جو تہمتیں تم اس کے ذمہ رکھنی چاہو رکھنا لیکن کوئی تہمت ایسی نہ لگانا جس میں اُس کی عزت پر حرف آئے۔ بلکہ اس قسم کی بُرائیاں جیسے شراب کی عادت، مزاج میں تندی و تیزی یا ایسے عیوب بیان کرنا جو بالعموم اُن نوجوانوں میں پائے جاتے ہیں جو گھر سے دُور آزاد رہتے ہیں۔

رینالدو:۔ مثلاً قمار بازی کا عیب۔

پلونیوس:۔ ہاں ہاں۔ یا شراب خواری یا شمشیر بازی یا بد کلامی۔ یا بات بات پر لڑ بیٹھنے کی عادت۔ اتنا تم کہہ سکو گے۔ مگر اس سے آگے نہ بڑھنا۔

رینالدو:۔ حضور ان میں تو اس کی عزت پر بٹہ لگے گا۔

پلونیوس:۔ واللہ۔ ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن جب ان بُرائیوں کا ذکر کرو تو ذرا انہیں سمو سمو کر ہلکا کرتے جانا۔ مگر اس قسم کی کوئی تہمت نہ رکھنا کہ وہ حرامکاری کرتا ہے، میرا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ اُس کی بُرائیوں کو اس ترکیب اور ہوشیاری سے بیان کرنا کہ وہ ایسے عیب معلوم ہوں جو آزادی حاصل کرنے سے قدرتی طور پر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور اکثر نوجوان اُن میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ غرض بُرائیاں اِس قسم کی ہوں جو اکثر نوجوانوں میں دیکھی جاتی ہیں۔

رینالدو:۔ بہتر ہو کہ حضور خود ہی فرمادیں کہ وہ کس قسم کی بُرائیاں ہوں۔

پلونیوس:۔ واللہ رینالدو۔ میرا مطلب صرف اتنا ہی تھا اور یہی ایک تدبیر ہے

جس سے ہم اپنے مطلب کو پہونچ سکتے ہیں۔ بس تم خفیف الزام میرے نورچشم پر ایسے لگانا جیسے کوئی نئی چیز کو معمولی استعمال سے بگڑتا دیکھکر کچھ کہے۔ اچھا اب ذرا غور سے جو کچھ کہوں اُسے سُنو۔ جس آدمی سے تم ان باتوں کو دریافت کروگے تو اُس سے پوچھنا کہ کیا کبھی تم نے اُسکو ان بُرائیوں میں دیکھا ہے تو وہ ضرور تم سے اتفاق کریگا۔ اور کہے گا۔ "ہاں صاحب"، "یا ہاں دوست"، "یا ہاں مہربان"، غرض جیسا کچھ بھی بات چیت کا طریقہ مختلف مُلکوں اور مختلف قوموں میں ہوگا اُس میں وہ تم سے بات کریگا۔

رینالدو:۔ بہت بہتر حضور۔

پلونیوس:۔ اچھا اب سُنو۔ اگر وہ کہے "ہاں دیکھا ہے۔۔۔۔"، ہاں تو میں کیا کہنے کو تھا؟ واللہ میں کوئی بات کہنے کو تھا کچھ یاد ہے؟ بات کہاں چھوڑی تھی؟

رینالدو:۔ حضور فرماتے تھے کہ وہ تم سے اتفاق کریگا اور کہے گا "ہاں صاحب"، "ہاں مُشفق"، "ہاں مہربان"۔

پلونیوس:۔ ٹھیک ہے۔ بس بس۔ یاد آگیا۔ درست ہے، وہ تم سے کہیگا۔ کہ "ہاں میں اُس شخص کو جانتا ہوں۔ کل ہی کی تو بات ہے۔ یا تھوڑے ہی دن کا تو ذکر ہے اُسے دیکھا تھا، اور یہ کہ وہ ایسے ایسے آدمی کے ساتھ تھا۔ اچھا۔ جب تم یہ کہوگے کہ وہ قمار باز ہے یا شراب کے نشے میں چُور رہتا ہے یا ٹینس کھیلتے کھیلتے لڑ پڑتا ہے تو تم سمجھے بھی کہ اس طرح تھوڑا سا جھوٹ بول کر تم سچی بات پر پہونچ جاؤگے۔ چُنانچہ ہم دانا اور دُور اندیش طبیعتوں کا خاصہ یہی ہے کہ جب کسی حقیقت کو پہنچنا چاہتے ہیں تو اسی طرح کی، پیچ پیچ ترکیبوں سے چکر اور رچرخیاں لگاکر اصل

بات دریافت کر لیتے ہیں۔ غرض جو تدبیریں میں نے تمہیں بتائی ہیں اُن سے تم میرے نور العین کا کچا چٹھا معلوم کر لوگے۔ میرا مطلب تو تم خوب سمجھ گئے ہوگے۔

ریہنالڈو:۔ حضور خوب سمجھ گیا۔

پلونیوس:۔ پھر یہ کہ سُنی سُنائی باتوں پر نہ جانا۔ خود بھی غور سے دیکھکر اُس کا حال معلوم کرتے رہنا۔ مگر جس شغل میں وہ آج کل ہو اُسی میں رہنے دینا۔

(اوفیلیا داخل ہوتی ہے)

کہو بیٹی کیسی ہو؟

اوفیلیا:۔ میرا تو ڈر کے مارے بُرا حال ہے۔

پلونیوس:۔ خُدا کے لئے کہو تو کیا بات ہے؟

اوفیلیا:۔ بابا جان سُنیئے۔ میں اپنے اندر والے کمرے میں بیٹھی سی رہی تھی کہ یکایک شہزادہ ہیملٹ کچھ عجیب حال میں اندر گھس آئے۔ نیمے کے بند کُھلے تھے۔ سر پر ٹوپی نہ تھی۔ میلی کچیلی جرابیں۔ جراب بندوں کے کُھل جانے سے ٹخنوں پر اس طرح پڑی تھیں جیسے قیدی کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوں۔ چہرے کا رنگ قمیص کے رنگ کی طرح سپید ہو رہا تھا۔ گھٹنے تھر تھر کانپتے تھے۔ نگاہیں اسدرجہ محزون و واجب الرحم تھیں کہ گویا ابھی دوزخ سے نکل کر اس غرض سے آئے ہیں کہ وہاں کے درد و عذاب بیان کریں۔ غرض باواجان اس حال میں شہزادے صاحب میرے سامنے آئے۔

پلونیوس:۔ بیٹی۔ ضرور تیرے عشق میں وہ دیوانہ ہوگیا ہے۔

اوفیلیا:۔ باواجان۔ اس کی خبر تو مجھے نہیں۔ مگر میں ڈر بہت گئی ہوں۔

پلونیوس:۔ اُس نے کچھ بات بھی کی تھی؟

اوفیلیا:۔ اپنے ایک ہاتھ سے میری کلائی مضبوط پکڑلی۔ اور اتنا پیچھے ہٹے کہ ہاتھ خوب تن جائے۔ اور دوسرے ہاتھ سے آنکھوں پر سایہ کرکے اتنے غور سے میرے چہرے کو دیکھنے لگے کہ گویا کوئی مصوّر تصویر کھینچنے والا ہے۔ بڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ آخرکار میرے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دے کر اپنے سر کو اس طرح تین بار اُوپر نیچے کیا۔ اور پھر ایک آہِ سرد جو کلیجہ کے پار ہوئی جاتی تھی ایسی بھری کہ معلوم ہوتا تھا کہ سارا جسم پاش پاش ہو کر جان نکل جائیگی۔ جب یہ ہولیا تو اُنھوں نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور گردن میری طرف پھیر کر مجھے دیکھتے ہوئے بغیر اس کے کہ نظر دروازے کی طرف کریں کمرے سے باہر نکلنا شروع کیا۔ غرض اس طرح بغیر دروازے کی طرف نظر کئے وہ دروازے سے باہر ہوگئے۔ مگر نگاہ میری طرف برابر جمائے رکھی۔

پلونیوس:۔ بیٹی۔ آ میرے ساتھ چل۔ میں بادشاہ سلامت کے پاس جاتا ہوں۔ یہ تو غلبہ عشق کا شدید جنون ہے جس کا اثر مہلک ہوا کرتا ہے عشق کا جذبہ تو انسان سے وہ وہ سخت کام لیتا ہے کہ فطرتِ انسانی کا کوئی دوسرا جذبہ ایسا نہیں کرسکتا۔ یہ حال سُن کر سخت افسوس ہوا۔ بیٹی۔ حال میں تُو نے کوئی سخت بات تو اُسے نہیں کہی تھی؟

اوفیلیا:۔ نہیں بابا جان۔ اتنا ضرور ہوا کہ جیسا آپ نے حکم دیا تھا جتنے خط اُنھوں نے بھیجے تھے وہ میں نے واپس کردئے اور جب وہ ملنے آئے تو میں ملی نہیں۔

پلونیوس:۔ یہ کہو نا تو پھر اسی بات نے اُس کا دل اُلٹ دیا۔ مجھے افسوس ہے کہ پہلی دفعہ جو باتیں میں نے تجھ سے اُس کی نسبت کہی تھیں اُن پر پورا غور نہیں کیا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ محض تفنّنِ طبع کے طور پر وہ تیرا عاشق بنا ہے اور غرض اُسکی

بڑی بربادی ہے۔ لیکن لعنت ہو میرے اس خیال پر۔ واللہ! میری عمر کے بڈھے ضعیف تو کسی کی نسبت رائے قائم کرنے میں بدگمان و بدظن بن کر غلطی کرتے ہیں اور جوان آدمی یہی غلطی عقل و فراست سے بغیر کام لئے کرتے ہیں۔ بادشاہ سلامت سے یہ کل حال عرض کر دینا ضروریات سے ہی۔ کیونکہ اگر ان باتوں کو پوشیدہ رکھا تو عشق کا مخفی رکھنا جتنا موجب رنج و الم ہو سکتا ہے اتنا اُس کا آشکارا کرنا بادشاہ یا ملکہ کا موجب پریشانی اور ناگواری نہیں ہو سکتا۔

(پلونیوس اور اوفیلیا اسٹیج پر سے چلے جاتے ہیں)

دوسرا منظر:۔ قصرِ شاہی کا ایک کمرہ۔ بادشاہ اور ملکہ۔ روزنکرانز اور گلڈنسٹرن داخل ہوتے ہیں۔

بادشاہ:۔ محبانِ من روزنکرانز اور گلڈنسٹرن ہم تمہیں خیر مقدم کہتے ہیں علاوہ اشتیاقِ ملاقات کے جو ضرورت تمہیں طلب کرنے کی اس وقت داعی ہوئی اس نے مجبور کیا کہ ہم تمکو جلد یہاں بلائیں۔ تم نے شہزادہ ہیملٹ کے تغیرِ حال اور تبدیلِ مزاج کے متعلق سُنا ہوگا سوائے اس کے کہ مزاج میں تبدیلی واقع ہوئی اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ باطن اور ظاہر دونوں کچھ ایسے بدلے ہیں کہ سابق سے وہ بالکل مختلف نظر آتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اس حالت کا سبب اُن کے والد کے انتقال کو قرار دیا جائے۔ اور کوئی سبب ہماری سمجھ اور وہم و گمان سے خارج ہے چونکہ تم دونوں نے بچپن سے شہزادے کے ساتھ پرورش پائی ہے اور اس کے مزاج اور طبیعت سے خوب واقف ہو۔ اسلئے ہماری درخواست ہی کہ تم دونوں کچھ دنوں ہمارے دربار میں رہو تاکہ تمہارے قرب اور اثرِ صحبت سے شہزادہ کچھ

چونچال ہو اور ایسے مشاغل کی طرف رجوع ہو جو موجب مسرت و انبساط ہوتے ہیں۔ اور جب کبھی موقع پاؤ تو معلوم کرو کہ کیا کوئی بات جو ہمارے علم میں نہیں ہے ایسی ہے جو اُس کی افسردگی خاطر کا اس درجہ باعث ہوئی ہو تاکہ ہم اس شکایت کو رفع کرنے کی کوشش کریں۔

ملکہ:۔ اے نیک بخت اور سعادتمند نوجوانو۔ وہ اکثر تمہارا ذکر کیا کرتا تھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم دونوں کے برابر کوئی دو شخص ایسے نہیں ہیں جن سے اُس کا دلی تعلق اس درجہ ہو۔ اگر ہماری اُمیدوں کی سرسبزی کیلئے تم دونوں اتنا احسان وکرم کرو کہ چند روز یہاں قیام کرو تو تمہارا یہاں تکلیف کرنا ایسا ہی باعث منت گذاری ہوگا جیسا کہ ایک بادشاہ اور ملکہ کیلئے ہو سکتا ہے۔

روزنکرانز:۔ بادشاہ اور ملکہ سلامت حضور ہمارے آقا اور داد گستر ہیں۔ حضور بندگان عالی بطور حکم کے نہ کہ بطور درخواست کے جو کچھ ارشاد کرنا ہو ارشاد کریں۔ اور تعمیل احکام ہمارا فرض عین ہوگا۔

گلڈنسٹرن:۔ ہم دونوں حضور کے تابعدار اور حضور کے حکم و ارشاد کی تعمیل میں پوری کوشش اور توجہ سے ہم اپنی ادنیٰ خدمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

بادشاہ:۔ شریف و نجیب روزنکرانز اور گلڈنسٹرن۔ ہم تمہارے شکر گذار ہوئے۔

ملکہ:۔ شریف روزنکرانز اور گلڈنسٹرن میں بھی تمہاری ممنون احسان ہوں۔ اور چاہتی ہوں کہ تم دونوں میرے فرزند سے جو اسقدر تبدیل ہو گیا ہے جلد ملاقات

Acc. 10826

کرو۔ (ملکہ دربار کے خادموں سے کہتی ہے) تم میں سے کوئی ان دونوں کو وہاں پہنچائے جہاں شہزادہ ہیملٹ اس وقت ہو۔

گلڈنسٹرن:۔ خدا سے دعا ہے کہ ہماری حاضری اور ہماری خدمات شہزادے کے حق میں موجب خیر و مسرت ثابت ہوں۔

ملکہ:۔ آمین!

(روزنکرانز اور گلڈنسٹرن اور چند خادم کمرے سے باہر جاتے ہیں۔ پلونیوس کمرے میں آتا ہے)

پلونیوس:۔ جہاں پناہ۔ شاہِ ناروے کے پاس جو سفارت روانہ ہوئی تھی وہ بخیر و سلامتی جواب باصواب لے کر واپس آ گئی ہے۔

بادشاہ:۔ پلونیوس۔ واہ واہ۔ تم ہمیشہ اچھی خبر لاتے ہو۔

پلونیوس:۔ کیا حضور واقعی ایسا ہے۔ یہ ناچیز حضور کو یقین دلاتا ہے کہ وہ اپنے فرائضِ منصب کا ادا کرنا خدا اور اپنے بادشاہ کے سامنے جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ اور یہی میرا خیال ہے ورنہ سمجھنا چاہیے کہ اب میرا دماغ کسی حکمت و تدبیر کی تہ کو مثل سابق نہیں پہونچ سکتا۔ خداوندِ نعمت۔ میں نے شہزادہ ہیملٹ کی دیوانگی کا سبب بھی دریافت کر لیا ہے۔

بادشاہ:۔ دیوانگی کا سبب ضرور بتاؤ۔ میں تو اُس کے سننے کا بے حد مشتاق ہوں۔

پلونیوس:۔ پہلے حضور والا سفیروں سے ملاقات کر لیں، پھر جو خبر لایا ہوں وہ سناؤنگا گویا کھانے کے بعد وہ شیرینی کا کام دیگی۔

بادشاہ:۔ پلونیوس تم ہی ضروری مراسم و آداب ادا کر کے سفیروں کو دربار میں لے آؤ

(پلونیوس چلا جاتا ہے) پیاری ملکہ تم نے سُنا پلونیوس وزیر کہتا ہے کہ اُس نے تمہارے فرزند کی سوءِ مزاجی کا سبب دریافت کر لیا ہے۔

ملکہ :- میں سمجھتی ہوں کہ شہزادے کی شکایتوں کا سبب باپ کا مرنا اور ہم دونوں کی اسقدر جلد شادی ہو جانا ہے۔

بادشاہ :- یہ جو کچھ بھی ہو لیکن واقعی سب تحقیق ہونا ضروری ہے۔

(پلونیوس مع ولتی منڈ اور گورنیلیوس پھر دربار میں حاضر ہوتا ہے)

ہمارے سچے وفادار دوستو۔ تمہاری واپسی سے ہم خوش ہوئے۔ ولتی منڈ۔ کہو ہمارے برادر شاہِ ناروے کے پاس سے کیا خبر لائے۔

ولتی منڈ:- جہاں پناہ۔ بادشاہِ ناروے کی طرف سے حضور کو آداب و مزاج پرسی پہونچکر عرض ہے کہ ہمارے پہونچتے ہی شاہِ موصوف نے اپنے آدمی اس حکم سے اپنے برادر زادے فورٹن براس کے پاس بھیجے کہ جو فوجیں وہ بھرتی کرتا ہے اُن کا بھرتی کرنا بند کیا جائے۔ شاہِ ناروے سے اس بارے میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ یہ فوجیں دراصل پولستان والوں سے لڑنے کے لئے فراہم کی جارہی ہیں۔ لیکن جب اس امر کی تحقیقات پورے طور پر ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ حضور سے لڑنے کے لئے یہ فوجیں تیار کی گئی ہیں۔ یہ سُنکر بادشاہِ ناروے کو سخت رنج و افسوس ہوا اور کہا کہ میری بیماری ضعیفی اور کمزوری کی وجہ سے لوگ ناجائز نفع اٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ فوراً فورٹن براس کی گرفتاری کا حکم جاری ہوا۔ فورٹن براس خود حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اسکو سخت ملامت کی۔ فورٹن براس نے چچا کے سامنے

اس امر کا عہد کیا کہ آیندہ وہ شاہِ ڈنمارک کے مقابلہ کا قصد نہ کریگا۔ اس پر بادشاہ اسقدر خوش ہوا کہ اُس نے تیس ہزار دینار سرخ کا سالانہ وظیفہ اپنے بھتیجے کا مقرر کردیا۔ اور اس بات پر رضامندی ظاہر کی کہ جو فوج مرتب کی ہے وہ پولستان والوں سے لڑسکتی ہے۔ علاوہ اس کے اور چند امور کی اجازت دی ہو جو اس تحریر میں درج ہیں۔ چنانچہ اس میں یہ بھی لکھا ہو کہ اس فوج کو حضور اپنے ملک میں سے امن و عافیت کے ساتھ گزرنے دیں تاکہ پولستان والوں سے جنگ ہو سکے بشرطیکہ حضور اپنے ملک کی حفظ و سلامتی کے لئے جو شرائط ضروری ہوں اُنکو منظور کریں۔ جن کا مسودہ بھی اس تحریر میں موجود ہے۔ (ایک لفافہ بادشاہ کو پیش کرتا ہو)

بادشاہ:۔ ہم یہ کل حالات سنکر خوش ہوئے۔ کسی اور وقت اس تحریر کو پڑھکر اُسپر غور کریں گے۔ اس وقت ہم تم دونوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تم نے اس خدمت کو بڑی خوبی سے انجام دیا۔ اب جاکر آرام کرو۔ آج ہی شب کو ضیافت میں پھر ملاقات ہوگی۔ وطن میں تمہارا آنا مبارک ہوا۔

(ولٹی منڈ اور کورنیلیوس چلے جاتے ہیں)

پلونیوس:۔ اب جہاں پناہ اور حضور ملکہ سلامت۔ یہ معاملہ تو اس طرح بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اب جو کچھ باقی رہا وہ یہ بحث ہے کہ بادشاہوں کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیئے۔ فرائض منصب کنہیں کہتے ہیں۔ دن کیوں دن ہے اور رات کیوں رات ہے۔ وقت کیوں وقت ہے۔ پس چونکہ ایجاز و اختصار بلاغت کی جان ہیں اور کلام میں طوالت کو محض جوارح سمجھنا چاہیئے جنہیں محض نمود و نمائش کے لئے حرکت میں لایا جاتا ہے اس لئے فدوی نہایت مختصر طور پر عرض کریگا کہ حضور کا فرزند

دیوانہ ہوگیا ہے اور میں اُسے دیوانہ ہی کہونگا۔ کیونکہ دیوانگی کی تعریف اگر میں کچھ کر سکتا ہوں تو وہ یہی ہے کہ شہزادہ کو بجز دیوانگی کے دوسری شکایت نہیں اور اب اس بات سے نظر پوشی اختیار فرمائی جائے۔

ملکہ:۔ تقریر ایسی کیجئے جس میں فضولیات کم ہوں اور مطلب زیادہ ہو۔

پلونیوس:۔ حضور میں بقسم عرض کرتا ہوں کہ میری نیت میں کوئی حیلہ یا فریب نہیں ہے۔ رہا یہ امر کہ شہزادہ دیوانہ ہے بالکل صحیح ہے۔ یہ خبر بالکل صحیح اور قابلِ رحم ہے، اور قابلِ رحم اس وجہ سے ہے کہ وہ صحیح ہے۔ میرے اس اندازِ بیان میں کسی قدر حماقت ضرور محسوس ہوگی اس لئے میں اس طرز کو ترک کرتا ہوں۔ مگر میں کوئی حیلہ یا مکر نہیں کرتا۔ بس ہم کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ شہزادہ واقعی دیوانہ ہوگیا ہے۔ تو پھر یہ رہ جاتا ہے کہ اس نتیجہ کا سبب دریافت ہو۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس نقص کی وجہ معلوم کریں۔ کیونکہ یہ نقص یا نتیجہ کسی سبب کا مسبّب ضرور ہے۔ پس اس مقدمے میں صرف اتنی ہی بات باقی ہے اور اب اسی بات کو حضور سنیں۔ میری ایک دُختر ہے، اور جب تک وہ میرے پاس ہے میری ہے۔ اُس نے میری فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کے خیال سے ـــــ ذرا ان الفاظ کو حضور اپنے ذہن میں رکھیں ـــــ مجھے یہ خط دیا ہے۔ اب اسے سُنیئے اور جو کچھ نتیجہ نکالنا ہو نکالئے۔

(خط پڑھتا ہے)

"اُس پاک نفس فرشتہ خصال بُتِ حسیں کے نام جس کی پرستش میری روح کرتی ہے۔ یعنی نہایت حسین اور پری چہرہ اوفیلیا کے نام"۔ حضور خیال فرمائیں حسین

اور میری چہرہ کس غضب کے الفاظ ہیں۔ لیکن آگے سُنیئے۔ اُس کے سینہ میں پر یہ وغیرہ وغیرہ۔

ملکہ:- کیا یہ خط ہیملٹ نے بھیجا ہے؟

پلونیوس:- حضور ملکہ سلامت۔ ذرا توقف فرمائیں۔ بندہ جو کچھ عرض کریگا وہ اپنے ایمان سے عرض کریگا۔

"شبہ کر کہ ستارے آگ سے بنے ہیں۔
شبہ کر کہ آفتاب حرکت کرتا ہے۔
شبہ کر کہ سچ جھوٹ ہوتا ہے۔
لیکن کبھی میرے عشق میں شبہ نہ کرنا۔

پیاری اوفیلیا مجھے شعر کہنا نہیں آتا کسی ترتیب و تنظیم میں دل سے آہوں کا کھینچنا نہیں جانتا۔ لیکن یہ کہ مجھکو تجھ سے عشق بھی ہے۔ عشق بھی وہ جس کی شدت کی انتہا نہیں۔ میرے اِس عشق کا دل سے یقین کر۔ خدا حافظ۔

اے محبوبہ جب تک یہ سازِ ہستی میرا میرے ساتھ ہے میں ہمیشہ کو تیرا ہوں۔

ہیملٹ"

میری مطیع و تابعدار بیٹی نے یہ خط مجھے دکھایا۔ علاوہ اِس کے جب کبھی اور جس طریقے سے شہزادے نے حالتِ عشق میں توسل تضرع ظاہر کیا وہ سب اُس نے میرے سامنے بیان کیا۔

بادشاہ:- مگر اوفیلیا نے بھی شہزادے کے اس عشق کو تسلیم کیا یا نہیں؟

پلونیوس:- جہاں پناہ میری نسبت کیا خیال فرماتے ہیں؟

بادشاہ:۔ میں تم کو راست باز اور معزز خیال کرتا ہوں۔

پلونیوس:۔ خوشا قسمت کہ میں حضور کی جناب میں اپنے کو ایسا ثابت کرسکوں لیکن جب میں نے اِس آتشی تحریر کو پڑھا تو حضور کے خیال میں کیا آتا ہو کہ میں نے کیا کیا؟ وہ بھی سُنیئے۔ میں پڑھنے کی میز یا کتاب کی طرح بے حس و بے جان نہیں رہا۔ میں نے اپنے دل میں یہ نہ کہا کہ جانے بھی دو۔ اور جو کچھ ہو رہا ہے اُسے چلنے دو۔ میں نے اِس عشق بازی کے قصّے کو بے توجہی سے نہیں دیکھا۔ بھلا حضور کے خیال شریف میں کیا آتا ہے کہ اِس موقع پر میں نے کیا کیا؟ حضور فدوی نے فوراً اُدھر متوجہ ہو کر اپنا کام شروع کر دیا۔ اور میں نے اپنی جوان بیٹی سے کہا "سُن بیٹی۔ تیرا اور اِس کا ستارہ ایک نہیں۔ تم دونوں کا جوڑ نہیں۔ سمجھ لے کہ ایسا نہیں ہوسکتا"۔ پھر میں نے اُسے حکم دیا کہ کمرہ بند کر کے وہیں پڑی رہے۔ نہ شہزادے کو اور نہ اُس کے کسی قاصد کو اپنے پاس آنے دے۔ اور نہ جو تحفے تحائف بھیجے اُنہیں قبول کرے۔ جب میں یہ حکم دے چکا تو میری ہدایتوں سے میری بیٹی مُستفید ہوئی۔ اور شہزادے کی آمد و رفت بند ہوئی۔ قصّہ مختصر اُس دن سے شہزادہ افسردہ دل اور پریشان خاطر رہنے لگا۔ پھر کھانا پینا چھوڑ دیا۔ پھر راتوں کی نیند حرام ہوئی۔ پھر جسمانی ضُعف پیدا ہوا۔ پھر ہذیان شروع ہوا۔ غرض ایک حالت سے دوسری حالت میں تنزّل کرتا ہوا اُس جنون میں مُبتلا ہوا جس میں اب وہ دیوانوں کی طرح باتیں کرتا ہے، اور ہم سب اُس کے حال پر افسوس کرتے ہیں۔

بادشاہ:۔ پلونیوس۔ کیا واقعی تمہارا یہی خیال ہے؟

پلونیوس :- جہاں پناہ - کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ میں نے کسی بات کو کہا ہو کہ اس طرح ہو اور وہ اُسی طرح نہ نکلی ہو؟

بادشاہ :- یاد تو نہیں پڑتا -

پلونیوس :- (اپنے شانوں اور سر کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے) اگر یہ بات اسی طرح نہیں ہوئی جیسے کہ میں نے عرض کی ہے تو پھر ان شانوں سے یہ سر اتروا لیا جائے - اگر واقعات راہ بتانے کو حاضر ہو جائیں تو یہ ناچیز معاملہ کی اصل کو خواہ وہ زمین کے جگر ہی میں کیوں مخفی نہ ہو، معلوم کئے بغیر نہ رہے گا -

بادشاہ :- تو پھر کس طرح آزمائش کرکے اس بات کی تصدیق کریں -

پلونیوس :- حضور کو علم ہوگا کہ بعض دن شہزادہ چار چار گھنٹے مسلسل اس دالان میں ٹہلا کرتا ہے -

ملکہ :- ہاں یہ بالکل سچ ہے -

پلونیوس :- بس جس دن وہ ٹہلتا ہوگا - میں اپنی بیٹی کو اُس کے پاس بھیجونگا - پھر ہم اور آپ دالان کے پردوں میں چھپ کر سنیں گے کہ اُن میں کیا باتیں ہوتی ہیں - اگر اُس وقت ثابت ہو کہ شہزادے کو عشق نہیں ہے اور اس آزار نے اُس کے ہوش و حواس معطّل نہیں کئے ہیں تو پھر حضور فدوی کو وزارت سے برطرف فرمائیں اور یہ عاجز کہیں جا کر کھیتی باڑی یا گاڑی بانی کرنے لگے گا -

بادشاہ :- اچھا ہم اسی طرح آزمائش کرینگے -

ملکہ :- لیکن ذرا ادھر نظر اُٹھاؤ - دیکھو تو وہ غریب کیسا افسردہ خاطر کچھ پڑھتا چلا آتا ہے -

پلونیوس:- حضور دونوں یہاں سے تشریف لے جائیں اور میں ابھی شہزادے سے بات کرتا ہوں۔

(بادشاہ، ملکہ اور ملازمین چلے جاتے ہیں)

(ہیملٹ کچھ پڑھتا ہوا اندر آتا ہے)

اجازت ہو تو دریافت کروں کہ شہزادہ ہیملٹ کا مزاج اب کیسا ہے؟

ہیملٹ:- اچھا ہوں۔ خُدا رحم کرے۔

پلونیوس:- حضور مجھے پہچانتے ہیں؟

ہیملٹ:- ہاں خوب۔ تم تو مچھلیاں بیچا کرتے ہو نا؟

پلونیوس:- حضور میں ماہی فروش نہیں ہوں۔

ہیملٹ:- تو پھر کاش تم ایماندار ہوتے!

پلونیوس:- حضور نے کیا فرمایا؟ ایماندار آدمی ہوتے؟

ہیملٹ:- ہاں ہاں۔ دُنیا کا حال تو یہ ہے کہ ہزاروں میں مشکل سے ایک ایماندار ملتا ہے۔

پلونیوس:- یہ حضور نے بالکل سچ فرمایا۔

ہیملٹ:- کیونکہ آفتاب جو ایک مرے ہوئے کتّے میں کیڑے ڈالتا ہی نہیں سڑے ہوئے گندے گوشت پر اپنا نور برسا کر اُسے چومتا ہے۔ تمہاری ایک بیٹی بھی تو ہے؟

پلونیوس:- حضور ہے تو۔

ہیملٹ:- اُسے عام لوگوں میں پھرنے چلنے نہ دینا۔ بچّوں کا پیدا ہونا بڑی برکت کی بات ہے، لیکن تمہاری بیٹی کا صاحب اولاد ہونا بڑی بُری بات ہوگی۔

پلونیوس:- (علیحدہ کہتا ہی) دیکھیئے اب تک میری بیٹی کا ذکر بار بار زبان پر ہے۔ پہلے تو مجھے پہچانا نہیں۔ سمجھا کہ میں ماہی فروش ہوں۔ افسوس جنوں بہت بڑھ گیا۔ دار فتگی کہیں کی کہیں پہونچی۔ سچ ہے کہ عشق بُرا آزار ہے۔ میں نے بھی جوانی میں اس کی بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائی ہیں۔ میرا حال بھی قریب قریب یہی ہو چکا ہے۔ اب میں پھر اس سے بات کرتا ہوں۔

حضور کیا پڑھتے ہیں؟

ہیملٹ:- الفاظ۔ الفاظ۔ الفاظ۔

پلونیوس:- حضور کا حال کیا ہی؟

ہیملٹ:- کن دو کا حال پوچھتے ہو؟

پلونیوس:- حضور میرے کہنے کا مطلب یہ ہو کہ حضور کیا مطالعہ کر رہے ہیں؟

ہیملٹ:- کچھ تہمتیں ہیں۔ کچھ افترا پردازیاں اور بہتان بندیاں ہیں۔ یہ مسخرا ہجوگو مصنّف کہتا ہے کہ بڈھوں کی ڈاڑھیاں سپید ہوتی ہیں۔ چہروں پر جھریاں ہوتی ہیں اور اُن کی آنکھوں سے زرد زرد لعاب جیسے درخت کا گوند ہو ہمیشہ بہتا رہتا ہے۔ عقل کم رکھتے ہیں اور ان کی ٹانگیں بہت کمزور ہوتی ہیں۔ گو مجھکو ان تمام باتوں سے پورا اتفاق ہے لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی باتیں کسی کتاب میں چھاپی جائیں۔ کیونکہ آپ بھی اتنے ہی جوان ہو سکتے ہیں جتنا جوان میں ہوں بشرطیکہ اُلٹے چلنے کی مہارت آپ رکھتے ہوں۔

پلونیوس:- گو شہزادہ دیوانہ ہے مگر اس دیوانگی میں بھی بکار خود ہوشیار معلوم ہوتا ہے اور گفتگو میں ایک قسم کا ربط ہے حضور یہاں سے نکل کر تازی

ہوا میں آئیں۔

ہیملٹ:۔ کیا اس ہوا سے نکل کر اپنی قبر میں چلا جاؤں؟

پلونیوس:۔ واقعی قبر میں تو ہوا نہیں ہوتی (علیحدہ کہتا ہے) دیکھو تو شہزادے کے جواب بعض وقت کیسے پُر معنی ہوتے ہیں۔ یہ محض اتفاق ہے کہ حالتِ جنون میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مجنوں ایسا جواب دے جو ایک صاحبِ عقل و دانش بھی برجستہ نہ دے سکے۔ شہزادے کو تو میں یہیں چھوڑتا ہوں اور کوئی ترکیب ایسی کرتا ہوں کہ میری بیٹی سے اس کی ملاقات ہو جائے۔ شہزادۂ عالی وقار اب میں حضور سے رُخصت حاصل کرنی چاہتا ہوں۔

ہیملٹ:۔ تم مجھ سے کوئی چیز ایسی حاصل نہیں کر سکتے جس کو میں اپنی خوشی اور مرضی سے دینا چاہوں۔ سوائے اس جان کے جو میں رکھتا ہوں۔ یہ جان البتہ حاضر ہے اسے قبول فرمائیے۔

پلونیوس:۔ حضور کو خُدا کے سپرد کیا۔

ہیملٹ:۔ یہ بڈھا بڑا باتونی اور احمق ہے۔

(روزنکرانز اور گلڈنسترن اندر آتے ہیں)

پلونیوس:۔ کیا آپ شہزادہ ہیملٹ سے ملاقات کو جاتے ہیں؟ دیکھئے شہزادہ وہ سامنے کھڑا ہے۔

روزنکرانز:۔ خُدا آپکو اس کا اجرِ نیک دے۔

گلڈنسترن:۔ میرے نہایت نجیب و شریف شہزادے۔!

روزنکرانز:۔ میرے مُحبّ و مُکرّم!

ہیملٹ :- پیارے دوستو! تمہارا مزاج کیسا ہے؟ گلڈنسٹرن اہا! روزنکرانز! بچپن کے رفیقو۔ تم دونوں کیسے ہو؟

روزنکرانز :- دُنیا کے بسنے والوں میں معمولی حیثیت سے بسر کرتے ہیں۔

گلڈنسٹرن :- ہماری خوشحالی یہی ہے کہ زیادہ خوشحال نہیں۔ نہ کُلاہِ تقدیر کا ہم طرہ ہیں۔

ہیملٹ :- اور نہ پاپوشِ تقدیر کی کف پا ہو۔

روزنکرانز :- حضور نے صحیح فرمایا۔ یہ دونوں باتیں ہم میں نہیں ہیں۔

ہیملٹ :- کہو کیا خبر ہے؟

روزنکرانز :- خبر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دُنیا کہن سال ہوتی جاتی ہے۔

ہیملٹ :- تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ لیکن تمہاری یہ خبر صحیح نہیں ہے۔ اچھا میں تم سے خاص طور پر چند سوال کرتا ہوں۔ دوستو۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم نے کیا جرم کیا تھا کہ جس کی سزا میں تقدیر نے تمہیں اس قید خانے میں بھیجا۔

گلڈنسٹرن :- حضور اسے قید خانہ فرماتے ہیں۔

ہیملٹ :- ڈنمارک کے قید خانے ہونے میں کس کو شک ہے۔

روزنکرانز :- یوں تو پھر ساری دُنیا ہی قید خانہ ہے۔

ہیملٹ :- اور بڑا بھاری قید خانہ ہے جس میں بے شمار محبس، زنداں اور بندی خانے موجود ہیں۔ اور ان سب میں ڈنمارک سب سے بڑا قید خانہ ہے۔

روزنکرانز :- تو پھر یوں فرمایئے کہ تاج و تخت نہ ملنے کی مایوسی نے اسے قید خانہ بنا دیا ہے اور حضور کی وسعتِ خیال کیلئے یہ میدان بہت تنگ ہو گیا۔

ہیملٹ :- خدایا۔ میرا حال تو یہ ہے کہ اگر تم مجھکو بادام کے خول میں بھی بند کردو تو میں اپنے تئیں کون و مکان کا بادشاہ سمجھنے لگوں۔ لیکن جو خواب مجھے نظر آیا کرتے ہیں اُن سے لاچار ہوں۔

گلڈنسٹرن :- یہ خواب بھی حضور ملک گیری کے ہوتے ہونگے۔ کیونکہ جو لوگ دولت و جاہ کی محبّت رکھتے ہیں اُن کا مقصود بھی تو خواب کی پرچھائیں یا اُس کا سایہ ہوتا ہے۔

ہیملٹ :- خواب بھی تو کسی چیز کا سایہ یا پرچھائیں ہوتا ہے۔

روزنکرانٹز :- درست ہے۔ لیکن میں تو جاہ و دولت کی محبّت کو بھی ایسا ہی ہلکا اور ہوائی سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک تو وہ بھی ایک پرچھائیں یا سایہ سے زیادہ نہیں۔

ہیملٹ :- لیکن مال و دولت سے محبّت رکھنے والے بڑے بڑے بادشاہ اور سُورما ہوتے ہیں۔ اور جو اِس محبّت کو ہلکا اور ہوائی سمجھتے ہیں وہ مال و دولت سے محروم فقیر اور گدا ہوتے ہیں۔ تو پھر سمجھئے کہ یہ فقیر و گدا جسم و حقیقت رکھتے ہیں اور بادشاہ اور سُورما محض سایہ اور پرچھائیں ہوتے ہیں۔ کیا اب ہمیں دربار میں جانا ہے؟ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ مجھ میں اب کسی مضمون پر بحث کرنے کی طاقت نہیں رہی۔

روزنکرانٹز }
گلڈنسٹرن } ہم تو حضور کی خدمت میں برابر حاضر رہیں گے۔

ہیملٹ :- نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا میں تم کو اپنے خادموں خدمتگاروں

میں نہیں شمار کر سکتا۔ سچ پوچھو تو میرے ملازم میری خدمت بہت بُری طرح کرتے ہیں۔ کیا دوستی اور محبت کا مُقتضا نہیں ہے کہ میں تم سے پوچھوں کہ تم السینور میں کیسے آئے۔

روزنکرانٹز:۔ حضور کی ملاقات کے سوا کوئی غرض نہ تھی۔

ہیملٹ:۔ میں تو ایسا محتاج اور فقیر ہوں کہ دینے کے نام شُکریہ تک پاس نہیں رکھتا۔ میرے عزیز دوستو میرا شُکریہ قبول کرو۔ اور اِس شُکریہ کی قیمت میں اگر تم نے چھوٹا بادام بھی دیا تو قیمت گراں رہے گی۔ کیا تمہارا خود ملنے کو جی چاہتا تھا؟ یعنی کیا تمہاری یہ ملاقات محض اپنی خوشی و مرضی سے ہے؟ دیکھو جواب ایمان اور سچائی سے دینا۔ سچّی بات کہنا۔

گلڈنسٹرن:۔ حضور ہم کیا جواب دیں۔

ہیملٹ:۔ جو کچھ جواب دو وہ سچ سچ دو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تم یہاں بلائے ہوئے آئے ہو۔ سچّی بات تمہاری نظروں سے ٹپک رہی ہے جسے تمہارا دل قدرتاً نہیں چھپا سکتا۔ مجھے معلوم ہے کہ بادشاہ اور ملکہ نے تمہیں یہاں بلایا ہے۔

روزنکرانٹز:۔ بلانے میں اُن کی غرض کیا ہو سکتی تھی؟

ہیملٹ:۔ تم ہی بتاؤ۔ یہ تو میرے بتلانے کی بات نہیں۔ لیکن میں اُس محبت اور اُلفت کی قسم اور اُن حقوقِ آشتی و مُروّت کا واسطہ دے کر جو بچپن میں ساتھ رہنے سے پیدا ہوئے تھے۔ اور اِسی طرح اور تعلقات کی قسم دے کر جو مجھ سے بڑھکر کوئی خوش تقریر تمہیں دلائے تم سے التجا کرتا ہوں کہ اِس معاملہ میں تم میرے ساتھ پوری سچائی اور صفائی برتو گے اور بتاؤ گے کہ کیا فی الواقع بادشاہ اور ملکہ

نے تمہیں یہاں بلایا ہے۔

روزنکرانز:۔ (گلڈنسٹرن کو اپنی طرف بلا کر) اب بتاؤ کیا کہتے ہو؟

ہیملٹ:۔ واہ واہ! میں تمہیں دیکھ رہا ہوں مگر سچی بات کہنے میں مجھ سے ہرگز نہ رُکنا۔

گلڈنسٹرن:۔ حضور ہم بلائے گئے ہیں۔

ہیملٹ:۔ اچھا۔ اب یہ مجھ سے سُنو کہ کیوں بلائے گئے ہو۔ وجہ تمہاری طلبی کی مجھے پہلے ہی معلوم ہے، اِس بارے میں تمہیں کچھ کہنا ضروری نہیں۔ اور تم نے جو وعدہ بادشاہ اور ملکہ سے اُس کو مخفی رکھنے کا کیا ہے اُس میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ بات یہ ہے کہ کچھ دنوں سے، وجہ معلوم نہیں، ہر قسم کی زندہ دلی مجھ سے زائل ہو گئی ہے۔ کسی قسم کی تفریح یا ورزش میں اب نہیں کرتا۔ اور ہر وقت طبیعت پر کچھ ایسا بوجھ رہتا ہے کہ یہ خوشنما زمین مجھے ایک ویران اور خشک پہاڑی نظر آتی ہے۔ یہ فضا، یہ نیلا گنبد، یہ سر پر معلّق آسمان اور یہ پُر تکلف چھت جس میں حسین روشنیاں چمک رہی ہیں، غرض یہ کل چیزیں میری نگاہ میں گندے اور متعفن بُخارات کا ایک مجموعہ یا بادل ہیں۔ اِنسان کیسی اعلیٰ صنعت ہے۔ عقل و ادراک اِسکو کیسا بلند عطا ہوا ہے۔ صورت میں کیسا ہوشیار اور چونکنا۔ حرکت میں کیسا سُبک۔ عمل میں کیسا فرشتہ، اور عقل و فراست میں خُدا کا ہم پلّہ بنتا ہے۔ دُنیا کا وہ حُسن و جمال ہے۔ حیوانات میں ایسا نمونہ ہے کہ جس سے اعلیٰ تر ممکن نہیں۔ لیکن میری نظر میں اب اِس خاک کے جوہر بے بہا کی کچھ وقعت نہیں۔ کوئی متنفس مجھے اب خوش نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی عورت۔ گو تمہارے مُسکرانے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مجھے خوش کر سکتی ہے۔

روزنکرانٹز:۔ حضور ہمارے خیال میں کوئی بات ایسی نہیں تھی۔
ہیملٹ:۔ تو جب میں نے کہا تھا کہ کوئی متنفس مجھے خوش نہیں کرسکتا تو تم مسکرائے کیوں تھے؟
روزنکرانٹز:۔ حضور ہم اس بات پر مسکرائے تھے کہ اگر انسان حضور کو خوش نہیں کرسکتا تو پھر یہ تماشا کرنے والے ایکٹر جو حضور نے طلب کئے ہیں اُن کی خاطر و مدارات اور مہمانداری کیا خاک ہوسکے گی۔ ہمیں یہ ایکٹر راستے میں ملے تھے اور وہ یہاں حضور کے سامنے "تماشہ کرنے آرہے ہیں۔
ہیملٹ:۔ جو ایکٹر بادشاہ بنے گا میں اُس سے خوش ہونگا اور یہ بادشاہ سلامت مجھ سے اس طرح انعام حاصل کریں گے جیسے کوئی بادشاہ اپنی رعیت سے خراج وصول کرتا ہے۔ اور جو شہسوار کا رُوپ بھریگا اُسے تلوار اور سپر لگانی پڑیگی۔ عاشق بھی گریہ وزاری مفت نہ کریگا۔ وہمی جس کے دماغ میں تلوّن بھرا ہوگا اپنا وہم اور تلوّن دکھائیگا۔ جو ایکٹر محفل کا مسخرا بنے گا وہ اُن لوگوں کو ہنسائیگا جو ذرا سے اشارے پر قہقہے لگانے کو تیار ہوتے ہیں۔ اور جو عورت کا بھیس بدلیگا اگر غیر مُقفّیٰ اشعار نے کوئی رُکاوٹ پیدا نہ کی تو وہ اپنی تقدیر کی پوری سرگذشت سنائیگا۔ کوئی اُسے بات کرنے میں نہ روک سکے گا۔ یہ کونسے ایکٹر ہیں؟
روزنکرانٹز:۔ یہ وہی ایکٹر ہیں جن کا تماشا دیکھکر حضور خوش ہوا کرتے تھے۔ یہ شہر کے مشہور و معروف درد انجام تماشے دکھانے والے ایکٹر ہیں۔
ہیملٹ:۔ یہ کیا بات ہے کہ وہ پھیری والے تماشا گر ہوگئے؟ اگر ایک ہی مقام پر تماشا کرتے ہوتے تو شہرت اور نفع دونوں میں زیادتی ہوتی۔

روزنکرانٹز :- میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ وہ مخالفت ہے جو حال میں قوانین کی تبدیلی سے پیدا ہوئی ہے۔
ہیملٹ :- کیا اب بھی لوگ اُنکے ایسے ہی قدردان ہیں جیسے کہ شہر میں ہمارے زمانہ قیام میں تھے۔ کیا اب تک لوگ ان کی سرپرستی کرتے ہیں؟
روزنکرانٹز :- نہیں حضور۔ اب وہ پہلی سی بات نہیں رہی۔
ہیملٹ :- کیا تماشاگری میں پہلا سا کمال نہیں رہا؟
روزنکرانٹز :- نہیں حضور۔ کوشش تو وہ پہلے ہی جیسی کرتے ہیں اور لوگ اُنکی قدر بھی کرتے ہیں۔ لیکن آج کل ایک کمپنی ایسی تیار ہوئی ہے جس میں بچّے ہی بچے ہیں۔ کمپنی کا ہے کو شکروں کا آشیانہ سمجھیے۔ جس میں بچے بھرے ہر وقت چیں چیں کرتے ہوں۔ سوال جواب میں خوب چیختے چلّاتے ہیں۔ حاضرین مجلس خوب زور شور سے تعریف کے نعرے لگاتے ہیں۔ اب اسی کمپنی کے تماشے خلقت پسند کرتی ہے۔ اپنے ذلیل اسٹیج پر یہ ایکٹر جو تماشے دکھاتے ہیں اُن کے مُصنّف بھی بدکلامی اور ہجوگوئی میں بڑی شدّت سے کام لیتے ہیں اور یہ نو عمر ایکٹر بھی مضامین کے ادا کرنے میں اتنا شور وغُل مچاتے ہیں کہ ایک مضبوط دل کا آدمی تلوار لگائے بھی اپنی ہجو سُننے وہاں جاتے ہوئے ڈرتا ہے۔
ہیملٹ :- کیا اس کمپنی کے سب ایکٹر بچے ہی ہوتے ہیں۔ اس کا سرپرست کون ہے۔ اُجرت اُن کو کس طریقے پر دی جاتی ہے۔ کیا وہ ایکٹر کا پیشہ اُس وقت تک کرتے ہیں کہ اُن کی لڑکپن کی آواز گانے کے قابل ہے۔ جب بڑے ہو کر انہوں نے کوئی دوسرا پیشہ اختیار کرنا چاہا مگر نہ اختیار کر سکے اور جوان ہو کر بھی ایکٹر ہی رہے

تو کیا اُس وقت وہ یہ نہ کہیں گے کہ ڈرامہ نویسوں نے اُن کے ساتھ بدسلوکی کی کہ جو پیشہ وہ اختیار کرنے کو تھے اُس کے خلاف تقریریں لکھکر ایکٹ کرنے کو انہیں دیں۔

(اندر سے باجے اور تاشوں کی آواز آتی ہی۔)

روزنکرانز:۔ لیجئے حضور ایکٹر آرہے ہیں۔

ہیملٹ:۔ شریف روزنکرانز اور شریف گلڈنسٹرن۔ السینور میں تمہارا آنا موجب مسرت ہوا۔ ہاتھ بڑھاؤ۔ مصافحہ کرنے میں تامل نہ کرو۔ کسی سے خیر مقدم پر جو الفاظ یا جملے کہے جاتے ہیں وہ ایک رسمی اخلاق ہوتا ہی۔ میں مصافحہ کر کے تمہارے ساتھ اخلاق ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میرا ارادہ اِن ایکٹروں کے ساتھ زیادہ رسمی اخلاق برتنے کا ہے۔ اِس لئے ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ تمہاری نسبت میں نے اِن ایکٹروں کے ساتھ زیادہ اخلاق برتا۔ میں تمہارا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن پھر بھی کہتا ہوں کہ میرا چچا جو میری ماں سے شادی کر لینے سے میرا باپ ہے اور میری ماں اسی شادی کی وجہ سے میری چچی ہے، یہ دونوں غلط راہ پر ہیں۔

گلڈنسٹرن:۔ کیوں حضور۔ وہ کیسے غلط راہ پر ہیں؟

ہیملٹ:۔ میرا جنون تو دماغ کے قطب نما میں صرف ایک ہی سمت میں رہتا ہی یعنی شمال مغرب میں۔ لیکن اگر ہوا جنوب کی ہوئی تو میں شکرے اور جس شکار کے پیچھے وہ اُڑتا ہے دونوں کو جدا جدا دیکھ سکتا ہوں۔

(پلونیوس اندر آتا ہی۔)

پلونیوس:۔ نوجوانو۔ اُمید ہے کہ آپ بخیر ہونگے۔

ہیملٹ:۔ روزنکرانز تم سُنو اور گلڈنسٹرن تم بھی سُنو اور میرے ہر کان کی

طرف ایک ایک سُننے والا رہے۔ یہ موٹا تازہ دودھ پیتا بچہ ابھی تک اپنے پوتڑوں ہی میں پڑا لوٹ رہا ہے۔

روزنکرانٹز:۔ لوگ کہتے ہیں کہ بڑھاپا دوسرا بچپن ہوتا ہے۔ شاید یہ بچہ دوسری مرتبہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

ہیملٹ:۔ میں پہلے سے کہے دیتا ہوں کہ یہ شخص ہم کو محض اس بات کی اطلاع دینے آیا ہے کہ ایکٹر آ گئے ہیں۔

پلونیوس:۔ حضور شہزادہ عالی وقار۔ میں خدمتِ عالی میں ایک خبر لے کر آیا ہوں۔

ہیملٹ:۔ میں بھی حضور کو ایک خبر سُنانے آیا ہوں۔ وہ یہ کہ رُوسیئس روما میں ایکٹر تھا۔

پلونیوس:۔ حضور کے طلب کیے ہوئے ایکٹر حاضر ہو گئے ہیں۔

ہیملٹ:۔ بھِن بھِن بھِن۔

پلونیوس:۔ حضور میں اپنے ناموس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے قول پر بھروسا کریں۔

ہیملٹ:۔ تو کیا ہر ایک ایکٹر گدھے پر سوار ہو کر آیا ہے؟

پلونیوس:۔ حضور یہ لوگ دُنیا کے بہترین ایکٹروں میں ہیں۔ ہر قسم کے ڈراما دکھانے میں انہیں کمال حاصل ہے۔ خواہ ڈراما از قسم ٹریجڈی ہو خواہ کومیڈی خواہ تاریخی ہو خواہ رعوی خواہ رعوی مع ظرافت یا خالص۔ چاہے ڈراما تاریخی رعوی شامل ہو اور خواہ ایسا ہو جس میں ٹریجڈی، کومیڈی، تاریخی رعوی تمام

قسمیں ملی جلی ہوں۔ شاعری ایسی پاکیزہ جس میں کسی طرح کی قید و بندش نہیں۔ یونان کے مشہور ٹریجڈی نویس کے کلام میں اتنا وزن کہاں اور نہ وہاں کے کومیڈی نویس پلاتس کی شاعری میں اتنی لطافت ہے۔ ڈراما خواہ مقررہ کلاسیکل طرز میں لکھے جائیں خواہ رومانس کے آزاد انداز میں تحریر ہوں۔ بہر کیف یہ تماشاگر وہ ہیں جن کے تماشے واقعی دیکھنے کے قابل ہیں۔

ہیملٹ :۔ او لیفاتہ بنی اسرائیل کے قاضی تیرے پاس کیسا خزانہ تھا؟

پلونیوس :۔ حضور ہی بتائیں کہ وہ خزانہ کیا ہے۔

ہیملٹ :۔ تمہیں اس کی دولت کا حال نہیں معلوم۔ ایک حسین دختر کے سوا اور کچھ نہ رکھتا تھا۔ اور اس سے اسکو بڑی محبت تھی۔

پلونیوس :۔ (علیحدہ) دیکھو۔ ابھی تک میری بیٹی ہی کے خیال میں ہے۔

ہیملٹ :۔ بڈھے لیفاتہ۔ کیا میں سچ نہیں کہتا؟

پلونیوس :۔ کیا حضور مجھے لیفاتہ سمجھ رہے ہیں؟ تو میری بھی ایک بیٹی ہے جسے میں بہت چاہتا ہوں۔

ہیملٹ :۔ اس سے یہ نتیجہ تو نہیں نکلتا۔

پلونیوس :۔ تو پھر حضور فرمائیں کہ دوسرا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

ہیملٹ :۔ نتیجہ نہیں۔

اور اس فقرے کے بعد "محبت تھی" آتا ہے:۔

"جیسا کہ خدا کا حکم تھا وہ ہوا"

اور اس سے آگے جو کچھ آتا ہے وہ تم جانتے ہی ہو۔ دوسرے گیت کے پہلے

شعر سے جو کچھ تم معلوم کرنا چاہتے ہو وہ معلوم ہو جائیگا۔ لو وہ ایکٹر آ گئے۔ اب قطع کلام کرتا ہوں۔

(چار پانچ ایکٹر آتے ہیں)

آیئے آیئے۔ مبارک مبارک۔ آپ کا یہاں تک تکلیف کرنا ہمارا باعث مسرت ہوا۔ تم سے مل کر تو بڑا ہی دل خوش ہوا۔ اہا دوست تم تو بڑے پرانے ہو۔ ہائیں! پہلے جب دیکھا تھا تو چہرہ صاف تھا۔ اتنے ہی دن میں ڈاڑھی بھی نکل آئی۔ آج ڈنمارک میں مجھ سے ملنے آتے ہو۔ اور اچھا تم جوان بیگم بھی ہو۔ واللہ جب آخر مرتبہ تم سے ملا ہوں تو تمہارا قد اتنا نہ تھا۔ انبو بقدر اُس لکڑی کے تلے کے جو قد کو اُونچا کرنے کے لئے پاپوش میں لگاتے ہیں تم اُونچے ہو گئے۔ خدا سے دعا مانگتے رہو کہ تمہاری آواز کھوٹی اشرفی کی آواز کی طرح بگڑ نہ جائے۔ لڑکو تم سب کے آنے سے دل بہت ہی خوش ہوا۔ تمہارا حال تو فرانس کے شکرے بازوں کا سا ہے کہ جس پرندے پر پہلے نظر پڑی اُسی پر شکرہ چھوڑ دیا بس فوراً کوئی تقریر سُنا کر اپنا کمال دکھاؤ۔ مگر تقریر پُرزور ہو۔

پہلا ایکٹر:- کونسی تقریر حضور سُننی پسند فرماتے ہیں۔

ہیملٹ:- بہت دن ہوتے کہ میں نے ایک تقریر تمہاری زبان سے سُنی تھی۔ مگر وہ ایکٹ نہیں کی گئی تھی اور کی بھی گئی ہو تو ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں مگر وہ تقریر ایسی نہ تھی جسے عوام الناس پسند کرتے۔ چونکہ حد درجہ لطیف تھی اس لئے عوام کے مذاق کے مطابق نہ تھی۔ لیکن میں نے اور اور لوگوں نے جو رائے قایم کرنے میں مجھ سے بھی بڑھکر تھے اس ناٹک کو بہت ہی عمدہ سمجھا تھا۔

ترتیبِ مناظر میں مصنف نے بڑی ذہانت اور حسن شناسی سے کام لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک شخص کہنے لگا کہ "اس تقریر میں رکیک باتیں اتنی نہ تھیں جو عبارت کو چٹ پٹا بنا کر عوام کے قابلِ پسند بناتیں اور نہ اندازِ بیان ایسا تھا جس میں مصنف پر بناوٹ اور تصنع کا الزام عاید ہوتا۔ طرزِ تحریر قدرتی تھا جس سے عمدہ نتائج نکلتے تھے اور جن کا اثر بھی مسرت خیز تھا۔ کلام میں اصلی حسن تھا۔ ظاہری نمود اور بھڑک نہ تھی"۔ اس ناٹک کا حصہ خصوصاً وہ جو اینیاس نے وایدو کو سنایا ہے اور خاصکر وہ تقریر جس میں پرایم کا قتل ہونا بیان ہوا ہے۔ اگر وہ تقریر تمہیں یاد ہو تو اس مصرع سے شروع کرنا۔ ہاں بھلا وہ کیا تھا...... اب یاد آیا:-

"وہ ظالم وسفاک پر ہوس ہر کانیہ کے درندے کی مثل"۔ نہیں نہیں پر ہوس کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ "ظالم و سفاک پر ہوس جس کے ہیبت ناک بازو اسکے عزم و ارادے کی مثل اندھیری رات کی طرح سیاہ تھے جبکہ وہ کاٹ کے گھوڑے میں چھپا بیٹھا تھا۔ اب اس نے اپنے سیاہ رنگ پر خون کا رنگ اور جمایا۔ سر سے پاؤں تک پُر ہیبت شکل میں ماؤں باپوں بیٹیوں بیٹوں کے خون میں رنگا ہوا اور اس رنگ پر تپتے گلی کوچوں کی گرد گرمی سے لپی بن کر سارے جسم کو چمٹی تھی۔ بازاروں کی روشنی نے قتل و غارت میں مدد کی۔ غرض پر ہوس قہر و غضب سے سوزاں و بریاں از سر تا قدم خون میں لتھڑا ہوا، آنکھیں یاقوت کی مثل چمکتی، یہ جہنمی سفاک بڈھے پرایم کو تلاش کرنے لگا"۔

اسی طرح آگے بڑھتے چلے جاؤ۔

پلونیوس:۔ واللہ! حضور نے خوب پڑھا۔ لب و لہجہ، انداز و ادا سب بے مثل تھا۔

پہلا ایکٹر:۔ اور اب پرہوس کی نظر پرائم پر پڑی اور دیکھا کہ وہ یونانیوں پر تلوار کے ہلکے ہاتھ چلا رہا ہے۔ اُس کی پرانی قسم کی بھاری تلوار جو اُس سے سنبھلتی نہیں جہاں ایک دفعہ پڑتی ہی پھر وہاں سے اٹھنا نہیں جانتی۔ تلوار اُس کے قابو کی نہیں ہے اور لڑائی میں پرہوس اور پرائم کا جوڑ نہیں ہے۔ یہ حال دیکھ کر پرہوس پرائم پر جھپٹ پڑتا ہے۔ غصہ میں تلوار کا وار کرتا ہے مگر نشانہ خطا جاتا ہی لیکن تلوار کی ہوا سے پرائم زمین پر گرتا ہے۔ پھر تروجہ کا سارا شہر اس تلوار کی ضرب سے لرز جاتا ہے۔ شہر کے اونچے اونچے برج پاش پاش ہو کر زمین پر گرتے ہیں اور اُن کے گرنے کی آواز پرہوس کے کانوں میں پہونچتی ہے۔ اور دیکھو پرہوس کی تلوار جو پرائم کے سفید سر پر تلی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُس میں حرکت نہیں رہی اور پرہوس ایک ظالم و سفاک خونی کی تصویر کی طرح پردے پہ قائم ہو جاتا ہے۔ اس طرح کہ اب ارادہ باقی ہے نہ طاقت۔ کھڑا کا کھڑا بت بن کر رہ گیا ہی جس نہ حرکت نہیں کر سکتا۔ اور جس طرح کہ طوفان آنے سے پہلے دیکھنے میں آتا ہے کہ زمین و آسمان پر ہر چیز ساکت ہوتی ہے۔ بادل جہاں تھے وہیں قائم ہو جاتے ہیں ہوا چلتی ہے مگر آواز نہیں ہوتی۔ اور نیچے زمین پر موت کا سا سکوت طاری ہوتا ہی۔ اُسی طرح پرہوس جب ہاتھ میں تلوار لئے ساکت ہوا تو یکایک انتقام کی آگ بھڑکی۔ اور پھر جو کچھ ہوا یہ تھا کہ مارس خدائے جنگ کی زرہ تیار کرنے میں سائکلوپ آہن گر کے ہتھوڑے بھی اس طرح نہ پڑتے ہونگے جیسے کہ پرہوس کی خون آلودہ تلوار پرائم کے جسم زار پر پڑنے لگی۔

دُور ہو۔ دُور۔ اے بیسوا تقدیر کی دیبی۔ کاش تمام اربابِ فلک اپنے متفقہ اجلاس سے تیرے اختیارات سلب کرنے کا حکم نافذ کرتے اور انسان کے مقسوم کا جو چرخہ تو آسمان پر بیٹھی چلا رہی ہے اُس کے پُرزے پُرزے کرکے عرش سے جہنم کے طبقہ اسفل کے رہنے والوں میں پھینک دیتے۔

پلونیوس :۔ تقریر بہت طویل ہے۔

ہیملٹ :۔ گھبرایئے نہیں۔ وہ آپکی ڈاڑھی سمیت حجام کے پاس بھیجی جائے گی۔ ایکٹر۔ مہربانی کرکے پڑھے چلے جاؤ۔ یہ بڈھا احمق تو ہنسی مذاق کا کوئی گیت یا گندی باتوں کی کوئی کہانی پسند کریگا۔ ورنہ سُنتے سُنتے سو جائیگا۔ اب تم ملکہ ہکوبہ کا حال سُناؤ۔

پہلا ایکٹر :۔ اب جس کسی نے ملکہ کے نمدہ پوش سر کو دیکھا......

ہیملٹ :۔ نمدہ پوش سر۔

پلونیوس :۔ سر کے لئے نمدہ پوش۔ غضب کی ترکیب ہے۔

پہلا ایکٹر :۔ کہ وہ برہنہ پا اِدھر اُدھر بھاگتی پھرتی ہے اور شعلوں کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ کہیں وہ اپنی اندھی آنکھوں کے اشکوں سے اُنہیں بُجھا نہ دے۔ اور اُس سر کو نمدے کا ایک ٹکڑا لپیٹا ہے جس پہ کبھی تاج رہتا تھا۔ اور ملکہ کا جسمِ نزار کثرتِ اولاد کی وجہ سے لاغر اور کمزور ہو رہا ہے۔ رختِ شاہی کی جگہ صرف ایک کمبل کا ٹکڑا ہے جسے اُٹھا کر یونہی لپیٹ لیا ہے۔ افسوس! جس نے یہ حال دیکھا ہوگا اُس نے تقدیر سے سرکشی و بغاوت کرکے اُس کی نسبت کیا کچھ زہر نہ اُگلا ہوگا۔ اور جب اربابِ فلک نے دیکھا ہوگا کہ پرہوس کس طرح ملکہ ہکوبہ کے شوہر پر اتم

کے جسم کو اپنی تلوار کی ضربوں سے قیمہ بنا رہا ہے اور اس صدمے اور رنج میں ہکوبہ نے نالہ وزاری کا جو شور مچایا ہوگا تو اُسے سُنکر اگر اس دُنیائے فانی کی چیزوں کا کوئی احساس خُداؤں کو نہیں رہا ہے۔ تب بھی عرش کی جلتی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے ہونگے۔ اور آسمان کے خداؤں میں سخت قہر و غضب کا طوفان برپا ہوا ہوگا۔

پلونیوس :۔ دیکھئے تو ایکٹر کے چہرے کا رنگ کیسا بدل گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہیں۔ ایکٹر۔ اب آگے نہ بڑھو۔

ہیملٹ :۔ اچھا جانے دو۔ باقی تقریر پھر کبھی سُنینگے۔ اچھا جناب والا۔ پلونیوس آپ ذرا ایسا انتظام کریں کہ یہ ایکٹر آرام و آسائش سے رہیں۔ سُنا آپنے ؟ انہیں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے زمانہ کی تاریخ اور حیاتِ انسانی کے زندہ دفتر ہیں۔ دُنیا سے رُخصت ہونے پر آپ کے لوحِ مزار پر آپ کی نسبت کیسی سے کیسی بُری بات کندہ کی جائے وہ مِٹ جائیگی، لیکن اگر اُنھوں نے کوئی بُری بات آپ کی نسبت کہدی تو پھر آپکی زندگی میں اور آپکی زندگی کے بعد بھی اَمِٹ رہے گی۔

پلونیوس :۔ شہزادہ عالی وقار۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ان کی لیاقت اور حیثیت کے مطابق برتاؤ کرونگا۔

ہیملٹ :۔ نہیں۔ واللہ! آپ اس سے کہیں زیادہ اخلاق اور مہربانی سے پیش آئیں۔ اگر آپ ان سے ان کی لیاقت و حیثیت کے مطابق پیش آئیں گے تو پھر کون ایسا ہوگا جو تازیانے کی سزا پانے کے قابل نہ نکلے ؟ آپ ان کے ساتھ اپنے مرتبے اور شان کے مطابق برتاؤ کریں۔ اور جسقدر وہ کم سلوک کے قابل

نظر آئینگے اُسی قدر آپ فیاضی اور دریا دلی میں شہرت اور نیک نامی حاصل کرینگے۔

پلونیوس:۔ صاحبو۔ اِدھر تشریف لائیے۔

ہیملٹ:۔ دوستو۔ اس کے ساتھ جاؤ۔ ہم کل ایک ناٹک دیکھیں گے۔ ایے پُرانے دوست تونے کچھ سُنا بھی؟ کیا تم وہ ناٹک دکھا سکو گے جس کا نام "گونزاگو کا خون ہے"

پہلا ایکٹر:۔ حضور ہم یہ ناٹک دکھا سکیں گے۔

ہیملٹ:۔ اچھا کل شب کو ہم یہی ناٹک ملاحظہ کرینگے۔ میں چند اشعار جو شمار میں بارہ۱۲ یا سولہ۱۶ سے زیادہ نہ ہونگے لکھکر دونگا۔ تم اُنکو اسی ناٹک میں کہیں کھپا دینا۔ کیا ایسا ممکن ہوگا؟

پہلا ایکٹر:۔ حضور کا حکم سر آنکھوں پر۔

ہیملٹ:۔ اچھا۔ تم سب وزیر پلونیوس کے ساتھ جاؤ۔ مگر رستے میں اُسے چھیڑنا یا مُنہ نہ چڑانا۔ (پہلا ایکٹر چلا جاتا ہے) اور میرے پیارے دوستو، روزنکرانز اور گلڈنسٹرن۔ میں کل شب تک آپ سے رُخصت ہوتا ہوں اور السینور میں آپ کے قدم رنجہ فرمانے پر خیر مقدم کہتا ہوں۔

روزنکرانز:۔ حضور جیسا مناسب سمجھیں۔

ہیملٹ:۔ اچھا خدا حافظ۔

اب میں تنہا ہوں۔ ہائے میری نالائقی اور کمینہ پن کی بھی کوئی انتہا ہے حیرت کا مقام ہے کہ یہ ایکٹر محض ایک تماشے یا قصے میں یا شاعر کے جوشِ تخیل میں یا محض ایک خیالی جذبے میں اپنے دل و دماغ کو شاعر کے خیال کا ایسا ہمدرد و ہم نوا بنالے اور اُسکو اس درجہ اپنا کرلے۔ اور یہ سب کس کیلئے؟ ملکہ ہکوبہ کے

لئے۔ ہکوبہ اس ایکٹر کی یا یہ ایکٹر ملکہ ہکوبہ کا کون ہوتا تھا کہ وہ اُس کے لئے ایسا زار و قطار رونے لگے۔ لیکن جو وجہ میرے رنج و صدمے کی ہو اگر کہیں وہ اُس میں ہوتی تو پھر وہ تمام اسٹیج پر اشکوں کا طوفانِ عظیم برپا کر دیتا۔ اور اس غضب کی پُر جوش تقریر کرتا کہ تماشائیوں کے کانوں کے پردے پھٹ جاتے۔ مُجرم و خطا کار دیوانے اور مجنوں ہو جاتے۔ بے گناہوں کے دل پر چوٹ لگتی۔ جاہل دنگ رہ جاتے۔ اور سب کی بصارت و سماعت مُبتلائے حیرت ہو جاتی۔ لیکن میں کوڑھ مغز وہم و خیال کا پُتلا ایسا ہوں کہ جو کچھ مجھ پر گزری ہے اُس سے بھی لاعلم اور بے پروا ہوں۔ افسوس میری زبان بند ہے۔ اُس کے لئے جو بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ میرا باپ بھی تھا اور جسے ایک دغا باز نے فریب اور مکاری سے جان و مال دونوں سے محروم کر دیا۔ تو کیا پھر میں بزدل ہوں؟ کیا دُنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو مجھے بزدل یا نامرد کہے۔ کیا کسی کی ہمت ہو کہ میرے سر پر کوئی چیز مار کر مجھ سے کہے کہ تو نامرد و بزدل ہے۔ یا کوئی میری ڈاڑھی کے بال نوچ کر نہیں اس طرح پھونک مارے کہ میرے چہرے پر اُڑ کر آئیں۔ یا میری ناک پکڑ کر ہلائے اور میرے مُنہ پر مجھے جھوٹا اور دروغ گو کہے۔ کیا ان باتوں کی کسی کو مجال ہو سکتی ہے۔ نہیں۔ قسم ہے مسیح کے زخموں کی کہ اس قسم کی توہین اور استہزا اگر اختیار بھی کیا جائے تو میں اس کے لائق ہوں۔ ممکن ہے کہ ایک بھولے غریب کبوتر کی طرح میری طبیعت بھی مسکین و غریب ہو۔ ورنہ مدّت گزری ہوتی کہ میں اس بادشاہ کے جسم کے پُرزے اور ٹکڑے کر کے فضا میں اُڑتے ہوئے چیل کوّوں کو کھلا دیتا۔ یہ چچا بڑا غارتگر بدمعاش اور خونی ہو۔ دغا باز و مکّار ہے۔ اپنی خطاؤں

پر اُسے ذرا بھی ندامت نہیں ۔ سفّاک و خُون آشام ہے ۔ ہائے انتقام ! میں بھی کیسا گدھا ہوں ۔ یہ بھی خوب بات ہوئی کہ میں جو ایک مقتول پیارے باپ کا بیٹا ہوں جس کو عرش اور دوزخ دونوں نے مل کر انتقام پر آمادہ کیا ہے وہ ایک بازاری بیسوا کی طرح عشق و محبّت ظاہر کرنے میں جھُوٹی باتیں بنائے ۔ یا ایک ذلیل ماما کی طرح کوسنے اور گالیاں دینے لگے ، دیکھا گیا ہے کہ بعض وقت قاتل بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہیں ، اور تماشے میں کوئی مضمون عمداً ایسا دِکھایا گیا کہ جس نے ان کے دل پر فوری اثر کیا ۔ اور انھوں نے خود اپنے گُناہ کا اقبال کر لیا ۔ گو خونی کی زبان خون کرنا قبول نہ کرے مگر خون خود اپنے تئیں پُکارے بغیر نہیں رہتا ۔ میں ان ایکٹروں سے کہوں گا کہ میرے چچا کے سامنے کوئی تماشا ایسا کریں جس میں میرے باپ کے قتل کی مثل قتل کا کوئی وقوعہ دِکھایا جائے ۔ میں چچا کی نظروں کو دیکھتا رہوں گا ۔ اور اس طرح اس کے دل میں جو کچھ اُس وقت گزُرے گا اس طرح معلوم کروں گا جس طرح جرّاح زخم میں سلائی ڈال کر فاسد مادّہ کی جڑ تک پہونچ جاتا ہے ۔ اگر اُس کا چہرہ زرد پڑا تو پھر مجھے سچّا حال معلوم ہو جائے گا ۔ جو روح میں نے دیکھی ہے ممکن ہے وہ کوئی بھُوت یا آسیب ہو ۔ یا محض شیطان ہو ۔ اور شیطان کے اختیار میں ہے کہ جیسی شکل چاہے بنا لے ممکن ہے کہ وہ شکل میرے عزیز و مہربان باپ ہی کی ہو ۔ ممکن ہے کہ میرے دل کی کمزوری ہو ، چونکہ میں ہمیشہ غم زدہ و افسردہ خاطر رہتا ہوں اور شیطان ایسے آدمیوں کے ساتھ جو چاہتا ہے کر گزُرتا ہے ۔ شیطان ہی نے مجھے

جہنم واصل کرنے کے لئے یہ تدبیر کی ہو۔ پس اِس طریقے سے مجھے اپنے چچا کے جُرم کا ثبوت بہ نسبت روح کے بیان کے زیادہ قوی مل جائیگا۔

(ہیملٹ چلا جاتا ہی)

جزوِ ثالث

پہلا منظر :- قصرِ شاہی کا ایک کمرہ - بادشاہ - ملکہ - پلونیوس - اوفیلیا
روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن کمرے میں داخل ہوتے ہیں -

بادشاہ :- تو کیا گفتگو میں کوئی پہلو ایسا نہ نکال سکے جس سے معلوم ہوتا کہ شہزادے نے کیوں اپنی بھلی چنگی زندگی کو اس وحشت اور جنون سے غارت کر رکھا ہے ؟

روزنکرانٹز :- حضور - شہزادے کو اتنا علم تو ضرور ہے کہ ان کی طبیعت دائرۂ اعتدال سے خارج ہے لیکن کیوں ایسا ہے اس کی وجہ مطلق نہیں بتاتے - اور نہ اسکا موقعہ دیتے ہیں کہ ہم اُن کی طبیعت کا ٹھیک اندازہ کر سکیں بلکہ حالتِ جُنون میں بھی جب کبھی ہم نے اُنکو اس پہلو پر لانا چاہا کہ وہ اپنی اصلی حالت بیان کریں تو فوراً اُلٹ گئے -

ملکہ :- یہ تو بتاؤ کہ وہ تم سے اچھی طرح ملا ؟

روزنکرانٹز :- حضور - ملے ایسے جیسے شریف سے شریف ملتا ہی -

گلڈنسٹرن :- مگر مُلاقات میں بھی طبیعت پر بہت زور دیکر یہ بات پیدا کی -

روزنکرانٹز :- خود سوال کم کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم نے کچھ پوچھا تو اُسکا مفصل جواب دیا۔

ملکہ :- تم نے کسی تفریح یا خوشکن مشغلے کی طرف اُسے راغب کیا؟

روزنکرانٹز :- حضور ملکہ سلامت۔ صورت یہ پیدا ہوئی کہ چند ایکٹروں کو شہزادے نے طلب فرمایا تھا۔ جاتے ہوئے یہ ایکٹر ہمیں راہ میں ملے۔ جب ہم شہزادے کے پاس پہونچے تو ہم نے عرض کیا کہ ایکٹر آرہے ہیں۔ اتنا سُنکر شہزادے کا چہرہ بشاش ہو گیا۔ یہ ایکٹر اِس وقت محل میں حاضر ہیں اور جہاں تک میرا خیال ہے اُنکو حکم ملا ہے کہ آج شب کو وہ شہزادے کے سامنے حاضر ہو کر تماشا دکھائیں۔

پلونیوس :- یہ بالکل سچ ہے، شہزادے نے مجھ سے کہا کہ میں حضور اور ملکہ سلامت سے اُن کی طرف سے درخواست کروں کہ حضور بھی یہ تماشا دیکھیں۔

بادشاہ :- نہایت خوشی ہے۔ مجھے یہ سُنکر مسرت ہوئی کہ شہزادہ ایسے تفریح کے جلسوں کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن ذرا شہزادے کی طبیعت کو سنبھالے رکھو اور خوشی کی باتوں کی طرف اسے مائل کرو۔

روزنکرانٹز :- تعمیلِ ارشاد ہمارا فرض ہے۔

(روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن چلے جاتے ہیں)

بادشاہ :- پیاری ملکہ گرٹرود آپ بھی اس وقت چلی جائیں تو بہتر ہو۔ ہم نے ہیملٹ کو خفیہ طور پر یہاں بلایا ہے تاکہ اُس کی مُلاقات اوفیلیا سے کرائی جائے۔ اور یہ مُلاقات محض اتفاقی معلوم ہو۔ اوفیلیا کا باپ اور ہم جو جائز طریقے پر ایسے امور میں جاسوسی کر سکتے ہیں یہاں کہیں چھپ کر بیٹھیں گے تاکہ بغیر اپنے تئیں دکھائے دوسروں کو دیکھیں۔ جو کچھ اُن دونوں میں باتیں ہوں اُنکو سُنکر اور اس کی حالت کو

ملاحظہ کر کے تحقیق کر سکیں کہ کیا واقعی عشق اس کی موجودہ وحشت اور دماغی پریشانی کا سبب ہے یا کوئی اور بات ہے۔

ملکہ:۔ میں بادشاہ کا حکم بجالاتی ہوں۔ اوفیلیا سُنو۔ میں سمجھتی ہوں کہ تمہارا حُسن وجمال شہزادے کو اپنی اصلی حالت پر لے آئیگا اور یہ امر دونوں کی عزت وناموس کا موجب ہوگا۔

اوفیلیا:۔ حضور کے کہنے کے مطابق میری کوشش یہی رہے گی۔

(ملکہ چلی جاتی ہے)

پلونیوس:۔ اوفیلیا بیٹی۔ اِدھر آؤ۔ بادشاہ سلامت۔ حضور اور فدوی دونوں یہاں چھپ بیٹھتے ہیں۔ (اوفیلیا سے کہتا ہے) بیٹی یہ کتاب پڑھنے لگو۔ تاکہ تمہاری تنہائی کی وجہ پڑھنے میں مصروفیت معلوم ہو۔ اس خصوص میں جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ ہم پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ ایسے گناہوں میں بھی جو خباثت میں شیطان سے کم نہیں ہوتے نیک اور پارسا بن کر اُن کو راستی اور نیکی کا جامہ پہنا دیتے ہیں۔

بادشاہ:۔ (علیحدہ) وزیر کی یہ بات دل پر تیر سی لگی ہے۔ افسوس ایک بیسوا کے رُخسار جنہیں رنگ لگا کر وہ حسین بناتی ہے اُن رنگوں کے مقابلے میں جن سے وہ حُسن پیدا کرتی ہے اتنے بدنُما نہیں جس قدر کہ میرے گناہ کے مقابلہ میں وہ جھوٹی اور مصنوعی نیکیاں جو بھائی کے قتل کو چھپانے کے لئے کرتا ہوں، کریہہ و بدنُما معلوم ہوتی ہیں، ہائے یہ کیسا بوجھ دل پر ہے۔

پلونیوس:۔ حضور میں شہزادے کے قدموں کی آواز سُنتا ہوں۔ بہتر ہے کہ ہم چھُپ بیٹھیں (بادشاہ اور پلونیوس چھپ جاتے ہیں)

(ہیملٹ کمرے میں داخل ہوتا ہے)

ہیملٹ:۔ زندہ رہنا بہتر ہے یا مر جانا۔ یہی بڑا شبہ ہے جسے رفع کرنا ہے۔ کیا شرافتِ نفس اس میں زیادہ ہے کہ تقدیر جفا کار کے سنگ دہیکاں برداشت کئے جائیں۔ یا آلام و مصائب کے بحرِ مواج کے مقابلے پر آمادہ ہو کر اس کشمکش میں سب کچھ ختم کر دیا جائے۔ مر جانا سو جانے سے زیادہ نہیں۔ اور اس موت کی نیند سے یہ سمجھنا کہ دل کا سوز و درد اور وہ صدہا صدمے جو انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ رفع ہو جائیں گے اور اس بنا پر ایسی نیند کی آرزو ہر انسان کے دل میں ہونی چاہیئے۔ مرنا یا نیند کا آجانا ممکن ہے کہ اس نیند میں کچھ خواب بھی نظر آئیں اور یہی سب سے بڑی قباحت ہے۔ کیونکہ جب روح اس کالبدِ خاکی سے رخصت ہوئی اور موت کی نیند طاری تو پھر اس نیند میں خدا جانے کیسے کیسے خواب نظر آئیں۔ بس یہی چیز ہے جو تامل و تذبذب پیدا کرتی ہے۔ اور ہماری مصیبتوں کی زندگی دراز ہوتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر کون ایسا ہوگا جو زمانے کی جفا کاریاں، دشمن سفاک کے جور و ستم۔ نخوت زدہ بزرگانِ ملت کی بے اعتنائیاں، عدل و انصاف میں التوا کی تکلیفیں اٹھائیگا۔ نیکو کار اور قانع نالائقوں کی سختیاں جھیلیں گے۔ جبکہ ایک چھوٹے سے تیز خنجر کو سینے میں بھونک کر اس سارے حساب کتاب سے یکلخت چھٹکارا ہو سکتا ہے۔ پھر کون ہے جو زندگی کا بوجھ اور اس بوجھ میں دبا پسینے میں غرق آہیں بھرنا پسند کریگا۔ لیکن یہ خوف کہ مرنے کے بعد کیا پیش آئے گا اور اس اجنبی ملک میں جس کی سرحد پر پہونچ کر آج تک کوئی مسافر پلٹ کر گھر نہیں آیا کیا کچھ نہ بنے گی۔ بس یہی خوف ہے جو ہمارے ارادے

اور ہمت کو پست کر دیتا ہے اور ہم مجبور ہوتے ہیں کہ جو تکلیفیں اس وقت پہونچ رہی ہیں انہیں برداشت کریں اور اُن تکلیفوں کی طرف نہ جائیں جن کا حال معلوم نہیں کہ وہ کیسی ہوں۔ غرض اس طرح زیادہ غور و فکر کی عادت ہمارے ارادوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ اور اُن کے چہرے کا رنگ اُڑ کر اُن پر زردی پیدا کر کے انہیں بیمار دکھاتی ہے اور ہمارے بڑے بڑے بلند اور نتیجہ خیز منصوبوں کا رُخ بدل کر انکو حیطہ عمل میں نہیں آنے دیتی (اوفیلیا پر نظر پڑتی ہی) اے دل ذرا ٹھہر اے حسین لڑکی اپنی دعاؤں میں میرے گناہوں کی معافی مانگنی بھی یاد رکھنا۔

اوفیلیا :۔ شہزادہ عالی قدر۔ مدت کے بعد ملنا ہوا۔ اس زمانے میں حضور کا مزاج کیسا رہا؟

ہیملٹ :۔ بیحد عجز و انکسار سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اچھا ہوں، اچھا ہوں، اچھا ہوں۔

اوفیلیا :۔ تحائف اور عطیئے جو حضور نے عنایت فرمائے تھے وہ میرے پاس ہیں۔ مدت سے انتظار میں تھی کہ انہیں واپس کروں میری التجا ہے کہ حضور اب انہیں واپس لے لیں۔

ہیملٹ :۔ ہائیں۔ میں کیسے واپس لیلوں؟ میں نے تو کبھی تمہیں کچھ دیا ہی نہ تھا۔

اوفیلیا :۔ حضور یاد فرمائیں۔ بہت سے تحائف عطا ہوتے تھے اور تحائف ہی نہیں بلکہ اُن کے ساتھ عشق و اُلفت کے بہت سے شیریں جملے اور الفاظ بھی تھے جنہوں نے اُنکی قدر و قیمت اور بڑھا دی تھی۔ اب چونکہ بوئے عشق و اُلفت اُن میں نہ رہی

اس لئے واپس کرتی ہوں۔ شریف طبیعتوں کے نزدیک بڑی بڑی قیمت کے تحفے اور پیشکش بھی ادنیٰ اور ارزاں ہو جاتے ہیں اگر دینے والا نامہربان ہو جائے۔ پس یہ تحائف حاضر ہیں۔ انہیں حضور واپس لیں۔

ہیملٹ:۔ ہا ہا۔ کیا تم نیک بخت ہو؟

اوفیلیا:۔ ہوں تو۔

ہیملٹ:۔ کیا تم حسین ہو؟

اوفیلیا:۔ اِس سے حضور کو کیا مطلب؟

ہیملٹ:۔ مطلب یہ کہ اگر تم نیک اور حسین دونوں ہو تو پھر تمہاری نیکی کو حُسن سے کوئی تعلق نہ ہونا چاہیئے۔

اوفیلیا:۔ کیا نیکی سے بھی بڑھکر کوئی چیز ہے جس سے حُسن تعلق رکھ سکتا ہے۔

ہیملٹ:۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کیونکہ حُسن کی قوت نیک کردار کو اتنا بدکردار بنا سکتی ہے کہ نیکی حُسن کو اتنا نیک کردار نہیں بنا سکتی۔ کبھی زمانے میں یہ بات خلاف قیاس سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اب زمانہ اسکو سچ بتا رہا ہے۔ ہاں کبھی زمانے میں مجھے تم سے عشق تھا۔

اوفیلیا:۔ حضور نے مجھے یقین تو ایسا ہی دلایا تھا۔

ہیملٹ:۔ تم نے میرا یقین نہ کیا ہوتا۔ کیونکہ جب کسی بد ذائقہ پھل کی شاخ میں خوش ذائقہ پھل کی شاخ کا پیوند لگاتے ہیں تو پہلے پھل کا بُرا ذائقہ اُس میں کچھ نہ کچھ قائم رہتا ہے۔ اچھا۔ مجھے تم سے کبھی عشق نہ تھا۔

اوفیلیا:۔ تو میں اور بھی دھوکے میں رہی۔

ہیملٹ :- تم تو کسی دیر راہبات میں جا رہو۔ کیونکہ باہر رہ کر سوائے گنہگار پیدا کرنے کے اور تم سے کچھ نہ ہو سکیگا۔ میں خود بھی نیک کردار نہیں۔ میں تو ایسے ایسے سخت گناہوں کا مرتکب ہوا ہوں کہ کاش میری ماں مجھکو نہ جنتی۔ میں مغرور ہوں، منتقم ہوں، حب جاہ و مال رکھتا ہوں۔ میرے گناہ تو اتنے ہیں کہ اُن کے خیال میں تخیل اور اُنکی تشکیل میں تصور عاجز ہے۔ وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس میں وہ سب بیان ہو سکیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھ جیسا انسان کیوں آسمان اور زمین کے درمیان کیڑے کی طرح رینگتا پھرتا ہے۔ ہم سب بدکار اور شیطان ہیں۔ ہماری کسی بات کا یقین نہ کرو۔ اوفیلیا بہتر یہی ہے کہ تم راہبات کی کسی خانقاہ میں جا رہو۔ تمہارے والد کہاں ہیں؟

اوفیلیا :- گھر پر ہیں۔

ہیملٹ :- گھر کے دروازے بند کر دو کہ وہ باہر نہ نکلنے پائیں۔ اور گھر سے باہر کسی دوسری جگہ احمق نہ بنیں۔ اچھا رخصت۔ تمہیں خدا کو سونپا۔

اوفیلیا :- افسوس۔ یہ کیا حالت ہو۔ خدایا رحم کر۔ مدد کر۔

ہیملٹ :- اگر تو نے شادی کی تو شادی کے تحفے میں یہ دعائے بد تیرے حق میں کرتا ہوں کہ خواہ تو یخ کی طرح عفیف اور آسمانی برف کی طرح پاکدامن ہی کیوں نہ ہو مگر بدنامی اور تہمت سے نہ بچ سکے گی۔ جا۔ راہبات کی خانقاہ میں جا رہ۔ اور خدا تیرا نگہبان رہے۔ یا اگر شادی کرنی ایسی ہی ضروری ہو تو کسی احمق سادہ لوح سے کرنا کیونکہ عقلمند جانتے ہیں کہ تم عورتیں مردوں کی کیا گت بناتی ہو۔

اوفیلیا:۔ اے آسمان کے فرشتو۔ اِسکو پھر اپنے حواس میں لے آؤ۔

ہیملٹ:۔ میں نے سُنا ہے کہ تم اپنا چہرہ رنگتی ہو۔ خُدا نے تمہیں ایک چہرہ وہ بھی حسین دیا تھا مگر تم ایک نیا چہرہ اپنے لئے تیار کرتی ہو۔ تم ناچتی ہو۔ تھرکتی ہو۔ ہکلا ہکلا کر باتیں کرتی ہو۔ خُدا کی مخلوق کے نئے نئے نام رکھکر اُنہیں پکارتی ہو۔ اپنی شرارتوں کو جہل و نادانی پہ محمول کرتی ہو۔ بس جاؤ دفع ہو۔ میں آگے کچھ نہ کہونگا۔ اسی نے مجھے دیوانہ بنایا ہے۔ سُنو۔ میں کہتا ہوں کہ اب شادیاں بادہ نہ ہونے پائیں گی۔ جو شادیاں کر چکے ہیں اُن میں بجز ایک شخص کے سب زندہ رہیں گے۔ باقی جتنے ہیں وہ بغیر شادی کے رہیں گے۔ اوفیلیا جا۔ راہبات کی کسی خانقاہ میں جا رہ۔

(ہیملٹ باہر چلا جاتا ہے)

اوفیلیا:۔ خُدایا۔ کیسا نیک اور شریف دل اُلٹا ہے جس کی نظر ایک درباری کی نظر کی طرح تیز و معاملہ فہم۔ جس کی زبان ایک عالم کی طرح فصیح۔ جس کی شمشیر ایک مردِ میدان کی تلوار کی طرح شجاعت میں یگانہ تھی۔ ماں باپ کی اُمید اور سلطنت کا سدا بہار پھول تھا۔ جامہ زیبی اور وضع تراشی میں سب کے لئے آئینہ تھا۔ وہ ایک ایسا قالب تھا جس میں سب ڈھلنا چاہتے تھے۔ دیکھنے والے اُسے دیکھا کرتے تھے۔ افسوس اب وہ کیا سے کیا ہو گیا۔ اور عورتوں میں سب سے زیادہ غمزدہ اور بدنصیب میں ہوں جس کے کانوں نے وعدہ ہائے عشق و اُلفت کے نغمے اسی طرح سُنے تھے جیسے کوئی زبان سے پھولوں کا رس چُوسے۔ ہوش و حواس اور اُن کی قوت مُدرکہ میں وہ فتور ہے جیسے سُریلی خوش

آوازہ گھنٹیاں بجتے بجتے بے سُری ہو جائیں۔ ہائے وہ صورت اور جوانی کا تندرست چہرہ دیوانگی اور جنون نے کیسا بگاڑ دیا۔ وائے بر حال من۔ پہلے کیا دیکھا تھا اور اب کیا دیکھتی ہوں۔!

(بادشاہ اور پلونیوس پھر آتے ہیں)

بادشاہ:۔ اِس دیوانگی کا سبب عشق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ وہ کہتا ہے گو اُس میں ربط کم ہے لیکن اُسے دیوانگی یا جنون نہیں کہہ سکتے۔ کوئی بات اُس کے دل میں ایسی جمی ہے جو نکل نہیں سکتی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اِس حالت میں جو کچھ اُس سے ہونے والا ہے وہ پُر خطر ہے۔ اِس خطرے کے تدارک کے لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ شہزادے کو انگلستان اُس خراج کی وصولی کے لئے روانہ کیا جائے جو باجگزاروں نے اپنی غفلت سے ابھی تک ادا نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ نئے نئے سمندروں اور ملکوں اور وہاں کے عجائبات کو دیکھ کر جو خیال اُس کے دل میں جم گیا ہے اور جس پر اُس کا دماغ ہر وقت کام کرتا رہتا ہے اور جو فی الواقع اس کی دیوانگی کا سبب ہوا ہے، دُور ہو جائے۔ پلونیوس تمہارا کیا خیال ہے؟

پلونیوس:۔ اِس تدبیر سے شہزادے کی صحت کو نفع ضرور ہو گا۔ لیکن میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ شہزادے کی دیوانگی کی ابتدا عشق ناکام سے ہوئی ہے۔ اوفیلیا تم میں اور شہزادے میں جو باتیں ہوئی ہیں۔ بیٹی اب اُنہیں سُننے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ وہ کُل باتیں ہم سُن چکے ہیں۔ جہاں پناہ جو حکم چاہیں دیں لیکن اگر مناسب تصور فرمائیں تو بہتر ہو کہ آج کے تماشے کے بعد شہزادے کی روانگی کا حکم صادر فرمایا جائے۔ اور شہزادے کی والدہ سے بھی ارشاد ہو کہ وہ شہزادے سے

دریافت کریں کہ وہ کیا بات ہی جس کا غم اُس کے دل میں اس طرح بیٹھ گیا ہے اور اتنا اور عرض کرتا ہوں کہ ملکہ سلامت شہزادے کی اس بے اعتدالیِ مزاج کی وجہ صاف صاف معلوم کریں۔ ماں اور بیٹے میں جو باتیں ہونگی اُن کو میں چھپکر سُنونگا۔ اگر ملکہ سلامت کو بھی کوئی وجہ دریافت نہ ہوسکی تو پھر شہزادے کو انگلستان روانہ کردیا جائے۔ یا اگر حضور مناسب سمجھیں تو یہیں کسی مقام پر نظربند کردیں۔

بادشاہ:- بلاشبہ ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ جب کوئی بڑا آدمی دیوانہ ہوجائے تو اُس کی طرف سے غفلت نہ ہونی چاہیئے۔

دوسرا منظر:- قصرِ شاہی کا ایک وسیع کمرہ۔ ہیملٹ اور تماشہ کرنے والے ایکٹر اندر آتے ہیں۔

ہیملٹ:- وہ تقریر جو میں نے سُنائی تھی اُسے ذرا تم بھی سُناؤ۔ مگر ادا کرنے میں روانی اور سلاست کا خیال رہے۔ لیکن اگر پُرانے ایکٹروں کی طرح تم بھی چیخنے چلانے تو پھر میں بہتر سمجھونگا کہ یہ تقریر کسی ڈھنڈورا پیٹنے والے کو دیدوں۔ کہ وہ سارے میں چیختا پھرے۔ اچھا، اور تقریر جب ادا کرو تو اس طرح ہاتھ بہت نہ نچانا۔ ہر مضمون لُطف و آہنگی سے ادا ہو۔ جب دیکھو کہ تقریر کے الفاظ میں جوش و خروش حد سے گزرا ہوا ہے تو اُس وقت بھی طبیعت کو روک کر ایک طرح کا ضبط اور متانت تقریر کے ادا کرنے میں دکھانا۔ بات یہ ہے کہ جب میں کسی ہٹے کٹے ایکٹر کو دیکھتا ہوں کہ سر پر بالوں کی ٹوپی لگائے کسی پُرزور تقریر میں اپنی طرف سے جوش و جذبہ بڑھا کر اُس کی دھجیاں پرچے اُڑاتا ہے تو میرے دل کو سخت تکلیف پہونچتی ہے۔ ایسا بدتمیز ایکٹر اُن تماشائیوں کو جو

سب سے نیچے کے درجے میں بیٹھے ہوتے ہیں غُل مچا مچا کر خوش کرتا ہے۔ اِن تماشا دیکھنے والوں کو سوائے گونگوں کے اشاروں یا ایسی تقریروں کے جن میں خوب غُل غپاڑہ ہو اور کسی بات کے سمجھنے کی تمیز نہیں۔ میرا بس چلے تو ایسے ایکٹر کو کوڑے مار کر باہر کردوں۔ نارا جنت اور ظالم ہیرود کے تماشوں میں جن میں خود غُل اور شور کثرت سے ہوتا ہے اُن میں بھی اپنی طرف سے شور و غوغا اور بڑھا دیتے ہیں۔ ایسی نامعقول حرکتوں سے تمہیں پرہیز کرنا ہوگا۔

ایکٹر:۔ سرکار جیسا حکم دیتے ہیں، غُل شور کچھ نہ ہونے پائیگا۔

ہیملٹ:۔ لیکن آواز کو بالکل ہلکا بھی نہ کر دینا۔ ان باتوں میں خود تمہاری طبیعت تمہاری رہبر اور مُعلّم بن جائیگی۔ جہاں تک عبارت اجازت دے وہیں تک حرکات و سکنات سے مضمون کو بنانا۔ بتانے میں عبارت کے مطلب سے تجاوز نہ کرنا اور سب سے زیادہ خیال اس بات کا رکھنا کہ فطرت کا عکس آئینہ بنکر دکھایا جائے۔ نیکی کو نیکی کی شکل میں، بدی کو بدی کی شکل میں ظاہر کرنا۔ زمانہ کی جو حالت ہو اُسکو صحیح صورت میں سامنے لانا۔ لیکن اگر ان چیزوں کے ادا کرنے میں حد سے تجاوز کیا یا ناقص طور پر انہیں دکھایا تو حاضرین میں جو جاہل ہونگے وہ تو اس پر ہنسیں گے اور خوش ہونگے۔ لیکن جو سُخن فہم اور دقیقہ سنج ہیں وہ ناخوش ہونگے اور اعتراض کریں گے۔ ایسے لوگوں کے اعتراضوں اور نُکتہ چینیوں کو بہ نسبت جاہلوں کے ہنسنے اور خوش ہونے کے زیادہ باوقعت سمجھو۔ ایسے ایکٹر موجود ہیں اور جنکو میں نے تماشا کرتے دیکھا ہی۔ اِن کی لوگوں نے بہت تعریف کی۔ لیکن جن ایکٹروں کی تعریف ہوئی اُن کی نسبت بغیر اس کے کہ

عامیوں کی طرح گندی زبان استعمال کروں۔ کہہ سکتا ہوں کہ اُنکی زبان ایک باخدا عیسائی کی سی زبان نہ تھی۔ اور نہ اُن کا طور طریقہ عیسائیوں یا غیر عیسائیوں یا بازاریوں کا سا تھا۔ اسٹیج پر ان کی حرکات اتنی خلاف فطرت تھیں اور وہ اتنا شور وغل مچاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ فطرت کے پیدا کردہ نہیں بلکہ اسکے کسی نو آموز مددگار کے وضع کئے ہوئے ہیں۔ وہ انسان نہیں بلکہ انسان کی ایک بھدّی اور نامعقول نقل معلوم ہوتے تھے۔

پہلا ایکٹر:۔ حضور ہم نے اب اپنی پہلی حالت سے بہت زیادہ ترقی کرلی ہے۔

ہیملٹ:۔ بیشک بعض خامیاں ایسی تھیں کہ اُن کی قطعاً اصلاح ضروری تھی مثلاً جو لوگ تم میں مسخرے بنتے ہیں اُنکو حکم دیا جائے کہ جہاںتک ڈرامہ میں تحریر ہے اُس سے آگے نہ بڑھیں اور نہ اپنی طرف سے کوئی بات تمسخر کی اضافہ کریں بعض ایکٹر ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی ظرافت دکھلانے کو بروقت کوئی ایسی بات بڑھا دیتے ہیں کہ جاہل خوب قہقہے لگائیں۔ چونکہ ڈرامہ کے اور مضمونوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے اس لئے ان کی یہ ظرافت بدنما ہو جاتی ہے۔ اور جو ناسمجھ ایکٹر ایسا کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حد درجہ بیوقوف ہے۔ اچھا جاؤ تماشے کی تیاری کرو۔

(ایکٹر باہر چلے جاتے ہیں۔ پلونیوس اور روزنکرانز اندر آتے ہیں)

پلونیوس:۔ حضور۔ جہاں پناہ اور ملکہ سلامت دونوں تماشہ دیکھنے تشریف لائینگے بلکہ ابھی تشریف لا رہے ہیں۔

ہیملٹ:۔ ایکٹروں سے کہو کہ وہ جلدی کریں۔

(پلونیوس چلا جاتا ہے)

(روزنکرانز اور گلڈنسٹرن سے مخاطب ہو کر کہتا ہے)

آپ دونوں صاحب بھی مدد کریں کہ تماشا جلد شروع ہو جائے۔

روزنکرانز
گلڈنسٹرن } :- ہم ابھی جاتے ہیں اور اسکا اہتمام کرتے ہیں۔

ہیملٹ :- کیا ہوریشیو تم ہو؟

(ہوریشیو اندر آتا ہے۔)

ہوریشیو :- حضور، حاضر خدمت ہوں۔

ہیملٹ :- ہوریشیو۔ تم ایسے سچے اور ایماندار آدمی ہو کہ ایسے آدمی سے ملنے کا کبھی پہلے اتفاق نہیں ہوا۔

ہوریشیو :- یہ حضور کیا فرماتے ہیں۔

ہیملٹ :- نہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں نے محض تمہارے خوش کرنے کو یہ بات کہی ہے۔ کیونکہ اگر خوشامد کرتا بھی تو تمہارے پاس سوائے خوش مزاجی اور نیک سیرتی کے رکھا کیا ہے جو مجھے تم سے کسی نفع کی اُمید ہوتی۔ تمہاری یہ خوش مزاجی اور سیرتِ نیک ہی تمہارا کھانا پینا اوڑھنا بچھونا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی دولت نہیں۔ پھر مُفلس کی خوشامد ہی کون کرتا ہے۔ خوشامدی کی شیریں زبان تو امیروں کو خوش کرنے کو ہوتی ہے جو دولت اور نامعقول شان و شوکت رکھتے ہیں خوشامدی جُھک جُھک کر اُنہیں آداب بجالاتے ہیں۔ دولت مند ہی خوشامدیوں کو انعام اکرام دے سکتے ہیں۔ ہوریشیو۔ دوستوں میں اچھے بُرے کی تمیز کا مادہ جب سے

مجھ میں پیدا ہوا دوستی کے لئے میں نے تمہیں منتخب کیا۔ اور تمہیں میں نے ہمیشہ اپنا سمجھا۔ کیونکہ تم ایسے شخص ہو جو زندگی کی تمام مصیبتوں کو اس طرح برداشت کرتے ہو کہ گویا وہ کوئی چیز نہیں، اور تقدیر کی ضربوں اور صدموں کو صبر و شکر کے ساتھ سہتے ہو۔ اور بڑی برکت والے ہیں وہ لوگ جن میں عقل اور غصہ اعتدال کے ساتھ ہو۔ پھر اُس کا حال اُس نے کا سا نہیں ہوتا کہ تقدیر نے جس پردے پر انگلی رکھی ویسی ہی صدا پیدا ہونے لگی، کیا ایسا کوئی آدمی بتا سکتے ہو جو اپنے جذبے اور غصے کا غلام نہ ہو۔ اگر کوئی آدمی ایسا ہے تو میں اُسکو اپنے دل کے سب سے اندر کے گوشے میں جیسا کہ تم کو رکھتا ہوں رکھ لوں۔ اچھا سنو۔ یہ باتیں تو ہو لیں۔ آج شب کو بادشاہ سلامت کے سامنے ایک ناٹک ہونے والا ہے۔ اِس ناٹک میں ایک منظر ایسا آتا ہے جسکے واقعات میرے باپ کی موت کے واقعات سے جو تمہارے علم میں ہیں بہت کچھ مُشابہ ہیں۔ پس تم سے التجا ہے کہ تم اِس تماشے کو دیکھو اور سب سے زیادہ یہ کہ میرے چچا کو خوب غور سے دیکھتے رہنا۔ تماشے میں ایک تقریر ایسی آئیگی کہ چچا کا مخفی جرم خود اُس کے چہرے سے آشکارا ہو جائیگا۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر لعنت ہے اُس رُوح پر جسے ہم نے تم نے دیکھا ہے اور میرے تصورات ایسے ہی گندے اور ناپاک ہیں جیسے کہ تحت الثریٰ کے آہن گر ولکن کی دکان۔ تم اپنی نظر اُسپر جڑ دینا۔ میں بھی اُسے برابر دیکھتا رہونگا۔ پھر اُسکے قیافے سے جو جو رائے ہم اور تم قائم کرینگے تنہا بیٹھکر اُن کا مقابلہ کریں گے۔

ہوریشیو:۔ حضور میں تو اُسے اسقدر غور سے دیکھتا رہونگا کہ اگر تماشا ہوتے وقت وہ کوئی چیز چرائیگا بھی تو اُسے فوراً پکڑ لونگا۔ اگر ایسا نہ کروں تو پھر مسروقہ

چیز کی قیمت دینے کو تیار رہونگا۔

ہیملٹ :- دیکھو وہ بادشاہ اور ملکہ تماشا دیکھنے آرہے ہیں۔ اب میں پھر وہی بے پروائی کا انداز اختیار کرتا ہوں۔ تم اپنے بیٹھنے کے لئے کہیں جگہ کر لو۔

(باجے بجتے ہیں۔ بادشاہ، ملکہ، پلونیوس، اوفیلیا، روزنکرانز، گلڈنسترن اور اور لوگ آتے ہیں)

بادشاہ :- کہو شہزادے، تمہارا مزاج کیسا ہے؟

ہیملٹ :- خوب ڈٹ کر کھاتا ہوں۔ گرگٹ کی طرح میری غذا بھی ہوا ہے اور وعدوں پر گزر ہے جو ہوا سے کم نہیں۔ جس غذا پر میں پرورش پا رہا ہوں اُس پر تو ایک مُرغی کا بچّہ بھی نہیں پل سکتا۔

بادشاہ :- ہیملٹ۔ تمہاری یہ باتیں میرے سوال کا جواب نہیں۔ میں نے تمہارا مزاج پوچھا تھا۔ نہ یہ کہ تم کھاتے کیا ہو۔ یہ میرا سوال ہی نہ تھا۔

ہیملٹ :- اور نہ اب وہ میرا جواب ہے۔ (پلونیوس سے کہتا ہے۔) ایک مرتبہ تم نے کہا تھا کہ طالب علمی کے زمانے میں تم بھی تماشا کیا کرتے تھے۔

پلونیوس :- ہاں حضور تماشا کرتا تھا اور اچھا ایکٹر سمجھا جاتا تھا۔

ہیملٹ :- تم کیا بنا کرتے تھے؟

پلونیوس :- میں جولیس سیزر بنا کرتا تھا۔ قصر کیپیٹول میں قتل ہوا۔ بروٹس میرا قاتل تھا۔

ہیملٹ :- یہ اُس کا ظلم تھا کہ ایسے موٹے تازے بچھڑے کو اُس نے ذبح کر ڈالا۔ کہو ایکٹر تماشا کرنے کو تیار ہیں؟

روزنکرانٹز:- حضور کے حکم کے منتظر ہیں۔

ملکہ:- پیارے ہیملٹ یہاں آکر میرے پاس بیٹھو۔

ہیملٹ:- نہیں اماں۔ یہاں ایک اور بھی دلکش چیز موجود ہے۔

پلونیوس:- (بادشاہ سے) حضور نے خیال فرمایا۔ شہزادے صاحب کیا فرما رہے ہیں۔

ہیملٹ:- (اوفیلیا سے) بیگم۔ کیا میں آپکی گود میں بیٹھ جاؤں؟ (اتنا کہہ کر اوفیلیا کے قدموں میں بیٹھ جاتا ہے۔)

اوفیلیا:- بھلا حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ہیملٹ:- نہیں میرا مطلب یہ تھا کہ کیا اپنی پیٹھ تمہارے گھٹنوں سے لگا کر بیٹھ جاؤں۔

اوفیلیا:- اس وقت حضور کی طبیعت بشاش ہے۔

ہیملٹ:- کیا میری طبیعت کو پوچھتی ہو؟

اوفیلیا:- حضور۔

ہیملٹ:- ارے خدایا! نہیں۔ میں تو آپکا شاعر ظرافت اور تمسخر کے اشعار لکھنے والا ہوں، انسان کو سوائے خوش رہنے کے کام ہی کیا ہے۔ دیکھو میری ماں کیسی خوش نظر آرہی ہیں۔ گو میرے باپ کو مرے ہوئے صرف دو گھنٹے ہوئے۔

اوفیلیا:- نہیں حضور، چار مہینے گذر چکے۔

ہیملٹ:- ہائیں کیا اتنے دن ہوگئے۔ تو کیا یہ سیاہ کپڑے جواب تک پہنتا ہوں اُتار کر شیطان کے حوالے کروں کہ اب یہ ماتمی لباس وہ پہنے۔ خدایا۔ مرے

ہوئے دو مہینے گزر گئے اور اب تک اُس کی یاد دل سے نہیں گئی۔ اس سے اُمید ہو سکتی ہے کہ کسی بڑے آدمی کے مرنے پر اُسے نصف سال تک یاد رکھا جا سکتا ہے۔ اور اس مدّت میں ضرورت ہوگی کہ اُس کی یادگاریں گرجا تعمیر کئے جائیں۔ ورنہ سب اسکو اس طرح بھول جائیں گے جیسے کہ کاٹ کے ناچتے گھوڑے کو جس کا ذکر گیتوں میں آیا ہے بھول جاتے ہیں۔

(چوبی نفیر بجتے ہیں گونگے تماشے والے تماشا دکھاتے ہیں)

تماشے میں ایک بادشاہ اور اُس کی ملکہ آپس میں بہت ہی پیار اخلاص دکھاتے ہوئے آتے ہیں۔ ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ ملکہ بادشاہ کو زمین تک جھک کر تعظیم دیتی ہے۔ بادشاہ اُسے اُٹھاتا ہے اور اپنا سر ملکہ کے سینے پر رکھتا ہے۔ اور اسی حال میں پھولوں کی سیج پر بیٹھ جاتا ہے۔ ملکہ یہ دیکھکر کہ بادشاہ سو گیا ہے اُس کے پاس سے چلی جاتی ہے۔ اتنے میں ایک آدمی آتا ہے۔ سوتے بادشاہ کے سر سے تاج اُتار کر اُسے بوسہ دیتا ہے۔ یہ آدمی اب بادشاہ کے کانوں میں زہر ڈالتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ ملکہ آتی ہے دیکھتی ہے کہ بادشاہ مرا پڑا ہے۔ بہت روتی پیٹتی ہے۔ اب زہر دینے والا چند گونگے تماشا کرنے والوں کے ہمراہ آتا ہے۔ لوگ آکر بادشاہ کی لاش اُٹھائے جاتے ہیں۔ زہر دینے والا ملکہ کو بڑی بڑی قیمتی چیزیں پیش کرتا ہے۔ ملکہ پہلے انکار کرتی ہے۔ لیکن تھوڑے سے تامل کے بعد آخر کار اسکے تحائف قبول کر لیتی ہے۔

(تماشا دکھا کر ایکٹر چلے جاتے ہیں)

اوفیلیا:۔ شہزادہ والا قدر۔ اس تماشے سے کیا مطلب ہوا۔

ہیملٹ:۔ اس سے مطلب در پردہ شرارت یعنی خالص شرارت ہی۔

اوفیلیا:۔ معلوم ہوتا ہی کہ یہ شروع کا حصّہ پورے تماشے کا خلاصہ ہی۔

(تماشے کا خلاصہ بیان کرنے والا آتا ہی)

ہیملٹ:۔ تماشے ہیں جو کچھ ہونے والا ہی وہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ ایکٹر خود اس کی سب باتیں ظاہر کردیں گے۔

اوفیلیا:۔ کیا یہ آدمی جو اسٹیج پر آیا ہے کُل حال تماشے کا پہلے سے بتادیگا؟

ہیملٹ:۔ ہاں۔ کوئی تماشا جو تم دکھاؤگی اگر اُس کے دکھانے میں شرمانہ گئیں تو پھر وہ بھی قصّے کا مطلب بیان کرنے میں نہ شرمائیگا۔

اوفیلیا:۔ اس طرح حد سے نہ گزریئے۔ مجھے تماشا دیکھنے دیجئے۔

خلاصہ گو:۔ ہم اپنے لئے اور اس دردانجام تماشے کے لئے آپکی توجہ و مہربانی کے خواستگار ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ حاضرین جلسہ اس تماشے کو صبر کے ساتھ دیکھیں گے۔

ہیملٹ:۔ یہ تماشے کا خُلاصہ ہوا یا وہ مختصر عبارت ہوئی جو انگوٹھی کے اندر کے رُخ کندہ کی جاتی ہے۔

اوفیلیا:۔ یہ بیان تو بہت ہی مختصر ہے۔

ہیملٹ:۔ ایسا ہی مختصر ہے جیسے مرد کے ساتھ عورت کا عشق۔

(تماشا کرنے والے آتے ہیں۔ ایک بادشاہ بنا ہو اور دوسرا ملکہ)

ایکٹر بادشاہ:۔ سورج دیوتا کا رتھ پورے تیس مرتبہ خُدائے بحر نیپتون کی قلمرو

اور اس گول زمین کے گرد چکر لگا چکا ہے اور ماہتاب اپنے نورِ مستعار میں چمکتا تین سو ساٹھ مرتبہ زمین کے گرد گردش کر چکا ہے۔ یہ زمانہ وہ ہے کہ رشتۂ عشق و الفت میں ہمارے دل منسلک تھے اور پھر شادی ہو جانے سے ہم تن واحد ہو گئے۔

ایکٹر ملکہ :- اتنی ہی گردشیں آفتاب و ماہتاب اور کریں پیشتر اس سے کہ ہمارا عشق ختم ہو۔ لیکن افسوس! کچھ زمانے سے تم کچھ ایسے بیمار و ناخوش اور اپنی پہلی حالت سے بدلے ہوئے رہتے ہو کہ اب تم پر مجھے اعتبار نہیں رہا۔ گو اعتبار نہ ہو مگر اس سے تمہارا دل بے چین نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ عورت کے عشق و خوف کی یہ خاصیت ہے کہ یا تو وہ ہوتا ہی نہیں اور اگر ہوتا ہے تو بیحد۔ اس کا ثبوت تمہیں مل چکا ہے کہ مجھے تم سے کس قدر زیادہ عشق ہے۔ یہی افراطِ عشق میرے خوف کا اندازہ بھی بتاتا ہے کیونکہ جن دو دلوں میں عشق زیادہ ہوتا ہے۔ وہاں ذرا سے شبہ میں خوف بھی بے انتہا پیدا ہو جاتا ہے اور جہاں تھوڑا سا خوف بھی شروع ہو کر زیادتی اختیار کرے وہاں عشق کی افراط کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے۔

ایکٹر بادشاہ :- حقیقت یہ ہے کہ پیاری اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں۔ مفارقت اب جلد پیش آتی معلوم ہوتی ہے۔ میرے اعضائے رئیسہ اپنا فعل ترک کرتے جاتے ہیں۔ میرے بعد تم اس خوشنما اور حسین دنیا میں زندہ رہو گی۔ سب تم سے محبت کریں گے اور تمہاری عزت کریں گے اور کیا عجب ہے کہ مجھ جیسا مہربان شوہر بھی کوئی تمہیں مل جائے۔

ایکٹر ملکہ :- بس ایسی باتیں نہ کرو۔ وہ عشق جو دوبارہ شادی پر مجبور کرے وہ میرے

لئے ایک دہوکا اور فریب ہوگا۔ لعنت ہو مجھ پر جو میں دوسرا شوہر کروں۔ کوئی عورت تا وقتیکہ پہلے شوہر کی قاتل نہ ہو دوسرا شوہر نہیں کرتی۔

ہیملٹ :- یہ الفاظ تو بادشاہ کو نہایت تلخ گزرے ہونگے۔

ایکٹر ملکہ :- کوئی عورت جب دوسری شادی کرتی ہی تو اس کا سبب سچا عشق نہیں ہوتا بلکہ کسی نفع کی خواہش ہوتی ہی۔ اگر دوسرے شوہر کے بستر پر بوس و کنار کیا تو گویا میں نے اپنے شوہر کو دوبارہ جان سے مارا۔

ایکٹر بادشاہ :- جو کچھ اس وقت زبان سے کہتی ہو خدا کرے کہ اُس پر عمل بھی رہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہی کہ جس بات کا ہم قصد کرتے ہیں بعد کو اُس سے پھر جاتے ہیں۔ نیک ارادوں کا پورا ہونا زیادہ تر ہماری یاد پر منحصر ہوتا ہے۔ نیک ارادے پیدا جلد ہوتے ہیں مگر وہ دیر پا نہیں ہوتے۔ اور جب تک وہ پختہ ہوں اِس طرح رہتے ہیں جس طرح کچّا پھل درخت کی شاخ پر رہتا ہی۔ لیکن جب پختہ ہو جاتے ہیں تو بغیر شاخ کو ہلائے خود گر جاتے ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایسے وعدوں کا ایفا کرنا بھی فراموش کر دیتے ہیں جو ہم نے خود اپنے دل سے کئے تھے اور جب حالتِ جوش و جذب میں کسی بات کا ارادہ کرتے ہیں تو جب وہ جوش و جذبہ جاتا رہتا ہے تو وہ ارادہ بھی مُعطّل ہو جاتا ہے۔ خوشی یا رنج کی شدت جوش و خروش کو زائل کر دیتی ہے اور اسکے ساتھ وہ ارادے بھی زائل ہو جاتے ہیں جو اس جوش و خروش کی حالت میں کئے تھے۔ جب خوشی انتہا سے زیادہ ہوتی ہے تو اُس کے بعد رنج اور رنج میں خوشی خفیف اسباب سے پیدا ہو جاتی ہے۔ دُنیا کو ہمیشگی نہیں۔ اور اسپر کیا تعجب ہو سکتا ہے اگر ہمارا عشق بھی ہماری زندگی کے اور سرمایوں

کی طرح تبدیل ہو جائے۔ یہ سوال ابھی تک حل نہیں ہوا کہ عشق دولت سے متاثر ہوتا ہے یا دولت عشق سے۔ جب کوئی بڑا آدمی بگڑتا اور تباہ ہوتا ہے تو تم نے دیکھا ہوگا کہ اُس کے عزیز اور دوست اُس سے کس طرح کنارہ کش ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی تنگدست متمول ہو جاتا ہے تو پھر اُس کے دشمن بھی دوستی کا دم بھرنے لگتے ہیں۔ آج تک تو یہی ثابت ہوا ہے کہ عشق و اُلفت کا دارومدار دولت و مال پر ہے۔ جو شخص دُنیا کی دولت سے محتاج نہیں وہ دوست سے بھی محروم نہیں رہتا۔ لیکن جب وہی شخص محتاج ہو جاتا ہے اور کسی دوست سے مدد چاہتا ہے تو اِس کوشش میں اُسے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ دوست ظاہری دوست تھا۔ فی الواقع وہ اُس کا دشمن تھا۔ لیکن اِس گفتگو کو جس ربط و التزام سے شروع کیا تھا اگر اُسی اہتمام کے ساتھ اُسے ختم کیا جائے تو کہنا پڑیگا کہ ہماری خواہشیں ہمارے اصلی مفہوم سے اِس درجہ مختلف ہوتی ہیں کہ ہمارے تمام منصوبے اور تدبیریں ہمیشہ بیکار ثابت ہوتے ہیں۔ کسی بات کو سوچنا ہمارا کام ہے لیکن اُس سے جو نتیجہ پیدا ہونے والا ہو وہ ہمارے بس کا نہیں۔ اِس وقت تم کہہ رہی ہو کہ میں دوسرا شوہر نہ کرونگی لیکن یہ خیال پہلے شوہر کے مرتے ہی جاتا رہے گا۔

ایکٹر ملکہ ۔ زمین سے اَن اور آسمان سے اُجالا، دن کا چین اور رات کی نیند نصیب نہ ہو۔ دل اور ایمان کی تقویت نااُمیدی اور مایوسی میں تبدیل ہو جائے جو میں دوسرا شوہر کروں۔ اور اگر ایسا کروں تو میری خوشی اور راحت کا سامان صرف اتنا رہجائے کہ ایک تنہا راہبہ کی طرح میں اپنی ساری عمر قید خانے

میں کاٹوں۔ خوشی اور آرزو کی مٹانے والی چیزیں آئیں اور میری ہر خوشی اور آرزو کو مٹا دیں۔ خدا مجھکو اس دُنیا اور عاقبت دونوں میں ہمیشہ رنج و عذاب میں رکھے جو ایک مرتبہ بیوہ ہونے کے بعد میں سُہاگن بنوں۔

ہیملٹ:۔ اگر اب بھی اپنے قول سے پھریں تو پھر کیا؟

ایکٹر بادشاہ:۔ اچھا تو تم قسم کھاؤ کہ میرے مرنے پر پھر شادی نہ کروگی۔ اچھا پیاری بیوی۔ تھوڑی دیر کو مجھے اکیلا پڑا رہنے دو۔ طبیعت بہت سُست ہے۔ چاہتا ہوں کہ دن سو کر کاٹوں۔

ایکٹر ملکہ:۔ خُدا کرے کہ نیند آکر تمہیں چین آجائے اور ہم دونوں میں کبھی مفارقت نہ ہو۔

ہیملٹ:۔ (ماں سے) اماں۔ یہ تماشا کچھ آپکو پسند آیا؟

ملکہ:۔ میرے خیال میں تو ملکہ کی تقریر میں مُبالغہ زیادہ ہے۔

ہیملٹ:۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ جو کچھ وہ کہتی ہے اُسپر پختہ بھی رہیگی؟

بادشاہ:۔ شہزادے کیا تم اِس قصّے کو پہلے سُن چکے ہو۔ اس میں کوئی بات ناگوار یا تکلیف دہ تو نہیں آتی؟

ہیملٹ:۔ نہیں حضور۔ یہ سب باتیں تو ہنسی مذاق میں ہو رہی ہیں اور ہنسی ہنسی میں ایک نے دوسرے کو زہر بھی دیدیا ہے۔ دُنیا کے نزدیک تو اس میں کوئی امر ناگوار یا تکلیف دہ نہیں ہوا۔

بادشاہ:۔ اس تماشے کا نام کیا ہے؟

ہیملٹ:۔ جہاں پناہ۔ اِس کا نام مُوش دان ہے۔ اور اگر حضور یہ پوچھیں

کہ ایسا نام کیوں رکھا گیا تو اُسکو محض ایک طرزِ بیان سمجھنا چاہیئے۔ یہ تماشا ایک وقوعہ قتل کی محض نقل ہے جو شہر وآینا میں پیش آیا تھا۔ مقتول ایک بڑا رئیس تھا جس کا نام گونزاگو تھا۔ اور اُس کی بیوی کو باپتستی کہتے تھے۔ اب یہ دونوں آنیوالے ہیں۔ لیکن حضور کو اور مجھکو اس سے کیا؟ ہمارے دل اور قلب تو بالکل پاک صاف ہیں۔ کسی تھکے ہارے ٹٹو کی طرح ہماری گردن زخمی نہیں ہے کہ گردنی پڑتے ہی ہمیں تکلیف ہو۔ ہم سے کونسی خطا ہوئی ہو۔

(لوسی نیاس داخل ہوتا ہے)

اِس شخص کا نام لوسی نیاس ہے اور یہ تماشے والے بادشاہ کا بھتیجا ہوتا ہے۔

اوفیلیا :۔ شہزادے صاحب آپ تو پورے نقاد ہوگئے کہ تماشے میں جو کچھ گزرتا ہے اُس کے ہر پہلو کو خوب سمجھاتے ہیں۔

ہیملٹ :۔ یہ تو یہ۔ اگر تم میں اور تمہارے عاشق میں دو کٹھ پتلیوں کی طرح لڑائی ہو پڑے تو میں تم دونوں کی تقدیر کا حال کہ کیا پیش آنیوالا ہے بتا سکتا ہوں۔

اوفیلیا :۔ اس گفتگو میں مطلب تو ہے مگر اخلاق نہیں۔

ہیملٹ :۔ بس، حالت بُری ہو یا بھلی، جاؤ اور اپنے شوہروں کے ساتھ رہو۔ قاتل چہرے بہت بنا چکا۔ بس اب اپنا کام شروع کر۔ دوزخ کا پرندہ انتقام کے لیے بھیانک آواز میں بول رہا ہے۔

لوسی نیاس :۔ ارادہ سیاہ کاری کا ہے۔ ہاتھ قوی ہیں۔ زہر تیز ہے۔ وقت مناسب اور ہلاکت کے لئے اچھا ہے۔ کوئی آدمی بھی قریب نہیں ہے۔ اور اے زہر قاتل جیسے اندھیری رات میں بوٹیاں چن کر اور تین بار اُن پر ہیکٹ کا منتر

پڑھکر تیار کیا ہے، اپنی سہ گونہ سمیت کا اثر ایک بھلی چنگی جان کو غارت کرکے دکھا (سوتے آدمی کے کان میں زہر ڈالتا ہے)

ہیملٹ :- جہاں پناہ - دیکھیے - قاتل حصولِ جاہ و مال کے لئے کس طرح باغ میں چپکے سے آکر سوتے آدمی کے کان میں زہر ڈالتا ہے - اس سوتے ہوئے آدمی کا نام گونزاگو ہے - مشہور قصہ ہے اور بڑی پاکیزہ اطالوی زبان میں لکھا گیا ہے - اب حضور آگے ملاحظہ فرمائیں گے کہ قاتل کس طرح گونزاگو کی بیوی سے عشق پیدا کرتا ہے -

اوفیلیا :- دیکھیے - بادشاہ سلامت تخت سے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں -

ہیملٹ :- جھوٹ موٹ کی آگ سے ڈر گئے -

ملکہ :- جہاں پناہ - مزاج کیسا ہے ؟

پلونیوس :- تماشا بند کر دیا جائے -

بادشاہ :- روشنی لاؤ -

سب پکارتے ہیں :- روشنی لاؤ - روشنی لاؤ -

ہیملٹ :- آہو بن صحرا میں جو زخمی ہوا وہ جھاڑیوں میں جا چھپا - جو زخمی نہیں ہوا وہ چوکڑیاں بھرتا پھرتا ہے - اس تدبیر میں پوری کامیابی، ٹوپی میں بہت سے پر، پاپوش میں گلاب کے پھول لگے کیا اس بات کے لئے کافی نہیں ہیں کہ مجھے اس کمپنی میں حصہ دار بنایا جائے -

ہوریشیو :- پورے نہیں تو آدھے حصہ دار تو ضرور بنائے جائینگے -

ہیملٹ :- نہیں پورا حصہ دار - لے میرے نہایت عزیز دوست تمہیں معلوم ہے

کہ یہ سلطنت ایک ایسے بادشاہ سے محروم ہوئی ہے جو شکل و صورت میں خدائے جوپیٹر سے مشابہ تھا۔ اور اب اس کی جگہ تخت پر ایک "مور" بیٹھا ہے۔

ہوریشیو:۔ حضور قافیہ کا لحاظ کر کے "گدھا" فرمایا ہوتا۔

ہیملٹ:۔ میرے اچھے ہوریشیو۔ ایک ہزار اشرفیوں کی شرط سہی "روح" نے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل سچ تھا۔ بادشاہ کی حالت تم نے دیکھی۔

ہوریشیو:۔ حضور۔ حالت اچھی طرح دیکھی۔

ہیملٹ:۔ جس وقت زہر دینے کی باتیں ہو رہی تھیں۔

ہوریشیو:۔ بادشاہ کی کیفیت میں نے بغور دیکھی تھی۔

ہیملٹ:۔ آؤ آؤ۔ بانسریاں بجانے والے آ گئے۔ بادشاہ نے اگر تماشا پسند نہیں کیا تو پسند نہ آیا ہوگا۔ چلو بانسریاں تو سنیں۔

(روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن پھر آتے ہیں)

گلڈنسٹرن:۔ حضور شہزادہ والا قدر۔ صرف ایک بات عرض کرنیکی اجازت دیجئے۔

ہیملٹ:۔ بات کیسی۔ پوری کتاب پڑھ ڈالیئے۔

گلڈنسٹرن:۔ حضور۔ بادشاہ سلامت۔

ہیملٹ:۔ کیوں خیر باشد۔ بادشاہ سلامت کو کیا ہوا؟

گلڈنسٹرن:۔ جہاں پناہ خلوت کدہ میں تشریف لے گئے ہیں اور وہاں طبیعت بہت ناساز ہو گئی ہے۔

ہیملٹ:۔ کیا شراب زیادہ پی لی؟

گلڈنسٹرن:۔ نہیں حضور۔ مزاج سخت برہم ہے۔

ہیملٹ:۔ بہتر ہوتا کہ یہ شکایت کسی شاہی طبیب سے بیان کی جاتی۔ مجھ سے کہنے سے کیا حاصل ہے؟ اگر میں نے اس برہمی مزاج کا کچھ علاج کیا تو طبیعت اور بگڑیگی میری تجویز اخلاقی تنقیہ ہوگا۔ جس سے صفرے کی شدت ہوگی اور مزاج اور نادرست ہو جائیگا۔

گلڈنسٹرن:۔ حضور گفتگو ایسی کریں جس کے کچھ معنی ہوں۔ میرے سوال کو ٹالیں نہیں۔

ہیملٹ:۔ اچھا جناب میں کچھ بولتا ہی نہیں۔ آپکو جو کچھ کہنا ہو کہیں۔

گلڈنسٹرن:۔ ملکہ سلامت یعنی حضور کی والدہ نہایت پریشان اور سراسیمہ ہیں اور اسی حال میں انھوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

ہیملٹ:۔ آپکی تشریف آوری باعثِ عزت ہوئی۔

گلڈنسٹرن:۔ شہزادۂ عالی انتساب۔ حضور کا یہ لطف وکرم صحیح قسم کا نہیں ہے۔ اگر جناب والا مجھے کوئی معقول جواب دیں تو میں آپکی والدہ کا حکم عرض کروں ورنہ معافی طلب کر کے واپس جاؤں اور یہ معاملہ ختم ہو۔

ہیملٹ:۔ جناب والا۔ میں آپکو کوئی معقول جواب نہیں دے سکتا۔ مزاج اس وقت میرا صحیح نہیں ہے۔ اس میں خواہ آپ جواب طلب کرتے ہوں یا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں میری والدہ جواب مانگتی ہوں۔ بس زیادہ گفتگو غیر ضروری ہے۔ مطلب کی بات کہیئے۔ اچھا تو بیان کیجئے کہ میری والدہ نے کیا فرمایا ہے؟

روزنکرانٹز:۔ حضور وہ فرماتی ہیں کہ آج جو کچھ تم نے کیا اُس نے مجھے سخت حیرت

اور تعجب میں ڈالا۔

ہیملٹ :۔ ارے عجیب و غریب فرزند جو اپنی ماں کو ایسی حیرت میں ڈالے۔ اس تعجب اور حیرت کے بعد کچھ اور بھی فرمایا؟ اگر کچھ کہا ہو تو بتاؤ۔

روزنکرانز :۔ وہ خوابگاہ میں جانے سے پہلے آپ سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔

ہیملٹ :۔ ایک اماں نہیں اگر دس امائیں ہوں تو میں اُن کے حکم کی تعمیل کرونگا۔ فرمایئے۔ کچھ اور بھی کہنا ہے؟

روزنکرانز :۔ ایک زمانہ تھا کہ حضور مجھے بہت عزیز رکھتے تھے۔

ہیملٹ :۔ قسم ہے اِن چور اور اٹھائی گیرے ہاتھوں کی۔ یہی حال میرا اب تک ہے۔

روزنکرانز :۔ مہربان شہزادے۔ بتایئے کہ آپکی سُوء مزاجی کی اصلی وجہ اور حقیقت کیا ہے؟ اگر آپ اپنے رنج اور صدمے کی اصلی وجہ بیان نہ کریں گے تو اندیشہ ہے کہ آپ اپنی آزادی میں مخل ہونگے۔

ہیملٹ :۔ بھائی جان، بڑی وجہ یہی ہے کہ میں بادشاہ نہیں ہوا۔

روزنکرانز :۔ یہ کس طرح ممکن ہو جبکہ بادشاہ سلامت خود فرما چکے ہیں کہ اُن کے بعد ڈنمارک کے تاج و تخت کے مالک آپ ہونگے۔

ہیملٹ :۔ بجا ہے۔ یہ بھی وہی مثل ہوئی کہ جب تک گھاس جنگل میں اُگیگی۔ آگے آگے جو کچھ آتا ہے وہ ایک ماندہ اور فرسودہ خیال ہے۔

(ایکٹر بانسری بجانیوالوں کے ہمراہ آتے ہیں)

اہاہا۔ بانسری بجانے والے آ گئے۔ مجھے بھی ایک بانسری دو۔ (اتنا کہہ کر ہیملٹ ایک بانسری والے سے بانسری لے لیتا ہے) اچھا گلڈنسٹرن رخصت ہونے سے پہلے مجھے تم سے یہ کہنا ہے کہ کیوں تم مجھے ایک شکرہ باز کی طرح شکار کی ہوا لیکر دام کی طرف لیجاتے ہو۔؟

گلڈنسٹرن :۔ فرضِ منصب نے اِس طرح آزادی کے ساتھ حضور سے گفتگو کرنے پر مجبور کیا ہے۔ یہ میری محبت ہے جس نے مجھے اتنا گستاخ بنایا ہے۔

ہیملٹ :۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ اچھا ذرا اِس بانسری کو تو بجاؤ۔

گلڈنسٹرن :۔ حضور مجھے بانسری بجانی نہیں آتی۔

ہیملٹ :۔ نہیں میں بہت عاجزی سے کہتا ہوں کہ ذرا بجاؤ تو۔

گلڈنسٹرن :۔ حضور یقین فرمائیں کہ میں بانسری بجانا مطلق نہیں جانتا۔

ہیملٹ :۔ نہیں میں منت سے کہتا ہوں کہ ذرا اسے بجاؤ تو۔

گلڈنسٹرن :۔ حضور میں سچ عرض کرتا ہوں کہ بانسری بجانا مطلق نہیں جانتا۔

ہیملٹ :۔ اس کا بجانا تو اتنا آسان ہے جیسے جھوٹ بولنا۔ نے کے ان سوراخوں پر انگلیاں اور انگوٹھا رکھو۔ ایک سرے کو منہ میں لیکر پھونکو۔ پھر دیکھو کہ کیسی دلکش صدا اس سے نکلتی ہے۔ دیکھو یہ سوراخ یا پردے ہیں۔

گلڈنسٹرن :۔ حضور۔ مجھے مطلق واقفیت نہیں کہ کس راگ کے پیدا کرنے کے لئے کن پردوں پر انگلیاں دوڑانی پڑتی ہیں۔

ہیملٹ :۔ اچھا دیکھو۔ تم مجھے کسقدر نالائق سمجھتے ہو۔ تم مجھے بجانے کو تو تیار

ہو گئے۔ اور ظاہر کرنے لگے کہ مجھے بجانے کے لئے تو جن پردوں پر انگلیاں دوڑانی پڑتی ہیں وہ تمہیں معلوم ہیں۔ میرا راز دل تو نیچے سُروں سے لیکر اوپر کے سُروں تک مجھے بجا کر دریافت کرنا چاہتے ہو۔ اس تھوڑی سی عمر کے ساز ہستی میں لحنہائے خوش و نغمہ ہائے دلکش بکھرے پڑے ہیں۔ لیکن افسوس تم مجھے بجا کر انہیں نہیں سُن سکتے۔ بہ سوگند مسیح۔ کیا تم واقعی سمجھتے ہو کہ مجھے بجانا اس بانسری کے بجانے سے آسان ہے؟ جس ساز کا نام لیکر چاہو مجھے پکارو۔ تم مجھے غصّہ دلا سکتے ہو لیکن مجھے بانسری کی طرح بجا کر میرے دل کا حال معلوم نہیں کر سکتے۔

(پلونیوس اندر آتا ہے)

زندہ باش پلونیوس۔

پلونیوس:۔ ملکہ سلامت حضور کو یاد فرما رہی ہیں اور فوراً کچھ بات کرنا چاہتی ہیں۔

ہیملٹ:۔ اے وزیر باتدبیر۔ آپ ذرا آسمان کی طرف تو دیکھیں کیا وہ بادل بالکل اونٹ کی شکل نہیں ہے۔

پلونیوس:۔ واللہ! بالکل اونٹ معلوم ہوتا ہے۔

ہیملٹ:۔ نہیں میں سمجھتا ہوں کہ اسکی شکل بالکل نیولے کی سی ہے۔

پلونیوس:۔ حضور درست ہے۔ پیٹھ تو ایسی ہی اونچی ہے جیسے نیولا ہو۔

ہیملٹ:۔ نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شکل ویل مچھلی کی سی ہے۔

پلونیوس:۔ حضور بجا ہے۔ بالکل ویل مچھلی معلوم ہو رہا ہے۔

ہیملٹ:۔ تو پھر اچھا۔ دیکھا جائیگا۔ اماں کے پاس بھی کبھی آرہینگے۔ (علیحدہ کہتا ہے) یہ لوگ مجھے حد سے زیادہ احمق بنائے ہیں۔ (پلونیوس سے) کچھ جلدی نہیں ہے۔ میں اماں کے پاس کبھی نہ کبھی پہونچ رہونگا۔

پلونیوس:۔ تو حضور کیا میں جاکر ملکہ سلامت سے یہی عرض کر دوں؟

ہیملٹ:۔ اتنا کہنا کہ میں اماں کے پاس کبھی نہ کبھی پہونچ رہونگا۔ کونسی مشکل بات ہے۔ (پلونیوس چلا جاتا ہے) دوستو۔ اس وقت مجھے معاف کرو۔ میں تنہائی چاہتا ہوں (سوائے ہیملٹ کے سب چلے جاتے ہیں۔)

رات کا یہ وقت وہی ہے جو جادو اور سحر کرنے کے لئے ہمیشہ سے اچھا مانا گیا ہے۔ یہی وقت ہے کہ قبریں اپنا دہن کھول دیتی ہیں تاکہ روحیں نکل کر دُنیا میں گشت لگائیں۔ دوزخ سے دُنیا پر آفات نازل ہوں۔ تو کیا میں بھی اس وقت گرم جیتا خون پیئوں اور کوئی ایسا سخت کام کروں جسے دن بھی دیکھکر سہم جائے۔ لیکن خاموش۔ اس وقت مجھے اپنی ماں کے پاس جانا ہے۔ اے دل، ماں اور فرزند میں جو تعلق فطرت نے رکھا ہے اس سے نہ ہٹ جانا۔ بادشاہ نیرو جس نے اپنی ماں کو قتل کیا تھا اُس کی مثال کی پیروی نہ ہو۔ زبان سے البتہ جو جملے نکلیں گے وہ خنجر بُراں کا کام دینگے۔ زبان خنجر بنے گی مگر دل اور زبان مُنافق رہیں گے۔ دل گو زبان کی تائید کرتا معلوم ہوگا لیکن زبان جو کچھ کہے گی اس پر دل عمل نہ کرے گا۔

تیسرا منظر:۔ شاہی محل کا ایک کمرہ۔ بادشاہ۔ روزنکرانز اور گلڈنسٹرن اندر آتے ہیں۔

بادشاہ:۔ میں شہزادے کو اب پسند نہیں کرتا اور یہ بات کسی طرح ہماری سلامتی کے لئے مفید نہیں ہو سکتی کہ اُسے اس حالتِ دیوانگی میں یونہی آزاد رہنے دیا جائے۔ بس تیاری کرو۔ میں نیابت کے پروانے جو تمہیں انگلستان میں پیش کرنے ہونگے جلد تیار کر رہا ہوں۔ شہزادے ہیملٹ کو تمہارے ساتھ جانا ہوگا۔ جو منزلت اور مرتبہ ہمیں اس وقت حاصل ہے وہ اجازت نہیں دیتا کہ ہم ایک ایسے شخص کو جس کی دیوانگی سے ہر وقت خطرہ پیدا ہونے کا اندیشہ بڑھتا جاتا ہے، اپنے قریب رہنے دیں۔

گلڈنسٹرن:۔ ہم خود سفر کی تیاری جلد کر رہے ہیں۔ اگر مذہب کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو حضور کا یہ خوف بالکل بجا ہے۔ حضور کی سلامتی جان و مال پر ہزار ہا مخلوق کی جان و مال کی سلامتی کا انحصار ہے۔ پس حضور تا ابد شاد و آباد رہیں۔ ہر متنفس کو اپنی جان کی سلامتی کا خیال رہنا چاہیئے چہ جائیکہ بادشاہ جس کی سلامتی پر ہزار ہا کی سلامتی کا دار و مدار ہے۔ بادشاہ کا مرنا صرف بادشاہ کا مرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی موت مثل گرداب کے ہوتی ہے کہ آس پاس کی سب چیزیں اس میں آکر غرق ہو جاتی ہیں۔ بادشاہ کی موت اُس زبردست چکر کی مثل ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر قائم ہو اور اُس کے اڈوں میں ہزار ہا چھوٹی چھوٹی چیزیں لگی ہوں۔ جس وقت وہ چکر پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گریگا تو اُس کے گرنے کی مہیب اور دہشتناک آواز میں اُن چھوٹی چیزوں کے گرنے کی آوازیں بھی شامل ہونگی۔ بادشاہ کبھی تنہا رنج نہیں کرتا بلکہ اُس کا رنج اس کی تمام رعایا کا رنج و غم ہوتا ہے۔

بادشاہ:- اب تم دونوں بحری سفر کے لئے جلد تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم اِس وجہ خوف یعنی شہزادے کو جلد دُور کرنا چاہتے ہیں۔ اِس وقت تو وہ نہایت آزادی سے جہاں چاہتا ہے آوارہ پھرتا ہے۔

روزنکرانٹز
گلڈنسٹرن } حضور ہم نہایت تیزی سے سفر کی تیاری کرتے ہیں۔

(روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن باہر چلے جاتے ہیں۔)

(پلونیوس اندر آتا ہے)

پلونیوس:- جہاں پناہ۔ شہزادہ ہیملٹ اپنی والدہ کے کمرے میں اُن سے تنہا مُلاقات کرنے والے ہیں۔ حکم ہو تو پردے کے پیچھے چھُپ کر بیٹھ جاؤں۔ مجھے یقین ہے کہ ملکہ سلامت حضور کے فرمانے کے مطابق اپنے فرزند کی تنبیہ اچھی طرح کریں گی۔ لیکن ماں کا دل ہے ممکن ہے مہر مادری فرزند کا حامی اور طرفدار بنا دے۔ اِس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ماں بیٹے میں جو باتیں ہوں اُن کو کوئی دوسرا بھی سُنتا رہے۔ جہاں پناہ۔ فدوی رُخصت ہوتا ہے۔ اور حضور کے خوابگاہ میں تشریف لیجانے سے قبل جو کچھ مجھے علم ہوگا اُس سے مُطلع کرونگا۔

بادشاہ:- اے میرے وفادار وزیر میں تیرا نہایت شُکر گذار ہوں۔

(پلونیوس چلا جاتا ہے۔)

میرے گُناہوں کی عفونت آسمان تک پہونچی ہے۔ بھائی کا قتل تو ابتدائے آفرینش سے سخت گُناہوں میں شمار رہا ہے جس پر خُدا نے سب سے پہلے لعنت

کی ہے۔ اب کس منہ سے خدا سے دعا مانگوں۔ گو چاہتا ہوں کہ دعا میں خدا کے سامنے جھکوں۔ میرا گناہ ایسا سخت اور کریہہ ہے کہ دعا کے قصد پر بھی وہ غالب ہے۔ اور میرا خیال اس آدمی کی طرح ہے جسے دو باتیں کرنی ہیں مگر اس تذبذب میں کہ کونسی کرے اور کونسی نہ کرے ایک بات بھی عمل میں نہیں آتی۔ یہ ملعون ہاتھ بھائی کے خون میں آلودہ ہو کر زیادہ بھاری اور سیاہ ہو گیا ہے۔ کیا خدا کی رحمت و کرم میں اتنی قدرت نہیں ہو کہ اسکو دھو کر ہلکا اور اجلا مثل برف کے کردے۔ رحمتِ باری کا مقصد تو یہی ہو کہ وہ انسان کے گناہوں کو بخش دے۔ خدا کی عبادت کرنے کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جب انسان ارتکابِ گناہ کے قریب ہو تو اُسے روک دے اور اگر گناہ سرزد ہو چکا ہے تو اُسے بخش دے۔ بس مجھے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ جب گناہ کا مرتکب میں ہو چکا تو اُس کی رحمت کا طالب بھی ہو سکتا ہوں۔ لیکن خدا سے دعا کس شکل میں مانگوں۔ کیا یہ کہوں کہ بھائی کو قتل کیا ہے؟ اے خدا میرا گناہ معاف کر۔ یہ کیونکر ممکن ہے کیونکہ وہ چیزیں جن کے لئے خون کیا تھا میرے پاس موجود ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ خون کرنے سے جو چیزیں حاصل ہوئی ہوں وہ اپنے قبضے میں ہوں اور خدا گناہ معاف کر دے۔ دنیا کا حال تو ایسا خراب ہے کہ اگر کوئی مجرم زردار ہے تو وہ زر دیگر انصاف کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے۔ اور یہی ناجائز رقمیں قانون کو مجرم پر اپنا عمل نہیں کرنے دیتیں لیکن خدا کے دربار میں یہ حالت نہیں ہے۔ وہاں کوئی جرم بغیر سزا کے نہیں رہتا۔ انسان کے اصلی اعمال کو دیکھکر اُس کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے اور ہمارے

گُناہ سب ہمارے رُو برو آ کر ہمارے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ تو اب کیا کرنے کو باقی رہا؟ توبہ اور ندامت ظاہر کرنے سے اب کیا ہو سکتا ہے۔ توبہ اور ندامت وہ چیزیں ہیں کہ سب کچھ کر سکتی ہیں۔ لیکن اُس وقت وہ کیا کر سکتی ہیں جبکہ کوئی سچے دل سے توبہ نہ کر سکے۔ افسوس میری اس زبوں حالت پر۔ اے میرے قلب جو گُناہ کر کے موت سے بھی زیادہ سیاہ اور تاریک ہو گیا ہے۔ اور اے میری روح تُو ایک پرندے کی طرح لاسے میں آلودہ ہے جتنا تڑپتی ہے اور پھنستی چلی جاتی ہے۔ اس حال میں اے عرش کے فرشتو میری مدد کرو اور اے میرے سخت و کرخت گھٹنوں خُدا کے سامنے جُھکو۔ اور اے فولاد کی سی پتلی سخت رگوں جن میں دل آویزاں ہے ایسی نرم ہو جاؤ جیسے نوزائیدہ بچے کی رگیں اور اعصاب ہوتے ہیں۔ (بادشاہ جاتا ہے اور خدا کی جناب میں جُھکتا ہے)

(ہیملٹ اندر آتا ہے)

ہیملٹ:۔ بادشاہ اس وقت عبادت میں مصروف ہے۔ کیا اسی حال میں میں اُسے قتل کر دوں۔ اگر ایسا کیا تو وہ سیدھا بہشت میں داخل ہو گا۔ تو کیا اس میں میرا انتقام پُورا ہو جائیگا۔ ذرا غور کر لوں، ایک شیطان خبیث نے میرے باپ کا خُون کیا۔ اس خُون کے بدلے میں نے جو اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اس خونی خبیث کو جنت میں بھیج دیا۔ یہ تو انتقام نہیں ہوا بلکہ اس خونی بادشاہ سے مجھے انعام کا مستحق بناتا ہے۔ اُس نے میرے باپ کو ایسی حالت میں جان سے مارا تھا کہ وہ دُنیا کی مکروہات میں مبتلا تھا، روٹی پیٹ بھر کر کھا چکا تھا۔ اس کے گُناہ اُس وقت اتنے تھے جیسے پھولوں کے موسم میں پھُول کھلتے ہوں۔ اب اُس کی

روحانی کیفیت کیا ہے اُس کا حال خُدا ہی کو معلوم ہے۔ لیکن جہاں تک میرا خیال جاتا ہے اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ تو کیا میں اپنے باپ کے قاتل سے انتقام ایسے وقت میں لوں جبکہ وہ قاتل خُدا کے سامنے عبادت اور دُعا میں جُھکا ہو۔ اور خُدا کے سامنے گڑگڑاتا ہو کہ اُس کے قلب کو ارتکابِ گُناہ کے عذاب سے پاک کر دے۔ کیا اسکو ایسے وقت میں ایک زندگی سے دوسری زندگی کی راہ بتانے میں اپنے باپ کے خُون کا بدلہ واقعی نکال سکتا ہوں۔ نہیں، ہرگز نہیں، اے تلوار اپنے نیام میں جا۔ اور کسی اور پُرخوف و خطر موقع کی منتظر ہو۔ یعنی کسی ایسے موقع کی جبکہ یہ بادشاہ شراب پیئے سوتا ہو۔ یا حالتِ قہر و غضب میں ہو۔ یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو جس میں نجاتِ آخروی کی مطلق اُمید نہ ہو۔ اُس وقت اچانک اُس کا گلا کاٹ تاکہ موت کے کرب میں ایسا ایسا تڑپے اور کُودے کہ آسمان تک اُس کے پاؤں لگیں۔ اور اس کی روح پر خُدا کا غضب نازل ہو۔ اور دوزخ کی صورت سیاہ اور تاریک ہو کر وہ جہنّم واصل ہو۔ ..... میری ماں اس وقت میرا انتظار کرتی ہو گی۔ لیکن اس وقت ماں سے مُلاقات میں دیر کرنی مثل دوا کے ہو۔ جو مریض کو اس غرض سے دیتے ہیں کہ دُنیا سے رُخصت ہونے سے پہلے کچھ دن اور بیمار رہ لے۔

بادشاہ :- خُدا سے دُعا مانگ رہا ہوں۔ لیکن دُعا کے الفاظ اُوپر جاتے ہیں اور اُن کا مُدعا نیچے ہی رہتا ہے۔ دُعا کے الفاظ اگر تو مرا خیال خُدا کی طرف رجوع نہ ہو کبھی خدا تک نہیں پہونچتے۔

چوتھا منظر:- ملکہ کی خلوت گاہ۔ ملکہ اور پلونیوس اندر آتے ہیں۔

پلونیوس :- حضور شہزادہ ابھی آتا ہی- حضور اچھی طرح اُسکی تادیب کردیں اور فرمائیں کہ تمہاری نازیبا حرکتیں اتنی بڑھی ہیں کہ اب اُن کی تاب کسی کو نہیں رہی اور یہ کہ حضور نے جہاں تک ممکن تھا شہزادے کی حمایت کی اور بادشاہ کے عتاب و غضب سے اُسے بچاتی رہیں۔ میں یہاں چُھپ بیٹھتا ہوں۔ جو بات ہے اُس سے صاف صاف کہیے۔

ہیملٹ :- (اندر سے پکارتا ہوا آتا ہے) اماں - اماں - اماں اماں آپ کیسی ہیں؟

ملکہ :- ہیملٹ تو نے اپنے باپ کو بہت ہی خفا کر دیا۔

ہیملٹ :- اماں آپ نے میرے باپ کو بہت ہی خفا کر دیا۔

ملکہ :- بس بس۔ اپنی یاوہ گو زبان سے گستاخانہ جواب نہ دے۔

ہیملٹ :- جاؤ جاؤ۔ تم اپنی خبیث زبان سے فضول سوال نہ کرو۔

ملکہ :- ہیملٹ بیٹا۔ یہ تیرا کیا حال ہے؟

ہیملٹ :- کیوں اماں۔ حال کیا ہے؟

ملکہ :- بیٹا کیا تو مجھے بھول گیا؟

ہیملٹ :- نہیں۔ صلیب مقدس کی قسم۔ ایسا نہیں ہو۔ آپ ملکہ ہیں یعنی اپنے متوفی شوہر کے بھائی کی بیوی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آپ میری ماں ہوتیں۔

ملکہ :- اگر میرے کہنے کا اثر نہیں تو پھر میں اُن کو بلاتی ہوں جو تجھ سے بات کر سکیں۔

ہیملٹ :- نہیں آپ اُس وقت تک یہاں سے نہیں ہل سکتیں جب تک کہ میں آپکو ایک ایسا آئینہ پیش نہ کردوں جس میں آپ اپنے دل کا اصلی حال دیکھ لیں۔

ملکہ:- تُو کیا کریگا۔ کیا مجھے جان سے مارنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ لوگو۔ مدد کرو۔ مدد کرو۔

پلونیوس:- (پردے کے پیچھے سے چلاّتا ہی) لوگو دوڑو بچاؤ۔ بچاؤ۔

ہیملٹ:- (سیف نیام سے نکالتا ہی) ارے چوہا۔ چوہا۔ ایک ایک اشرفی شرط سہی کہ میں نے اُس چوہے کو مار لیا۔ (پردے کے پیچھے سیف کا ایک ٹھو کا دیتا ہی)

پلونیوس:- (پردے کے پیچھے سے) ارے مار ڈالا۔

(پلونیوس فرش پر گرتا ہی اور مر جاتا ہی)

ملکہ:- ارے کمبخت تُو نے یہ کیا کیا؟

ہیملٹ:- مجھے نہیں معلوم کیا تھا۔ کیا وہ بادشاہ سلامت تھے؟

ملکہ:- تُو نے غصّے کے جنُون میں کیسا خُون کر دیا۔

ہیملٹ:- خُون۔ اچھی امّاں۔ یہ خون تو اتنا ہی بُرا ہے جیسے کہ ایک بادشاہ کو مار کر اُس کے بھائی سے عقد کرنا۔

ملکہ:- بادشاہ کو مار کر۔

ہیملٹ:- ہاں امّاں۔ میں نے یہی کہا ہے۔ (پردہ اُٹھا کر پلونیوس کے مُردے کو دیکھکر کہتا ہی) ارے بدبخت، ہرجائی، احمق۔ جا خدا کو سونپا۔ میں سمجھا تھا کہ تجھ سے بھی بڑا آدمی پردے کے پیچھے ہی۔ اب تیری سمجھ میں آیا کہ ہر بات میں دخل دینا کیسا خطرناک ہوتا ہی۔ امّاں، اب ہاتھ پٹخنے اور ملنے سے کیا ہوتا ہے بیٹھ جائیے تاکہ میں آپ کا دل ہلا دوں۔ اب میرا صرف اتنا ہی کام ہے۔ اگر آپ کے دل میں کچھ گداز باقی ہے اور معصیت کی عادت نے اُسے بالکل پتھر نہیں کر دیا کہ عقل و ہوش کی ضربوں کی اُسے مطلق پروا نہ ہو تو سُنئے۔

ملکہ :- مجھ سے کونسا قصور ہوا ہے جو تو اس طرح چیخ چیخ کر میرے ساتھ گستاخانہ گفتگو کرتا ہی؟

ہیملٹ :- آپ نے وہ کام کیا ہے جو فطرتِ نیک سے ایمان وحیا کو خارج کر دیتا ہے، جو نیکی کو دغا اور منافقت بناتا ہی- جو عشقِ معصوم کی حسین پیشانی سے پھول اُتار کر وہاں آبلہ پیدا کرتا ہے اور شادی کے وقت جو قول وقرار کئے گئے تھے انکو ایک جُواری کی جھوٹی قسمیں ٹھیراتا ہے- آپکا کام تو ایسا ہے کہ ہنگامِ عقد جو وعدے اور قسمیں ہوئی تھیں اُنکو عزت و حُرمت سے محروم کر دیتا ہی- جسنے مذہب کو ایک بے معنی مجموعہ الفاظ کا بنا دیا- شرم وغیرت سے فرشتوں کے چہرے بھی عرش پر سُرخ ہو گئے اور اُس خاک نے بھی جس سے یہ زمین بنی ہے اپنی صورت ایسی اُداس بنالی کہ گویا یومِ جزا نزدیک ہے اور آپ کے گُناہ کی سزا دیکھنی ہی-

ملکہ :- ارے غضب- خُدا جانے وہ کہنے کی بات کس بلا کی ہوگی جس کی تمہید ایسے شدومد اور بادل کی گرج کے ساتھ اٹھائی جارہی ہی-

ہیملٹ :- ذرا اس طرف نظر اُٹھا کر اس تصویر کو ملاحظہ کیجئے- اِس میں دونوں بھائیوں کی صحیح شبیہہ موجود ہی- اس شبیہہ کو دیکھیے کہ پیشانی پر کیسی شرافت برستی ہی- کاکل خُدائے شمس کے بل کھائے ہوئے شُعلے معلوم ہوتے ہیں سینہ جو پیٹر کے سینے سے مُشابہ ہے اور چہرے پر حکومت اور کارفرمائی کی وہ شان ہے جو خُدائے جنگ کے چہرے پر نظر آتی تھی- قیام کا انداز خُداؤں کے قاصد مریخ کا سا ہے کہ گویا ابھی آسمان سے پرواز کرتا ہوا پہاڑ کی چوٹی پر اُترا ہے-

یہ شبیہ اُن مردانہ اوصاف اور خوبیوں کا مجموعہ ہو جس میں آسمان کے ہر خُدا نے اپنی طرف سے خاص طور پر حُسن و زیبائی اضافہ کی ہے تاکہ دُنیا دیکھے اور سمجھے کہ ہاں انسانِ کامل اِسے کہتے ہیں۔ اچھا۔ یہ تو آپکے پہلے شوہر تھے۔ اب آپ اپنے موجودہ شوہر کو ملاحظہ فرمائیں۔ کھیت میں گیہوں کی ایک سڑی بال پاس کی صحیح و تندرست بال کو اپنے اثر سے سڑا دیتی ہے۔ اِسی طرح ایک نالائق بھائی نے اپنے لائق بھائی کو ہلاک کر دیا۔ اگر آنکھیں تھیں تو کیونکر ممکن ہوا کہ اِس بلند اور پُر فضا مرغزار کو چھوڑ کر کیچڑ اور دلدل کو اپنے لئے چراگاہ بنایا اور وہاں کی ناپاک چری کو چر کر اپنے تئیں فربہ بنانا چاہا۔ اگر آنکھیں تھیں تو اُسکو عشق نہیں کہا جاسکتا تھا کیونکہ اب آپ کی عمر اتنی ہے کہ جوانی کے خُون کی حدّت اُس میں باقی نہیں ہے۔ اب آپکا خُون سرد ہے اور عقل کی رہنمائی کا منتظر۔ ہائے وہ عقل بھی کیسی تھی جسنے گرا کر کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔ اتنی سمجھ تو آپ میں تھی ورنہ حس و حرکت معدوم ہو جاتی۔ لیکن وہ سمجھ فی الواقع مفلوج ہو گئی تھی۔ جنون اور دیوانگی بھی کبھی ایسی غلطی میں نہ پڑتے اور حواس بھی لذائذِ نفس کے اس درجہ غلام نہ بنتے کہ انتخاب کی ان کو مطلق تمیز نہ رہتی۔ وہ کون شیطان تھا۔ جسنے دہوکا دے کر آپکو ایسے اندھے انتخاب پر مجبور کیا۔ اگر آنکھیں ہوتیں اور لامسہ نہ ہوتی، اگر لامسہ ہوتی اور بصارت نہ ہوتی۔ اگر کان ہوتے ہاتھ اور آنکھیں نہ ہوتیں۔ اگر شامّہ ہوتی اور باقی کُل حواس معطّل ہو چکے ہوتے تب بھی ان حواسوں میں سے کوئی کمزور سے کمزور حصّہ بھی کسی حس کا باقی ہوتا تو آپ ایسی احمقانہ حرکت نہ کرتیں۔ اے عزّت و شرم

تیرے چہرے کا خون کیا ہوا۔ اگر دوزخ اپنی آنچ تیز کر کے ایک ادھیڑ عمر کی عورت میں ایسے سرکشانہ جذبات کو ہیجان میں لا سکتی ہے تو پھر جوانی کا تو کیا پوچھنا ہے۔ وہ تو نیکی کو موم سمجھکر اپنی ہی گرمی سے اُسے پانی کر سکتی ہے۔ اس حالت کو شرمناک نہ کہو جبکہ نفس کی مجبوریاں برابر گناہوں کی ترغیب دیتی ہوں۔ یہاں تو بڑھاپے کا سرد اور جما ہوا خون جلتا نظر آتا ہو۔ اور عقل جو ادادوے کو روک سکتی ہے شوقِ معصیت میں دلالی کرتی ہے۔

ملکہ:۔ ہیملٹ بس اب زیادہ نہ کہہ۔ تو نے میری نظر کو میرے قلب کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ اور میں دیکھتی ہوں کہ اس میں بہت سیاہ داغ اور دھبے ہیں۔ جس کی سیاہی کبھی دُور نہیں ہو سکتی۔ تیری باتیں چھریوں اور خنجروں کی طرح میرے کانوں کے پار ہوئی جاتی ہیں۔ پیارے فرزند اب زیادہ اس بارے میں نہ کہہ۔

ہیملٹ:۔ وہ قاتل ہے اور خبیث ہے۔ وہ ایسا غلام ہے جس کی قیمت تمہارے پہلے شوہر کے مقابلے میں دسویں حصہ کا بیسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ وہ ایک کریہہ اور بدنما نقل بادشاہوں کی ہے۔ وہ چور ہے اسارق ہے جسنے ایک سلطنت سرقہ کر کے اُس پر حکومت شروع کر دی اور اس مملکتِ عظمیٰ کو اُٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا جیسے کوئی الماری پر سے اُچک کر کوئی چیز اپنی جیب میں رکھ لے۔

ملکہ:۔ بس اب آگے کچھ نہ کہو۔

ہیملٹ:۔ وہ اصلی بادشاہ نہیں ہے بلکہ میلے کچیلے چیتھڑوں اور پھٹے پرانے

کپڑوں کا بنا ہوا ایک گڈا ہے۔

(روح اندر آتی ہے)

اے روح میری محافظ بن۔ اور اپنے پروں سے ہوا میں مجھ پر چھائی رہ۔ اے آسمان کے محافظو۔ اے روح محترم تو کیا چاہتی ہے؟

ملکہ :۔ ہائے افسوس۔ یہ تو بالکل دیوانہ ہو گیا۔

ہیملٹ :۔ اے روح۔ کیا تیرے اس وقت آنے کی وجہ یہ ہے کہ اپنے کاہل اور سست فرزند کو اس کی کاہلی پر زجر و توبیخ کرے؟ زمانہ دراز گزر جانے سے اُس کے جوش میں کمی ہو گئی ہے اور تیرے حکم کی بجاآوری میں تاخیر و تساہل ظاہر ہو رہا ہے۔ اے روح مجھے بتا کہ تو کیا کہنے آئی ہے؟

روح :۔ ہیملٹ فراموش نہ کر۔ میرا اس وقت یہاں آنا اس غرض سے ہے کہ تیرے عزم و ارادے کو جو کند ہو گیا ہے تیز کروں۔ لیکن دیکھ تیری ماں پر کیسی عجیب حیرانی طاری ہو رہی ہے۔ اے فرزند، اپنی ماں کو اُن خطرناک خیالات سے جو اس وقت اُس کے دل میں ہیں نجات دے۔ کیونکہ کمزور جسم میں خیال اور تصور بہت قوت سے اثر کرتا ہے۔ ہیملٹ، اپنی ماں سے بات کر۔

ہیملٹ :۔ اماں۔ آپ کا مزاج کیسا ہے؟

ملکہ :۔ میرا حال تو جو کچھ ہو تو اپنا حال تو دیکھ کہ تو نظریں اونچی کئے خالی کھلی ہوا کو دیکھتا ہے اور اس سے باتیں بھی کرتا ہے۔ تیری آنکھوں میں سے تیری روح خوفزدہ ہو کر جھانکتی معلوم ہو رہی ہے، اور تیرے سر کے بال جن کی پٹیاں جمی تھیں اس طرح کھڑے ہیں جیسے سوتے سپاہی خطرے کی اطلاع

سُنتے ہی مُردے سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ اے پیارے فرزند اپنے قہر و غضب کے ان شعلوں کو صبر و شکیب کے چھینٹوں سے ٹھنڈا کر۔ تو کہاں اور کس چیز کو دیکھتا ہے؟

ہیملٹ :۔ میں تو اسے دیکھتا ہوں۔ نہیں اُسے۔ کیا آپ نہیں دیکھتیں کہ اس کی صورت کیسی زرد ہو رہی ہے۔ اور اِدھر کسقدر غور سے دیکھ رہا ہے۔ اُس کی یہ واجب الرحم صورت اور مظلومانہ فریاد دونوں ملکر ایسی ہیں کہ اگر بےحس پتھروں سے بھی خطاب کریں تو وہ جنبش میں آجائیں۔ اے رُوح، میری طرف ایسی عاجزی کی نظروں سے نہ دیکھ، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو دُشوار کام مجھے کرنا ہے اُس کا رنگ انتقام مٹ جائے اور بجائے خُون بہانے کے میں آنسو بہاکر رہ جاؤں۔

ملکہ :۔ بیٹا، یہ تو کس سے باتیں کرتا ہے؟

ہیملٹ :۔ اماں۔ کیا آپ سامنے کچھ نہیں دیکھتیں؟

ملکہ :۔ میں تو کچھ نہیں دیکھتی۔ حالانکہ جتنی چیزیں ہیں سبکو دیکھ رہی ہوں۔

ہیملٹ :۔ تو کیا آپنے کچھ سُنا بھی نہیں؟

ملکہ :۔ سوائے اپنی اور تیری باتوں کے اور کچھ نہیں سُنا۔

ہیملٹ :۔ نہیں۔ اب ذرا ادھر تو دیکھیں۔ دیکھیے وہ چُپکے چُپکے کھسکی۔ یہ میرے باپ کی روح ہے اور وہی لباس پہنے ہے جو وہ زندگی میں پہنا کرتے تھے۔ دیکھیے وہ چلی۔ ابھی تک دروازے میں ہے۔

(رُوح چلی جاتی ہے)

ملکہ :۔ بیٹا۔ یہ سب باتیں تیرے دماغ نے پیدا کی ہیں۔ دیوانگی میں ایسی ہوائی

صورتیں اکثر دکھائی دیا کرتی ہیں۔

ہیملٹ :- نہیں اماں، میں دیوانہ نہیں ہوں۔ میری نبض ایسے ہی اعتدال کے ساتھ چل رہی ہے جیسے کہ آپکی نبض، اور اس کی ضربوں سے وہی صحت جسمانی ثابت ہے جو آپکی نبض سے ہے۔ جو باتیں اس وقت میں نے کہی ہیں وہ دیوانگی کی نہیں ہیں، چاہے اسکو آپ آزما کر دیکھ لیں۔ اور جو بات جن الفاظ میں کہی ہے اس کا اعادہ کرسکتا ہوں۔ دیوانگی یا جنون میں جو بات جس طرح پہلے کہی جاتی ہے دیوانہ اُسکو اُسی طرح دوہرا نہیں سکتا۔ اماں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ یہ خیال کرکے دل کو تسکین نہ دے لیں کہ واقعی آپ اپنے گناہوں کا حال نہیں سُن رہی ہیں بلکہ محض میری حالت دیوانگی کی گفتگو سُنتی ہیں۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو سمجھ لیجیے کہ ایک نہایت گندے زخم پر ایک جھلّی سی آجائیگی۔ آپ سمجھیں گی کہ زخم مُندمل ہونے کو ہے مگر فی الواقع فاسد مادّہ اندر ہی اندر پھیل کر اپنا زہر پھیلاتا رہے گا۔ خُدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کیجئے اور جتنے گناہ پہلے کئے ہیں اُن سے توبہ کیجئے، اور یہ کہ آیندہ گناہوں سے پرہیز کریں گی۔ لیکن محض اتنا کہہ کر اپنے گناہوں کے بارے میں دل کو تسکین نہ دے لو کیونکہ اس سے گُناہ بد سے بدتر ہوتے چلے جائیں گے۔ مجھے معاف کیجئے کہ میں اِس طرح خود آپکے فائدے کے لئے آپکو نصیحتیں کرتا ہوں۔ زمانے کی حالت ایسی خراب ہی کہ خود نیکی کو بدی کے سامنے خواستگار معافی ہونا پڑتا ہے، اور میں ادب سے جُھک کر عرض کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنی اصلاح کرے۔

ملکہ :- ہیملٹ - تو نے میرے دل کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

ہیملٹ :- تو پھر اماں بُرا ٹکڑا پھینک دو اور اچھا ٹکڑا اپنے پاس رکھکر زیادہ پاک زندگی بسر کرو۔ اچھا رخصت، چچا کے بستر پر اب نہ جانا۔ اگر دل میں نیکی نہیں ہے تو خدا کیلئے ظاہر ہی میں نیکی اختیار کر لو۔ گناہ کی عادت ایک بھوت ہے جو تمام نیک خیالات کو غارت کر دیتا ہے، بُری عادتیں شیطان کے مثل ہوتی ہیں۔ لیکن عادت میں ایک خصلت فرشتوں کی بھی پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ اگر کوئی آدمی اچھے اور نیک کام کرنے کی عادت ڈال لے تو پھر وہ واقعی نیک اور اچھا ہو جاتا ہے، عادت تو وہ قوت ہو کہ انسان کی اصلی فطرت کو بدل سکتی ہے، یا تو وہ شیطان پر غالب آجاتی ہے یا اُسکو اپنی زبردست قوت سے قلب سے بالکل نکال دیتی ہے۔ اچھا اب ایک مرتبہ پھر آپ سے رُخصت چاہتا ہوں۔ اگر آپ کی طبیعت اس طرف مائل ہو کہ خدا کے سامنے جھک کر اُس کی رحمت کی طالب ہوں تو اماں میں بھی ادب سے جھک کر ماں کی زبان سے وہ دُعائیں سُننی چاہتا ہوں جو ماں بیٹے کو دیا کرتی ہے۔ رہا یہ وزیر پلونیوس تو اس کے مارے جانے پر میں سخت نادم ہوں لیکن مشیت سے کس کو چارہ ہے۔ اُس کی مرضی یہی تھی کہ ہمکو اس طرح سزا دے کہ میں اُسکے قتل کا مُرتکب ہوں اور اُسکو اس طرح سزا ملے کہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائے اور اس طرح میں خُدا کا تازیانہ اور انتقام کا لینے والا ہوں۔ اس وقت میں اُس کی لاش کو یہاں چھپائے دیتا ہوں، پھر اُس کے قتل کا پورا جواب دہ ہو سکتا ہوں، اب میں پھر رُخصت چاہتا ہوں۔ میرے یہ جگر شق کرنیوالے

الفاظ فی الحقیقت ایک قسم کی مہربانی ہیں (تاکہ آپ گناہ سے توبہ کریں) ایک خون تو ہوچکا اب اُس سے بھی بدتر خون کرنا باقی ہی۔ ملکہ سلامت، حضور سے صرف ایک بات اور عرض کرنی ہے۔

ملکہ :- بیٹا میں کیا کروں۔

ہیملٹ :- جو باتیں آپ کے نہیں کرنے کی ہیں وہ بتائے دیتا ہوں۔ اگر یہ بدکار بادشاہ آپ سے ہمکنار ہونا چاہے تو آپ اُسے ہمکنار نہ ہونے دیں، اگر وہ لُطف میں آکر آپ کے رُخسار کو چھُوئے تو اُسے نہ چھُونے دیں۔ اگر پیار میں حقارت کے جُملے وہ آپکی نسبت کہے تو آپ اُنہیں نہ سُنیں۔ اور نہ اِس وقت کی سب باتیں اُس سے کہیں اور نہ یہ کہیں کہ میں واقعی دیوانہ نہیں ہوں بلکہ کسی مطلب کے لیئے دیوانہ بنا ہوں۔ اگر آپ نے یہ کُل باتیں کہدیں تو واللہ آپ کے لیئے خوب ہی ہوگا کیونکہ ایک حسین عاقل اور ہوشمند ملکہ اپنی بیش بہا چیزیں ایک لُچے بدمعاش موری کے مینڈک، منحوس چمگادڑ اور آوارہ بلے سے چھپا نہیں سکتی ہے۔ کون ہے جو ایسا نہ کرے گا؟ اگر آپ کو معمولی عقل اور رازداری سے نفرت ہی تو ان باتوں کو کہدینے میں آپ کی وہی حقیقت ہوگی جو اُس بندر کی ہوئی تھی کہ جس نے گھر کی چھت پر کبوتروں کا پنجرہ کھُول کر کبوتر اُڑادیئے اور خود خالی پنجرے میں بیٹھ نیچے گر کر اپنی گردن توڑ لی۔

ملکہ :- بیٹا سُن لے کہ اگر الفاظ تنفّس کے ذریعہ ادا ہوتے ہیں اور جان کا حصر تنفّس پر ہے تو مجھ میں اتنی جان نہیں کہ تیری یہ باتیں میں کسی دوسرے

سے کہوں۔

ہیملٹ :۔ مجھے انگلستان جانا ہی۔ اسکا علم تو آپکو ہوگا؟

ملکہ :۔ ہاں، میں تو یہ کہنا بھول ہی گئی کہ تمہارے انگلستان بھیجنے کا فیصلہ ہوا ہی۔

ہیملٹ :۔ اس مضمون کے خطوط تیار ہو چکے ہیں اور اُن پر بادشاہ کی مُہر بھی ہو چکی ہے اور میرے دو ہم مکتب جن کی معرفت خطوط بھیجے جا رہے ہیں وہ میرے لئے راستہ صاف کرکے میری رہبری کرینگے۔ میں اپنے اِن دونوں مکتب کے یاروں کا اعتبار اتنا ہی کرونگا جیسے کوئی سانپ کے دانتوں کا کرے جن کے نیچے زہر کے چھالے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں میرے ساتھ اس غرض سے ہونگے کہ بادشاہ اگر میرے حق میں کوئی دغا و فریب کرے تو وہ اسکی تعمیل کریں۔ بس اِس شیطان بادشاہ کی چالوں کو چلنے دینا چاہیئے۔ واہ کیا خوب تماشا ہوگا جبکہ سُرنگ لگانے والا اپنی ہی لگائی سُرنگ سے خود اُڑ جائے۔ واللہ کیسی مشکل بنے گی جب میں اُن کی سُرنگ سے ایک گز نیچے اپنی سُرنگ لگاؤنگا اور اُس کے داغتے ہی دشمن کے پرخچے آسمان تک اُڑتے نظر آئیں گے۔ واہ کیا خوب ہوتا ہو جبکہ دو مُخالف اور زبردست چالیں ایک دوسرے سے مُقابل ہوتی ہیں۔ یہ چچا جان تو مجھے چالبازی میں اُستاد بنا دینگے۔ اب میں اس لاش کو گھسیٹ کر باہر کے کمرے میں ڈالے دیتا ہوں۔ اماں خُدا حافظ۔ حقیقت میں بادشاہ کا یہ دانشمند وزیر با تدبیر جو زندگی میں ایک فضول گو احمق اور چالاک مُشیر تھا اب مر کر نہایت ہی خاموش رازدار رہا ہی۔ آیئے جناب والا آپ کو گھسیٹ کر اس مضمون کا خاتمہ کردوں۔

(سب چلے جاتے ہیں۔ ہیملٹ پلونیوس کی لاش کو گھسیٹتا ہوا اسٹیج پر سے چلا جاتا ہی)

٭ ٭ ٭

جزو رابع

پہلا منظر:۔ شاہی محل کا ایک کمرہ۔ بادشاہ، ملکہ، روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن داخل ہوتے ہیں۔

بادشاہ:۔ ملکہ پیاری۔ یہ تمہاری آہیں اور ٹھنڈے ٹھنڈے سانس یونہی نہیں ہیں۔ کوئی بات ضرور ہوئی ہے۔ بتاؤ تو کیا ہے۔ کچھ سمجھ میں تو آئے۔

ملکہ:۔ (روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن سے کہتی ہے) میں اس وقت تنہائی چاہتی ہوں آپ دونوں صاحب کچھ دیر کو باہر تشریف رکھیں۔

(روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن باہر چلے جاتے ہیں)

بادشاہ:۔ گرٹروڈ تم نے ہیملٹ سے کیا باتیں کیں۔ اب اُسکا کیا حال ہے؟

ملکہ:۔ بادشاہ سلامت کیا بتاؤں کہ آج شب کو میں نے کیا دیکھا۔ ہیملٹ کی دیوانگی اور جنون کی تو یہ کیفیت ہے جیسے سمندر کی موجیں اور آسمان کی تیز و تند ہوائیں یہ بتانے کو اُن میں کون قوی تر ہے آپس میں لڑیں۔ جنون کا دورہ اُسپر ایسا سخت پڑا کہ کمرے میں پردے کے پیچھے کسی چیز کی آہٹ پا کر تلوار نیام...

سے تلوار نکال لی اور یہ کہہ کر کہ "چوہا چوہا" اُس دماغی وحشت میں بے دیکھے بھالے اُس نیک وشریف بڈھے یعنی پلونیوس کو قتل کر دیا۔

بادشاہ:۔ ارے یہ کیسا غضب ہوا۔ اگر ہم اُس وقت وہاں ہوتے تو ہمارا بھی یہی حال ہوتا۔ ہیملٹ کی یہ آزادی سب کیلئے خطرناک ہو۔ خود تمہارے لئے ہمارے لئے اُس کے اس طرح آزاد پھرنے سے خطرہ ہے۔ افسوس۔ اس خون کا جواب کیوں کر دیا جائیگا۔ سارا الزام ہم پر عائد ہوگا کہ کیوں ایسے دیوانے کی نقل و حرکت پر قابو رکھنے کیلئے پورا بندوبست نہیں کیا۔ اور کیوں ایسے مقامات پر جہاں مجمع عام ہوتا ہو اُسے جانے دیا۔ لیکن ہمیں اُس کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ کچھ پس و پیش نہ سوچ سکے اور اس بارے میں کوئی تدارک نہ کیا۔ اور جیسے کوئی ایک غلیظ بیماری کو دوسروں سے چھپانے میں بیماری کو بڑھا لیتا ہے یہی حال ہمارا ہوا۔ اس بیماری کو چھپانے میں مرض کو اتنا بڑھایا کہ جان خطرے میں پڑ گئی، وہ گیا کہاں ہے؟

ملکہ:۔ پلونیوس جس کا خون کیا ہے اُس کی لاش کو چھپانے گیا ہو۔ گو خون کیا ہے مگر اس حال میں بھی اُسکا جنون ادنیٰ معدنیات میں خالص سونے کی طرح دمک رہا ہے اور جو حرکت اُس سے ہو گئی ہے اُسپر روتا ہو۔

بادشاہ:۔ گلڈنسٹرن! اب یہاں سے چلو۔ کل صبح ہی آفتاب کی کرنیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر چمکنے نہ پائینگی کہ ہم ہیملٹ کو جہاز پر سوار کر کے یہاں سے روانہ کر دینگے۔ اور اُس کی نالائق حرکت کی صفائی کے بارے میں ہم اپنی دانشمندی اور دبدبۂ شاہی سے کام لیکر غور کرینگے۔ گلڈنسٹرن!

(گلڈنسٹرن اور روزنکرانٹز پھر کمرے میں آتے ہیں)

تم دونوں ہمارے سچے وفادار و جاں نثار ہو جاؤ اور کچھ اور لوگوں کو بھی ساتھ لو۔ ہیملٹ نے حالتِ جنون میں پلونیوس کو قتل کر دیا ہے اور اُس کی لاش کو اپنی ماں کے کمرے سے گھسیٹتا ہوا کہیں لے گیا ہے۔ تم جاؤ اور اُسے تلاش کرو۔ بات چیت اُس سے نرمی سے کرنا اور لاش کو لیکر گرجا میں جلد آجاؤ۔

(روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن چلے جاتے ہیں)

ہم اپنے دانا اور عاقل ترین مشیروں کو بلا کر اُن سے یہ واقعہ کہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے قصد کیا ہے وہ بھی اُن کے سامنے بیان کرینگے۔ اور جس طرح یہ خون بد قسمتی سے ہوا ہے اُس کا حال بھی کہیں گے۔ ممکن ہے کہ تہمت اور بہتان نے اپنی سرگوشیاں دُنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس طرح پہونچائیں ہوں جیسے توپ اپنے زہریلے گولے کو نشان پر پہونچاتی ہے۔ بس ہماری کوشش ہوگی کہ تہمت اور بہتان ہمارے نام کو اپنا ہدف نہ بنائیں، اور اُن کے تیر خالی خُولی ہوا میں پہونچکر بے اثر ہو جائیں۔ ملکہ چلو۔ اس وقت میرے دل میں خوف اور پریشانی بہت ہے۔

دوسرا منظر:۔ شاہی قصر کا دوسرا کمرہ۔

(ہیملٹ اندر آتا ہے)

ہیملٹ:۔ لاش کو میں نے خوب چھُپا دیا ہے۔

روزنکرانٹز اور گلڈنسٹرن:۔ (اندر سے پکارتے ہیں) شہزادہ ہیملٹ! حضور ہیملٹ!

ہیملٹ :- لیکن سنو۔ یہ آواز کیسی ہے ہیملٹ کو کون پکارتا ہے؟ اچھا پکارنے والے سامنے ہی آ گئے۔

(روزنکرانز اور گلڈنسٹرن آتے ہیں)

روزنکرانز :- حضور نے لاش کیا کی؟

ہیملٹ :- خاک کو خاک میں ملا دیا۔ جس کی وہ جنس تھی۔

روزنکرانز :- مگر آخر بتائیے تو وہ ہے کہاں تاکہ ہم اسے اٹھا کر گرجا میں پہونچائیں۔

ہیملٹ :- ہرگز یقین نہ کرو۔

روزنکرانز :- کس بات کا یقین؟

ہیملٹ :- کہ میں تمہاری رائے مانونگا اور اپنی رائے پر نہ چلونگا۔ علاوہ اس کے اگر کوئی اسفنج مجھ سے کچھ سوال کریگا تو میں اُسے جواب دینا اپنا فرض نہ سمجھونگا۔ بادشاہ کا فرزند ہو کر میں ایک اسفنج کو کیا جواب دے سکتا ہوں۔

روزنکرانز :- کیا حضور مجھے اسفنج سمجھتے ہیں؟

ہیملٹ :- ہاں ضرور ضرور میں تمہیں ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ جو بادشاہ کی عنایات حکم و احکام انعام و اکرام کو اسی طرح اپنے میں جذب کر لیتے ہیں جیسے اسفنج پانی کو چوس لیتا ہے۔ اس قسم کی خدمات بادشاہ ہی کو آخر میں فائدہ پہونچاتی ہیں۔ تم جیسے خدمت گزاروں کو بادشاہ بندر کی مثل اپنے کلے میں ایک طرف اخروٹ کی طرح رکھ لیتا ہے۔ پہلے منہ میں رکھتا ہے پھر حلق میں اتار لیتا ہے۔ تمہاری جاسوسی سے جو کچھ معلوم کرنا ہو معلوم کر لیتا ہے۔ پھر کچھ مطلب تم سے نہیں رکھتا اور جب وہ تمہیں دبا کر سب کچھ نکال لیتا ہے تو پھر تم خشک ہو جاتے ہو۔

روزنکرانٹز :- میں حضور کا مطلب نہیں سمجھا۔

ہیملٹ :- یہ سُنکر مجھے خوشی ہوئی۔ کیونکہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ ایک شرارت کی بات تھی جو ایک احمق کے کان میں کہی تھی۔

روزنکرانٹز :- حضور یہ فرمائیں کہ لاش آپنے کہاں رکھدی ہی اور ہمارے ہمراہ بادشاہ سلامت کی حضور میں حاضر ہوں۔

ہیملٹ :- لاش تو بادشاہ کے ساتھ ہے لیکن بادشاہ لاش کے ساتھ نہیں۔ بادشاہ ایک مُردہ چیز ہے۔

روزنکرانٹز :- بادشاہ ایک مُردہ شے ہے!

ہیملٹ :- ہاں وہ لاشئے ہے۔ مجھے اُس کے سامنے چلو۔ آؤ۔ آنکھ مچولی ہو جائے۔ دیکھو یہ چور چلا۔ سب پیچھے پیچھے دوڑو۔

تیسرا منظر :- قصرِ شاہی کا ایک اور کمرہ۔ بادشاہ مع اہلِ دربار کے اندر آتا ہے۔

بادشاہ :- روزنکرانٹز کہو کیا گذری؟

روزنکرانٹز :- لاش کہاں ہے ہم یہ بات شہزادے سے دریافت نہ کرسکے۔

بادشاہ :- مگر وہ خود کہاں ہے؟

روزنکرانٹز :- باہر کھڑے ہیں۔ پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ حضور کے حکم کا انتظار ہے۔

بادشاہ :- اُسے ہمارے سامنے لاؤ۔

روزنکرانٹز گلڈنسٹرن۔ شہزادے کو بادشاہ سلامت کے سامنے لاؤ۔

(ہیملٹ اور گلڈنسٹرن بادشاہ کے سامنے حاضر ہوتے ہیں)

بادشاہ :- کہو ہیملٹ پلونیوس کہاں ہے ؟
ہیملٹ :- پلونیوس دعوت کھانے گیا ہے۔
بادشاہ :- دعوت کہاں ہے ؟
ہیملٹ :- وہاں ہے جہاں وہ دعوت نہیں کھاتا بلکہ دعوت اُسکو کھاتی ہے۔ بڑے بڑے صاحبِ تدبیر کیڑوں کے ایک مجمع نے اُسے نوش کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کیڑا ہی وہ جاندار ہے جو ایک شہنشاہ کو اپنی غذا بناتا ہے۔ ہم جانوروں کو موٹا کر کے کھاتے ہیں کہ اُن کو کھا کر خود موٹے ہو جائیں اور پھر ا س فربہی میں کیڑے ہمیں کھاتے ہیں۔ آپ کا موٹا بادشاہ اور آپ کا دُبلا فقیر یہ دونوں ایک ہی دسترخوان پر دو مختلف قسم کے کھانے ہیں۔ پھر اس کے بعد سب کا خاتمہ ہے۔
بادشاہ :- افسوس! افسوس!
ہیملٹ :- جس کیڑے نے بادشاہ کو کھایا ہے انسان اُسے کانٹے میں لگا کر اُس سے مچھلیاں پکڑ سکتا ہے اور پھر وہ اُس مچھلی کو کھا سکتا ہے جس نے کانٹے والے کیڑے کو کھایا تھا۔
بادشاہ :- ہیملٹ ان باتوں سے تمہارا کیا مطلب ہے ؟
ہیملٹ :- صرف آپکو یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک بادشاہ فقیر کی آنتوں میں سے کیونکر گزر سکتا ہے۔
بادشاہ :- پلونیوس کہاں ہے ؟
ہیملٹ :- بہشت میں۔ اور وہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھیے۔ اگر آپکے قاصد کو وہاں نہ ملے تو پھر دوسری جگہ (دوزخ میں) آپ اُسے خود تلاش

کریں۔ اور اگر اِس مہینے میں اُس کا کہیں پتہ نہ چلے تو جب سیڑھیاں چڑھ کر آپ بالا خانہ پر جانے لگیں گے تو اسکی عفونت خود محسوس کر لیں گے۔

بادشاہ :۔ (دربار کے خدام سے کہتا ہے) جاؤ۔ وہیں جا کر اُسے ڈھونڈو۔

ہیملٹ :۔ جب تک تم وہاں پہونچو گے لاش وہیں بیٹھی رہے گی۔

بادشاہ :۔ ہیملٹ۔ تمہاری یہ حرکت ایسی ہے کہ جسنے خود تمہاری جان کو خدشے میں ڈالا ہے۔ ہمیں تمہارا خیال ہے اور تمہارے کام کو نہایت رنج و افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ مناسب سمجھتے ہیں کہ تم کو یہاں سے روانہ کر دیں اور یہ روانگی نہایت جلد بڑی سُرعت کے ساتھ ہو۔ بس تم سفر کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جہاز تیار ہے ہوا موافق ہے۔ ساتھ جانے والے بھی حاضر ہیں اور تمہاری انگلستان کو روانگی کے لئے تیار ہیں۔

ہیملٹ :۔ انگلستان جانے کے لئے؟

بادشاہ :۔ ہاں۔ ہیملٹ۔

ہیملٹ :۔ اچھا ہے۔

بادشاہ :۔ بلا شُبہ اچھا ہے۔ اگر تم کو ہمارے مقاصد معلوم ہو گئے ہیں۔

ہیملٹ :۔ میں تو ایک چھوٹے سے فرشتے کو دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے وہ جھانک رہا ہے اور وہی آپ کے مقاصد سے واقف ہے۔ بس اب جاؤں۔ انگلستان جانا ہے۔ پیاری اماں خدا حافظ۔

ملکہ :۔ اپنے مہربان اور محبت کرنے والے باپ کو بھی خدا حافظ کہہ لو۔

ہیملٹ :۔ نہیں۔ میں تو اپنی اماں کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ ماں اور باپ، زن و شو

ہوتے ہیں۔ اور وہ دونوں ایک تن ہوتے ہیں۔ بس واں سے خُدا حافظ کہنا کافی ہے۔ آؤ۔ چلو۔ انگلستان چلیں۔

بادشاہ:۔ ہمراہی شہزادے کے ساتھ پیادہ پا جائیں اور حتی الامکان کوشش کریں کہ وہ جہاز پر جلد سوار ہو جائے۔ بس یہی کرنا ہم چاہتے ہیں کہ آج ہی شب کو اُس کی روانگی عمل میں آئے۔ بس جاؤ۔ تمام حُکم احکام پروانہ جات تیار ہو چکے ہیں اور اُن پر مُہر بھی ہو چکی ہے۔ کُل معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ مہربانی کرکے جلدی کرو۔

(روزنکرانز اور گلڈنسٹرن باہر جاتے ہیں)

اور اے انگلستان اگر تجھے ہمارے ساتھ اتنا ہی تعلق ہے جتنا کہ ہماری قوت و صولت کا علم تجھے خبردار رکھتا ہے۔ تیرے زخم جو ڈنمارک کی تلوار نے تجھے پہونچائے تھے ابھی تک ہرے ہیں۔ تُو نے ہم سے خوف کھا کر ہماری اطاعت قبول کی ہے اس لئے ہمارے شاہانہ احکام سے تو بے پروا نہ ہوگا۔ جو خطوط کے ذریعہ مُفصّل کیفیت کے ساتھ ہم روانہ کر رہے ہیں۔ اور جن میں تحریر ہے کہ ہیملٹ کو فوراً پہونچتے ہی ہلاک کر دیا جائے۔ انگلستان تجھ سے درخواست ہے کہ تو اس کام کو کر دے۔ یہ شہزادہ ہمارے حق میں تپ محرّقہ بن کر خون میں زہر پھیلا رہا ہے۔ تو ہی ہمیں اس مرض سے شفا بخش سکتا ہے۔ جب تک یہ کام نہ ہو جائیگا مجھے کسی بات سے خوشی میسر نہ ہوگی۔

چوتھا منظر:۔ ڈنمارک کا ایک وسیع میدان فورٹن براس، ایک کپتان اور سپاہ مارچ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

فورٹن براس :- کپتان - تم شاہ ڈنمارک کی خدمت میں حاضر ہو اور میرا سلام پہونچا کر کہنا کہ فورٹن براس سابقہ حکم کے مطابق بادشاہ سے اجازت چاہتا ہے کہ وہ مع فوج کے بادشاہ کی سلطنت میں سے گزرے - جس جگہ ملاقات کا اہتمام کیا گیا ہے اُس سے تم واقف ہو - اگر بادشاہ ڈنمارک میری حاضری ضروری سمجھیں تو نہایت خوشی سے شاہ موصوف کے سلام کو حاضر ہو سکتا ہوں اور یہی تم بادشاہ سے عرض کر دینا -

کپتان :- جس طرح حضور نے فرمایا ہے اُسی طرح بادشاہ کی خدمت میں عرض کروں گا -

(ہیملٹ، روزنکرانز اور گلڈنسترن اور اور لوگ آتے ہیں)

ہیملٹ :- مہربان یہ کس کی فوج ہے ؟

کپتان :- بادشاہ نورو ے کی سپاہ ہے -

ہیملٹ :- اتنا اور فرمایئے کہ کس غرض سے کہاں کا قصد رکھتی ہے -

کپتان :- پولستان کے ایک حصہ پر چڑھائی کرنے جا رہی ہے -

ہیملٹ :- فوج کا سپہ سالار کون ہے ؟

کپتان :- بادشاہ نورو ے کا برادرزادہ فورٹن براس فوج کا افسر اعلیٰ ہے -

ہیملٹ :- کیا یہ لشکر پولستان خاص پر چڑھائی کرنے جا رہا ہے یا پولستان کے کسی سرحدی مقام کا قصد رکھتا ہے ؟

کپتان :- سچ پوچھیئے تو بات صرف اتنی ہے کہ اس وقت ہم زمین کے ایک ٹکڑے کے لئے جا رہے ہیں جس کے حاصل کرنے میں سوائے نام کے کوئی مفاد نہیں - پانچ

اشرفیاں، سالانہ لگان دیکر بھی میں اُس ٹکڑے کو کاشت کرنا گوارا نہ کروں اور نہ زمین کا یہ ٹکڑا اگر لورڈے یا پولستان نے کسی شرح پر فروخت کرنا چاہا تو اس سے زیادہ منافع حاصل ہو سکے گا۔

ہیملٹ :- تو معلوم ہوتا ہے کہ پولستان دشمن سے اس زمین کو بچانے میں کچھ کوشش بھی نہ کریگا۔

کپتان :- نہیں۔ پولستان نے پہلے ہی سے وہاں اپنی فوجیں بٹھادی ہیں۔

ہیملٹ :- دو ہزار جانیں اور بیس ہزار اشرفیاں کافی قیمت نہیں ہیں کہ یہ معاملہ بغیر لڑے طے ہو جائے۔ یہ دولت اور امن کے بڑھ جانیکے نتیجے ہیں، جو جرم سلطنت میں ایک اندرونی پھوڑے کی طرح پیدا ہوتے ہیں اور یہ پھوڑا خود پھُوٹ کر جان کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور موت کا سبب بالکل ظاہر نہیں ہونے پاتا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوا۔ خُدا آپکی مدد کرے۔

روزنکرانز :- حضور آپ آگے چلیں۔

ہیملٹ :- تم آگے بڑھو۔ میں ابھی آتا ہوں۔

(سب چلے جاتے ہیں ہیملٹ تنہا رہ جاتا ہے)

ہر موقع ہر محل مجھے متنبہ کرکے انتقام کشی کی طرف اشتعال دیتا ہے۔ انسان کوئی چیز نہیں اگر اس کی زندگی اور اُس کے وقت کا مطلب صرف اتنا ہو کہ کھائے اور سو رہے۔ اگر یہی ہے تو پھر وہ حیوان مطلق سے زیادہ نہ ہوا۔ یقینی وہ خالق کون و مکاں جس نے ہمیں عقل و حواس دیکر پیدا کیا تاکہ ہم پس و پیش سوچ کر قدم ڈالیں، اُس نے یہ عقل و قوتِ مُدرکہ اس لئے نہیں عطا کی کہ ہم اس سے کچھ

کام نہ لیں، اور اس طریقے سے اُسے بیکار اور فرسودہ کردیں۔ یا تو مجھ میں حیوانات مطلق کی سی یہ فراموشی ہے یا بزدلی اور تذبذب ہی کہ میں ہر بات کو سوچتا بہت ہوں اگر میں اپنے اس خیال کو چار پارہ کروں تو ایک حصّہ اُس میں عقل اور تین حصّے غفلت و بُزدلی پائی جائیگی۔ میں نہیں سمجھتا کہ کیوں میں اب تک یہ کہنے کو زندہ ہوں کہ ابھی مجھے یہ بات کرنی ہے۔ اِس کام کو ختم کرنے کے لئے میرے پاس وجہ، ارادہ، ہمّت اور ذرائع موجود ہیں۔ مثالیں بھی ایسی واضح اور روشن نظر آتی ہیں جو مجھے سمجھاتی ہیں کہ جو کچھ کرنا ہے جلد کرو۔ ذرا اس لشکر کو دیکھئے، اس کے حجم اور قوت کو ملاحظہ کیجئے جو ایک کمزور اور نازک شہزادے کی سرکردگی میں جارہا ہے، اس شہزادے میں مُلک گیری کا جوش موجزن ہے۔ لڑائی کی وجہ اور انجام پر وہ ہنستا ہی۔ مگر جو کچھ فانی اور غیر یقینی ہے اُسے موت اور خطرے کی بازی میں لگا دیتا ہے۔ اور یہ سب کن چیزوں کے لئے؟ اُس چیز کے لئے جو ایک خالی انڈے کے چھلکے کے برابر ہے۔ اِنسان وہی بڑا ہی جو لڑنے کے لئے کسی بڑی وجہ یا دلیل کی ضرورت نہ سمجھے بلکہ جب عزت کا سوال درمیان ہو تو خفیف سی خفیف بات پر بھی لڑ بیٹھے۔ اب میرا حال سُنو کہ میرا باپ مارا گیا۔ ماں کے دامنِ عصمت پر بدنامی کا داغ لگا۔ میری عقل میں فتور اور خون میں وحشت پیدا ہوئی۔ مگر میں نے اِن سب باتوں پر بھی خوابِ غفلت طاری رکھا۔ شرمندہ و خجل ہوکر دیکھ رہا ہوں کہ بیس ہزار جانوں کا تلف ہونا یقینی امر ہے۔ اور یہ کس لئے ہ محض ایک خیال اور شہرت کے لئے، جو خود ایک دھوکے سے کم نہیں اور یہ گُل سپاہ اپنی قبروں میں اس طرح جانے کو ہے جیسے کوئی آرام کی نیند لینے

اپنے بستر پر جائے۔ اور زمین کے اتنے سے ٹکڑے کیلئے لڑتی ہو جس پر وہ سب مل کر لڑ بھی نہیں سکتے اور جس میں اتنی گنجائش بھی نہیں کہ جتنے مارے جائیں اُن کے دبانے کے لئے اُس میں قبرستان بن سکے۔ اے دل، اب سے میرے خیالات خونی ہو جانے چاہئیں۔ یا پھر وہ بالکل بے وقعت سمجھے جائیں۔

پانچواں منظر :۔ السینور کا قلعہ۔ قصر کا ایک کمرہ۔ ملکہ، ہوریشیو اور چند درباری آتے ہیں۔

ملکہ :۔ میں اُس سے بات نہ کرونگی۔

درباری :۔ حضور، وہ نہایت اصرار کرتی ہو ملکہ اُس کا یہ اصرار جنون تک پہونچا ہے۔ اُس کی حالت واجب الرحم ہے۔

ملکہ :۔ مجھے اس سے کچھ سرو کار نہیں۔

درباری :۔ وہ اکثر اپنے باپ کو یاد کرتی ہو اور کہتی ہے کہ دُنیا میں عجیب عجیب باتیں ہوا کرتی ہیں۔ وہ کبھی کھانستی ہو، کبھی اپنا سینہ پیٹتی ہو۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ کرنے لگتی ہے۔ کچھ ایسے مشکوک اور مُشتبہ الفاظ زبان پر لاتی ہے جن میں بعض کے معنی ہوتے ہیں اور بعض مُہمل ہوتے ہیں۔ اکثر باتوں کا کچھ مطلب نہیں نکلتا لیکن اس کے کہنے میں کچھ ایسی سادگی اور بھول پن ہوتا ہے کہ سُننے والے اُن سے مطلب پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اُن سے معنی پیدا بھی کر لیتے ہیں۔ اُس کے الفاظ کو اس طرح اُلٹ پلٹ کر جوڑتے ہیں کہ اپنے ہی خیال کے مطابق جس طرح چاہیں اُن سے معنی پیدا کر لیں۔ اور لوگوں کے سامنے جو اشارے یا حرکتیں وہ کرتی ہے یا جس جس طرح سر ہلاتی ہو اُن سے بھی کچھ مطلب نکالیں۔ اتنا ضرور

سمجھ میں آتا ہے کہ اُس کے الفاظ میں کوئی خیال مخفی ہے، گو کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی مگر تمام گفتگو اور حرکتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی سخت رنج والم میں مبتلا ہے۔

ہوریشیو:۔ نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور اُس سے ملاقات نہ کریں حضور کے نہ ملنے سے لوگوں میں خطرناک شکوک پھیل جائیں گے۔

ملکہ:۔ اچھا اُسے اندر آنے دو۔

(ہوریشیو باہر چلا جاتا ہے)

میری گنہگار روح، جیسا کہ اکثر گنہگاروں کا حال ہوتا ہے، خفیف سے خفیف بات کو بھی یہی سمجھتی ہے کہ وہ کسی پُرخطر معاملہ کا مقدمہ ہے۔ مجرم اور گنہگار کے دل میں کچھ ایسے شکوک اور شبے بھرے ہوتے ہیں کہ افشائے راز کا خوف اس کے گناہ کی دلیل بن جاتا ہے۔

(ہوریشیو اور اوفیلیا اندر آتے ہیں)

اوفیلیا:۔ ڈنمارک کی حسین ملکہ کہاں ہیں؟

ملکہ:۔ اوفیلیا۔ کہو تمہارا مزاج کیسا ہے؟

اوفیلیا:۔ (گانے میں کہتی ہے) مجھے کیونکر معلوم ہو کہ تمہارا عشق بہ نسبت دوسرے کے عشق کے زیادہ سچا ہے۔ ٹوپی میں سیپ لگائے۔ ہاتھ میں لمبا سا عصا لئے جوتیوں پر غلاف تسموں سے بندھے۔

ملکہ:۔ افسوس! اے حسین لڑکی۔ اس وقت اس گیت کے گانے کا کیا محل تھا؟

اوفیلیا:۔ زبان سے کہو بھی اور اُس کے حق میں دُعا بھی کرو۔

(گاتی ہی)

وہ مر گیا اور رخصت ہوا، اے ملکہ

وہ ختم ہوا اور چلا گیا۔ اُسکے سر کے نیچے ہری ہری گھاس کا تکیہ ہے۔ اور پاؤں کے نیچے ایک پتھر رکھا ہے۔

ملکہ:۔ اوفیلیا۔ کچھ بتاؤ تو تمہارا حال کیا ہے۔

اوفیلیا:۔ نہیں ذرا سُنیئے تو۔ (گاتی ہے)

اُس کا کفن ایسا اُجلا ہی جیسے پہاڑ پر اُجلی برف ہو۔

(بادشاہ اندر آتا ہی)

ملکہ:۔ بادشاہ سلامت۔ آپ اس لڑکی کا حال دیکھتے ہیں۔

اوفیلیا:۔ (اپنا گیت جاری رکھتی ہی) کفن پر پھول بچھے تھے۔ لوگ اسے دیکھکر روتے تھے۔ اور اُنہی آنسوؤں کی جھڑی میں اُسے قبر تک لے گئے۔

بادشاہ:۔ اے پیاری معصومہ۔ تیرا مزاج کیسا ہی؟

اوفیلیا:۔ خُدا آپکو اِس کا نیک اجر دے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نان بائی کی بیٹی اُلو بنا دی گئی تھی۔ اے خُدا ہم جو کچھ بھی ہیں جانتے ہیں کہ کیا ہیں مگر اس کی خبر نہیں کہ آیندہ کیا ہو جائیں گے۔ خُدا ایسا کرے کہ کھانے وقت وہ تمہارے ساتھ ہو۔

بادشاہ:۔ باپ کے خیال میں ہے۔

اوفیلیا:۔ مہربانی کرکے ایسی کوئی بات زبان پر نہ لایئے۔ لیکن جب وہ پوچھیں کہ اس کا کیا مطلب ہے تو کہیئے (گاتی ہی) کل سینٹ ولنٹین کا دن ہی۔ میں کل صبح

سویرے تمہاری کھڑکی کے نیچے آؤں گی کہ تمہاری منگیتر ہوں۔

بادشاہ:۔ یہ حال اس کا کب سے ہے؟

اوفیلیا:۔ سب خیریت رہے گی۔ صبر و شکر کرنا چاہیے، لیکن مجھے تو سوائے رونے کے دوسری بات بھلی نہیں لگتی۔ جب خیال آتا ہی کہ ٹھنڈی ٹھنڈی زمین پر اسے لٹایا ہوگا۔ اب میں آپکے صلاح مشورے کا شکریہ کرتی ہوں۔ گاڑی لاؤ۔ اچھا بیوی تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ میری اچھی بیوی تمہارا خدا نگہبان ہے۔

(اوفیلیا چلی جاتی ہے)

بادشاہ:۔ دیکھو۔ اس کے ساتھ آدمی برابر رہیں اور اس پر نظر رکھیں۔

(ہوریشیو چلا جاتا ہے)

افسوس! یہ تو غم کا انتہائی برا اثر ہے اور یہ سارا غم باپ کے مرنے سے اس میں پیدا ہوا ہے۔ اے گرترود۔ گرترود۔ جب آلام سر پر آتے ہیں تو ایک غم نہیں ہوتا بلکہ غموں کا پورا لشکر ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہوئی کہ اوفیلیا کا باپ مارا گیا۔ اس کے بعد تمہارے فرزند کو ملک سے جانا پڑا۔ اس نے حرکت ہی ایسی سخت کی کہ مجبور ہو کر اسے ملک بدر کرنا پڑا اور یہی قرینِ انصاف بھی تھا۔ رعایا کے دل میں طرح طرح کے برے خیالات اور تاریک شکوک پیدا ہو کر عجیب عجیب افواہیں اڑ رہی ہیں۔ اور یہ سب پلونیس کی موت کے متعلق ہیں۔ یہ ہماری ناتجربہ کاری تھی کہ اس گڑبڑ میں ہم نے وزیر کی لاش دفن کروا دی۔ اس صدمے میں اوفیلیا کا دل الٹ گیا۔ جب دماغ صحیح نہ رہے تو انسان انسان نہیں رہتا بلکہ اس کی محض ایک تصویر یا حیوانِ مطلق رہ جاتا ہے اور ان سب

باتوں پر طرّہ یہ ہے کہ اوفیلیا کا بھائی فرانس سے چُپ چاپ یہاں آگیا ہے، باپ کی موت پر حیرت زدہ ہے۔ ہر وقت رنج والم میں مُبتلا سب سے الگ تھلگ رہتا ہے۔ اِس حال میں گپ اُڑانے والوں کی بھی کمی نہیں ہو یہ اُس کے کان میں باپ کے مارے جانے کے عجیب عجیب قصّے پھونک رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ہر وقت یہی دُھن سوار رہتی ہے کہ کوئی بات ایسی ہاتھ لگے جسے وہ پلونیوس کی موت کی وجہ قرار دیں۔ جب کوئی بات نہیں ملتی تو وہ خاص مجھ پر الزام رکھنے میں مطلق پرہیز نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جو اُس کے باپ کے متعلق طرح طرح کی خبروں سے اس کے کان نہ بھرتے ہوں۔ چونکہ حقیقت سے ناواقف ہیں اس لئے جو بات سُناتے ہیں وہ ایسی ہوتی ہے جس سے موت کا الزام ہم پر عائد ہو۔ پیاری گر ترود۔ اِس وقت تو ہمارا حال یہ ہے کہ جیسے مُہلک توپ سے گولا نکل کر پھٹے اور بیسیوں جگہ ہمیں زخمی کر کے موت تک پہونچا دے۔ سُنو۔ یہ کیسا شور ہے؟ ہمارے سوئیس سپاہی کہاں ہیں؟ اُنکو ہماری حفاظت کیلئے دروازوں پر آکر کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

(دوسرا درباری اندر آتا ہے)

کیا بات ہے؟

درباری:- حضور اپنی حفاظت پر نگاہ رکھیں۔ سمندر بھی جوش وخروش میں آکر اور اپنے کناروں سے باہر ہو کر مُسطح زمینوں کو اس طرح غرق نہیں کرتا جس طرح کہ لارٹنیز غوغائیوں اور بلوائیوں کے ایک انبوہ کثیر کو ساتھ لئے تیزی اور سُرعت سے حضور کے مُلازمین و متوسّلین کو مجروح ومغلوب کر رہا ہے۔ جو انبوہ

اس کے ساتھ ہے وہ لے ارٹیز کو بادشاہ کہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دنیا گویا آج شروع ہوتی ہے۔ قدامت کو فراموش اور قدیم آئین و قوانین اور سابق کے تمام عہد و پیمان قول و قرار کو یک طرف کر کے وہ سارے میں چیختے پھرتے ہیں کہ بادشاہ کو منتخب کرنا ہمارا کام ہے اور ہم لے ارٹیز کو بادشاہی پر نامزد کرتے ہیں، ہاتھ بڑھا بڑھا کر ٹوپیاں اچھال اچھال کر وہ پھٹے گلے لے ارٹیز کی تعریف میں اس زور سے نعرے بلند کرتے ہیں کہ ان کا شور آسمان تک پہونچتا ہے۔ "لے ارٹیز بادشاہ ہو گا"، "لے ارٹیز بادشاہ ہو گا" یہی سب کی زبان پر ہے۔

ملکہ:۔ ڈنمارک کے یہ خبیث کتے اصل شکار کے پیچھے دوڑتے دوڑتے غلط راہ پر پڑ گئے ہیں، مگر اس حال میں بھی خوش ہو ہو کر غل مچاتے ہیں۔

بادشاہ:۔ محل کے دروازے ان بلوائیوں نے توڑ دیئے ہیں۔

(لے ارٹیز ہتھیار لگائے آتا ہے۔ اس کے پیچھے بہت سے لوگ ڈنمارک کے ہیں)

لے ارٹیز:۔ ارے یہ بادشاہ کہاں ہے؟ (اپنے ہمراہیوں سے کہتا ہے) تم سب باہر رہو۔

ساتھ والے:۔ ہمیں بھی اندر آنے دیجئے۔

لے ارٹیز:۔ نہیں، آپ سب سے کہتا ہوں کہ کچھ دیر مجھے بادشاہ سے تنہا بات چیت کرنے دیجئے۔

ساتھ والے:۔ بہت اچھا۔ بہت مناسب۔

لے ارٹیز:۔ (اپنے ساتھ والوں سے) میں آپ کا شکر گزار ہوا۔ دروازے پر پہرا

دیتے رہیئے۔

اے خبیث بادشاہ۔ میرا باپ مجھے دے۔

ملکہ:۔ لے ارٹیز۔ تم تو اچھے آدمی تھے۔ جو کچھ کہنا ہو آہستگی سے کہو۔

لے ارٹیز:۔ اگر آہستگی یا سلامت روی کا ایک قطرہ بھی میرے خُون میں ہو تو میں اپنے باپ کا بیٹا نہیں۔

بادشاہ:۔ لے ارٹیز۔ کچھ کہو تو کہ آخر اس جوش و خروش کی وجہ کیا ہے۔ تمہارا یہ ہنگامہ تو ایک باولا بھُوت معلوم ہوتا ہے۔ ملکہ۔ تم لے ارٹیز کو جو کچھ وہ کہے کہنے دو۔ ہمارا خیال نہ کرو۔ بادشاہ پر خُدا کی اتنی رحمتیں اور برکتیں حلقہ کئے ہوتی ہیں کہ سرکشی اور انحراف دُور کھڑے ثمرارتیں سوچتے ہیں۔ لیکن ایک کو بھی بادشاہ کی طرف بڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ لے ارٹیز کوئی سبب تو بیان کرو کہ کیوں تم نے یہ فساد برپا کیا ہے۔ گر ترددتم بیچ میں نہ بولو۔ ہاں لے ارٹیز جو شکایت ہو وہ بیان کرو۔

لے ارٹیز:۔ میرا باپ کہاں ہے؟

بادشاہ:۔ مر گیا۔

ملکہ:۔ لیکن بادشاہ نے اُسے نہیں مارا۔

بادشاہ:۔ ملکہ تم دخل نہ دو۔ جو کچھ اُسے کہنا ہے کہہ لینے دو۔

لے ارٹیز:۔ میرا باپ کیونکر مرا۔ دیکھو اب مجھے کسی دھوکے میں نہ رکھو۔ جہنّم میں جائے بادشاہ کی اطاعت اور وہ عہدِ وفاداری جو بادشاہ کے ساتھ کیا تھا۔ اور شیطان سیاہ رُو کے حوالے ہوں وہ سب قسمیں اور حلف جو بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری

کے لئے اُٹھائے تھے۔ خیر و برکت، ایمان و ضمیر سب دوزخ کے گہرے سے گہرے غار میں جا گریں۔ مجھے واصل جہنّم ہونے کی پروا مطلق نہیں۔ میں اپنے قول پر مضبوط ہوں دین و دُنیا دونوں ہیچ سمجھتا ہوں۔ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو جائے۔ مجھے اپنے باپ کی موت کا انتقام اچھی طرح لینا ہے۔

بادشاہ :- تو کیا تم اُس کے دشمنوں کو معلوم کرنا چاہتے ہو؟

لے ارٹیز :- جو میرے باپ کے دوست تھے اُن سے تو میں ہاتھ پھیلا کر بغل گیر ہونا چاہتا ہوں اور اُن کے ساتھ میرا حال وہی ہوگا جو پیلیکین پرندہ کا ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچّوں کو اپنے خون کے قطرے ٹپکا کر پیدا کرتا ہے۔

بادشاہ :- اچھا دیکھو۔ اب تم ایک اچھے جوان اور شریف زادے کی طرح باتیں کرنے لگے۔ سمجھ لو کہ میں تمہارے باپ کی موت کا باعث ہرگز نہیں ہوا۔ اس کی موت کا مجھے بیحد رنج و صدمہ ہے۔ رہا یہ امر کہ تمہارے باپ کو کس نے ہلاک کیا تو یہ تمہارے دل و دماغ پر اس طرح روشن ہوگا جیسے آفتاب کی روشنی تمہاری نظر کو محسوس ہوتی ہے۔

ہمراہی :- (جو باہر کھڑے ہیں) ہاں اوفیلیا کو اندر جانے دو۔

لے ارٹیز :- یہ کیسا غل ہے۔ کیا بات ہے؟

(اوفیلیا پھر اندر آتی ہے)

اے حدّت و تمازت میرا دماغ خشک کر دو۔ اے سیل اشک کے شور اور نمک میری آنکھوں کا نور جلا دے۔ قسم ہے جسنے میری اس پیاری بہن کو دیوانہ بنایا اُس سے نہایت سخت انتقام لونگا۔ میں ان درد و عذاب میں دشمنوں نے جو تکلیفیں

پہونچائی ہیں گو اس وقت اُس کا پلڑا جھکا ہوا ہے لیکن میرا انتقام ایسا ہوگا کہ یہی بھاری پلڑا مقابلہ میں ہلکا ہو کر میزان کی ڈنڈی کو چھونے لگے گا۔ اے بہار کے پھول۔ پیاری لڑکی۔ عزیزہ بہن جسین اوفیلیا۔ خدایا کیا ممکن ہے کہ ایک جوان لڑکی کے ہوش و حواس اِس طرح معطّل ہو جائیں جیسے ایک مردِ پیرانہ سال کی زندگی معرضِ خطر میں ہوتی ہے۔ محبت میں فطرت حسین ہو جاتی ہے اور جب فطرت حسین ہوئی تو بیٹی نے باپ کی محبت میں اپنی فطرت کا خوشترین حصّہ قربان کر دیا۔

اوفیلیا:۔ (گاتی ہے) چہرہ بے نقاب کرکے تابوت پر رکھکر اُسے لیگئے۔

ہے نون نونے نونے ہے نونے
اور قبر میں اشکوں کی بارش ہونے لگی
پیارے باپ تجھے خدا کو سونپا۔

لے ارتیز:۔ نہیں اگر تو اپنے حواس میں ہوتی اور بدلہ کو کہتی تو اس سے زیادہ تحریک انتقام پیدا نہ کرتی۔

اوفیلیا:۔ (پھر گاتی ہے) تمہیں گانا چاہیئے۔ اے داؤن۔ اے داؤن
اور تم تو اُسے لے داؤن آ کہتے ہو۔

یہ گانا تو ایسا ہے کہ کوئی چرخہ لا کر دے۔ وہ بے ایمان کون تھا جو اپنے آقا کی بیٹی کو چُرا لے گیا۔

لے ارتیز:۔ یہ بے معنی گفتگو بامعنی گفتگو سے زیادہ پُرتاثر ہے۔

اوفیلیا:۔ یہ روزمری کا پھول اپنے سینے پر رکھ کر کہتی ہوں کہ پیارے باپ مجھے بھول نہ جانا۔ اور یہ پانکسی کے پھول یادآوری کیلئے ہیں۔

لے ارٹیز :۔ یہ تو صحیفۂ جنون ہے جس میں خیالات اور دوسروں کی یاد درج ہے۔
اوفیلیا :۔ یہ فینل[1] اور کولمبین کے پھول بادشاہ سلامت کے لئے ہیں اور ریو[2] کی یہ بوٹی حضور ملکہ کے لئے ہے۔ ہمیں اس بوٹی کا نام عفو گناہ کی بوٹی رکھنا چاہیئے۔ میرے خیال میں ملکہ سلامت اس بوٹی کو اتوار کے دن لگا سکیں گی (کیونکہ یہ دن وہ ہے جبکہ وہ اُس گناہ کی معافی مانگ سکتی ہیں جس کا انہیں افسوس ہے) یہ پھول آپکو بہت زیب دیگا کیونکہ یہ ناپاک خیالات کا رد کرنے والا ہے۔ اور یہ پھول ڈیزی کا ہے (جو جوان لڑکیوں کو دیتی ہوں کہ مردوں کی بے وفائی سے ہوشیار رہیں) اور کچھ پھول نرگس کے ہیں۔ جو تمہیں دیتی ہوں۔ لیکن جب میرا باپ مرا تو وہ سب کملا گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کی موت ایسی ہی اچھی ہوئی جیسے اچھے آدمیوں کی ہوا کرتی ہے۔

(گاتی ہے) میری موت کا دار و مدار تو اس حسین و شیریں رو بن پر ہے۔
لے ارٹیز :۔ اِس دیوانگی میں جو خیال زبان سے ادا کرتی ہے وہ دُنیا کی مصیبتوں اور جہنم کے قہر و غضب میں بھی ایک حُسن و نزاکت پیدا کر دیتا ہے۔
اوفیلیا :۔ (پھر گاتی ہے) کیا اب وہ نہ آئیگا

کیا اب پھر نہ آئیگا

نہیں نہیں، وہ تو مر گیا

---

[1] یہ پھول نا احسانمندی خوشامد کرنے دھوکا دینے سے مُراد رکھتے ہیں [2] ریو کی بوٹیوں سے مُراد نفسانی خیالات کو روکنا ہے۔

چاہے تو بھی مرجائے مگر وہ آنیوالا نہیں
اُس کی ڈاڑھی بگلے کا پر تھی۔
سر کے بال بھی سفید ہو چکے تھے۔
وہ تو اب گیا۔ چلا گیا۔
ہمارا رونا پیٹنا غم کرنا سب ہیچ ہے۔
خدا اُسکی روح پر رحمت کرے۔

اور سب عیسائیوں کی ارواح کیلئے میں خدا سے دُعا کرتی ہوں۔ خدا اُن سب پر اپنی رحمت کرے۔

(اوفیلیا چلی جاتی ہے)

لے ارٹیز۔ اے خدا تو دیکھتا ہے کہ یہ کیا حال ہے۔

بادشاہ:۔ میں تمہارے غم میں شریک ہوں اور اگر تم اس کا یقین نہ کروگے تو مجھ پر ظلم کروگے۔ ذرا علیحدہ چلو اور اپنے دانا سے دانا اور ہوشیار سے ہوشیار دوستوں کو ساتھ لو تاکہ وہ کُل قصہ سُنکر مجھ میں اور تم میں انصاف کریں۔ اور اگر وہ کسی طرح کی شہادت سے بھی معلوم کریں کہ بواسطہ یا بلا واسطہ ہمارا ہاتھ بھی اس قتل میں شریک ہے تو میں اپنا تاج و تخت حتیٰ کہ جان تک بلکہ جو کچھ میرا ہے سب تمہیں دینے کو تیار ہوں تاکہ تمہارا اطمینان ہوجائے۔ لیکن اگر کوئی شہادت میرے خلاف نہ ملی تو پھر میں تم سے درخواست کرونگا کہ تم چند روز صبر کرو اور ہم اس امر میں کوشش کرینگے کہ تمہارے دل کو کسی طرح تسلی و اطمینان ہو۔

لے ارٹیز:۔ اچھا مجھے منظور ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ جس طریقے سے اُس کی موت

پیش آئی، خُفیہ طور پر اُس کی تدفین، قبر پر کسی قسم کا نشان عزت تلوار یا کوئی اور یادگار نصب نہیں کیا گیا۔ یا باضابطہ طریقہ پر کوئی نقش و نگار اُسکی تربت پر نہیں بنایا گیا۔ یہ سب باتیں وہ ہیں جو آسمان سے رو رو کر زمین سے کہتی ہیں کہ ہمارے متعلق تحقیقات ہونی چاہیئے۔ اور میں بھی اِنہی امور کی تفتیش چاہتا ہوں۔

بادشاہ:۔ یہ سب کچھ تحقیق کیا جائیگا اور جو اصل مجرم ہوگا وہ گردن زدنی ٹھیریگا۔ بس آؤ میرے ساتھ چلو۔

(سب چلے جاتے ہیں)

چھٹا منظر:۔ شاہی محل کا ایک دوسرا کمرہ۔

ہوریشیو اور ایک مُلازم آتا ہی۔

ہوریشیو:۔ وہ کون لوگ ہیں جو مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

مُلازم:۔ چند ملّاح ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم آپ کے واسطے چند خطوط لائے ہیں۔

ہوریشیو:۔ اچھا اُنہیں اندر آنے دو۔

(مُلازم چلا جاتا ہی)

سمجھ میں نہیں آتا کہ دُنیا کا وہ کونسا حصّہ ہے جہاں سے مجھے خطوط کے ذریعہ یاد کیا گیا ہے۔ ہو نہ ہو شہزادہ ہیملٹ نے مجھے یاد کیا ہو اُن کے سوائے دوسرا کون ہو سکتا ہے۔

(ملّاح اندر آتے ہیں)

پہلا ملّاح:۔ خُدا حضور کو سلامت رکھے۔

ہوریشیو:- تم بھی سلامت رہو۔

پہلا ملاّح:- یہ تو خدا کی مرضی پر ہے۔ وہ چاہیگا تو حضور بھی سلامت رہیں گے۔ آپ کے واسطے ہم ایک خط لائے ہیں۔ یہ خط اُس سفیر نے لکھا ہے جو انگلستان روانہ کیا گیا تھا۔ اگر آپ کا نام ہوریشیو ہے جیسا کہ مجھکو بتایا گیا ہے تو یہ خط آپکا ہے۔

ہوریشیو:- (خط پڑھتا ہے) "ہوریشیو، جب تم یہ خط پڑھ لو تو ان ملاّحوں کو بادشاہ کی حضور میں پیش کرادو۔ ان ملاّحوں کے پاس چند خطوط بادشاہ سلامت کے نام کے بھی ہیں۔ مجھے سمندر پر سفر کرتے دو دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایک زبردست بحری قزاق نے بڑی تیزی سے اپنا جہاز ہمارے جہاز کے تعاقب میں ڈالا۔ یہ دیکھکر کہ جہاز کی رفتار سُست ہو ہم لڑائی پر مجبور ہوئے۔ جب قزاقوں نے پاس آکر ہمارے جہاز سے اپنے جہاز کو ملا دیا اور دونوں جہازوں میں آمدورفت ممکن ہو گئی تو اتنا دیکھتے ہی میں اپنا جہاز چھوڑ کر قزاقوں کے جہاز پر آگیا۔ میرے جہاز پر آتے ہی قزاقوں نے اپنا جہاز ہمارے جہاز سے دُور نکال لیا۔ اور اب میں قزاقوں کا قیدی ہو گیا۔ اُن کا برتاؤ میرے ساتھ ایسی ہی مُروّت اور رحمدلی کا رہا جیسے کہ چوروں اور قزاقوں کا ہو سکتا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ میں بھی ان کے ساتھ نیک سلوک کروں۔ بس میرے خطوط تم بادشاہ کے سامنے پیش کرادو۔ اور اس کے بعد جہاں تک جلد ممکن ہو گویا موت سے بھاگ رہے ہو تم مجھ سے ملنے آؤ۔ مجھے تمہارے کان میں ایسی باتیں ڈالنی ہیں کہ جب تم سنوگے تو گُنگ ہو جاؤ گے۔ یہ معاملہ کچھ ایسا عجیب ہے کہ الفاظ اُسے ادا کرنے میں قاصر ہیں۔ یہ ملاّح جہاں

کہیں بھی میں ہونگا تمہیں میرے پاس لے آئینگے۔ روزنکرانز اور گلڈنسٹرن بدستور انگلستان جارہے ہیں۔ اُن کی نسبت بھی مجھے تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔ خدا حافظ۔ وہ جسے تم جانتے ہو کہ تمہارا دلی دوست ہے۔

"ہیملٹ"

ہوریشیو:۔ ملاّحو۔ آؤ۔ میں تمہیں اِن خطوط کیلئے بادشاہ تک پہونچنے کی راہ بتاتا ہوں۔ اور جب یہ کام ختم ہو جائے تو تم مجھے اُس شخص کے پاس پہونچا دو جس کے پاس سے یہ خط میرے نام لائے ہو۔

ساتواں منظر:۔ شاہی محل کا ایک اور کمرہ۔

بادشاہ اور لے ارٹیز داخل ہوتے ہیں۔

بادشاہ:۔ لے ارٹیز۔ اب تو تمہارا ایمان اس جُرم سے میری بریت پر گواہی دے گا اور تم سچے دل سے مجھے اپنا دوست سمجھ گئے۔ کیونکہ اب تو تم نے سُن لیا کہ جسنے تمہارے باپ کو مارا تھا وہ دراصل میری جان لینے کی فکر میں تھا۔

لے ارٹیز:۔ بے شک سب باتیں معلوم ہو گئیں مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ حضور نے ایسے سنگین مُجرم کو سزا کیوں نہ دی۔ کیونکہ حفظِ جان اور عقلِ خداداد کی بنا پر مجرم کو سزا دینے کی تحریک حضور میں پیدا ہونی لازمی تھی۔

بادشاہ:۔ صرف دو باتیں ایسی تھیں جن کی وجہ سے میں مُجرم کو سزا نہ دے سکا۔ تم ان باتوں کو دل کی کمزوری پر محمول کروگے مگر میں ایسا نہیں سمجھ سکتا تھا۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ شہزادے کی ماں بیٹے کو دیکھکر جیتی ہے اور میرا حال یہ ہو کہ خواہ تم اسکو خوبی سمجھو یا عیب کہ ملکہ میری روح وروان کے ساتھ ایسی وابستہ

ہے جیسے آسمان کے کواکب اپنے افلاک کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کوئی ستارہ اپنے فلک سے باہر گردش نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بغیر ملکہ کے میرا جینا ناممکن ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ شہزادے کے ساتھ عام رعایا کو بہت محبت بلکہ کہنا چاہیئے کہ عشق ہے۔ شہزادے کی برائیاں اپنا رنگ رعایا کی محبت پر نہیں چڑھنے دیتیں۔ اور جیسے ایک ندی کی نسبت مشہور ہے کہ اُس کا پانی لکڑی کو پتھر بنا دیتا ہے اگر شہزادے کے پاؤں میں بیڑیاں بھی پڑی ہوں تو وہ انکو اُس کی نیکیاں سمجھیں گے۔ پس ایسی تیز و تند آندھی میں میرے تیر اتنے بھاری اور مضبوط نہ تھے کہ وہ اپنے نشانے پر پہونچتے۔ اگر میں انہیں چلاتا بھی تو وہ پلٹ کر میری ہی کمان پر آتے، ہدف پر ہرگز نہ پہونچتے۔

لے ارٹیز:۔ غرض اس طرح ایک شریف باپ کا سایہ میرے سر سے اُٹھ گیا۔ ایک بہن دیوانی ہو گئی جب اُس کے ہوش و حواس سلامت تھے تو وہ ایسی لائق اور قابل تھی کہ زمانہ اس کی مثل نہ دکھا سکتا تھا۔ کچھ ہو، اب تو مجھے قاتل سے انتقام لینا ضرور ہے۔

بادشاہ:۔ اس خیال سے پریشان ہو کر راتوں کی نیند حرام نہ کرو۔ ہم کو ایسی کچی مٹی کا بنا نہ سمجھو کہ کوئی ہماری ڈاڑھی پکڑ کر جھنجھوڑے گا اور ہم اُسکو ایک کھیل سمجھیں گے۔ کچھ دنوں بعد میں تمہیں اطلاع کرونگا۔ مجھے تمہارے باپ کے ساتھ بیحد محبت تھی اور ایسی محبت تھی جو صرف اپنی ذات کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات ایسی ہی جو تمہارے سوچنے کی ہی۔

(ایک قاصد اندر آتا ہی۔)

کہو، کیا خبر ہے؟

قاصد:- شہزادہ ہیملٹ کے چند خطوط حضور کے نام کے ہیں۔ یہ حضور کے نام کا ہی اور یہ ملکہ سلامت کے نام کا۔

بادشاہ:- کیا خطوط ہیملٹ کے پاس سے آتے ہیں۔ اِنکا لانیوالا کون ہی؟

قاصد:- چند ملاّح ان خطوں کو لاتے ہیں۔ میں نے اُنہیں دیکھا نہیں ہی۔ کلادیو نے یہ خط مجھے دیئے تھے اور میں حضور کے سامنے لایا ہوں۔

بادشاہ:- لے ارتیز۔ تم ذرا ٹھرو۔ ان خطوں کا مضمون سُننے جاوٗ۔ قاصد تم باہر جاوٗ۔ (قاصد چلا جاتا ہے)

(بادشاہ خط پڑھتا ہی)

"مقتدرِ معلّی۔ آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تنہا حضور کی سلطنت پر چھوڑ دیا گیا ہوں۔ کل خدمتِ والا میں حاضر ہونگا اور طلبگارِ معافی ہوکر اپنی اس عجیب واپسی کا حال عرض کرونگا۔ ہیملٹ"

اس سے کیا مطلب ہوا۔ کیا وہ لوگ بھی جو ہیملٹ کے ساتھ گئے تھے واپس آرہے ہیں۔ یا یہ کل قصّہ ایک فریب ہے اور کوئی بھی واپس نہیں آرہا۔

لے ارتیز:- حضور ہیملٹ کا خط پہچانتے ہیں؟

بادشاہ:- ہیملٹ کا خط ہونے میں مطلق شُبہ نہیں۔ "یہ تنہا" اور نیچے "اکیلا" دونوں لفظ اُسی کے ہاتھ کے لکھے ہیں۔ اب بتاوٗ۔ تمہاری کیا صلاح ہی؟

لے ارتیز:- میں تو یہ سب کچھ دیکھکر حیران اور دنگ ہوں، اچھا ہی۔ آنے دیجئے۔ اس خیال سے میرے بے کسانہ رنج کو ایک طرح کی تقویت ہوتی ہی۔ جب شہزادہ

مجھ سے دو چار ہوگا تو میں اُس کے مُنہ پر کہونگا کہ تو میرے باپ کا قاتل ہے۔

بادشاہ:۔ اگر ایسا ہی ہو تو اے ارتیز، ہیملٹ خواہ انگلستان گیا ہو جہاں میں نے اُسے روانہ کیا ہے یا یہاں واپس آگیا ہو جیسا کہ وہ لکھتا ہی ہر صورت میں مجھ کو وعدہ کرو کہ جو کچھ میں کہونگا وہی تم کروگے۔

لے ارتیز:۔ حضور جیسا فرمائیں گے وہی میں کرونگا۔ بشرطیکہ آپکا حکم یہ نہو کہ درگزر کرکے مصالحت کرلو۔

بادشاہ:۔ مصالحت کا حکم نہیں بلکہ ایسا حکم ہوگا جس میں تمہارے قلب کو تسکین ہو۔ اگر ہیملٹ یہاں آگیا ہے اور اس نے اپنا بحری سفر ناتمام رکھا ہے اور دوبارہ سفر کرنے کا ارادہ نہیں کیا تو پھر میں اسکو ایک ایسے کام میں لگاؤنگا جس کی صورت میں نے پہلے ہی سے سوچ رکھی ہے۔ اور یہ کام ایسا ہوگا جس سے سوائے اس کی موت کے دوسرا نتیجہ نہ نکلے گا۔ اور یہ موت بھی ایسی صورت سے پیش آئے گی کہ ہم پر کسی قسم کا الزام عائد نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی ماں تک سمجھے گی کہ بیٹے کی موت اتفاقیہ ہوئی ہے۔

لے ارتیز:۔ حضور جس طرح فرمائیں گے وہی کرونگا۔ لیکن حضور ایسی کوئی ہدایت نہ کریں کہ ہیملٹ کی موت کا موجب کوئی دوسرا ہو۔ میں نہ ہوں۔

بادشاہ:۔ میں تم ہی کو اُس کا قاتل بنانا چاہتا ہوں۔ جب سے تم سیر و سفر میں زیادہ مصروف رہے ہو ہیملٹ کے کان تک یہ خبر پہونچی ہو کہ تم نے ایک فن میں کمال پیدا کرکے بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ اس خاص فن کے علاوہ دیگر فنون میں تمہاری دستگاہ کا حال سُنکر ہیملٹ کے دل میں اتنا رشک و حسد پیدا نہیں

ہوا۔ اِس خاص فن کو میں ایک ادنیٰ قسم کی چیز سمجھتا ہوں۔

لے ارٹیز:۔ حضور وہ کونسا فن ہے؟

بادشاہ:۔ نوجوانوں کی ٹوپی کا وہ ایک ادنیٰ طرۂ امتیاز ہے اور میرے نزدیک وہ ایک معمولی شغل ہے۔ لیکن جوانوں کے لئے اس کا ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اُن کے لئے باریک اور البیلی پوشاک یا بڈھوں میں سیاہ اونی کپڑے جو متانت کے ساتھ حفظانِ صحت کے بھی مُوجب ہوں۔ دو ماہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ نارمنڈی کا ایک شریف زادہ یہاں وارد ہوا تھا۔ میں خود اُس سے ملا تھا۔ یہ شریف زادہ فرانسیسیوں کے مُقابلے میں لڑ بھی چکا تھا۔ اہلِ فرانس کو گھوڑے کی سواری میں بالعموم بڑی دستگاہ ہوتی ہے مگر یہ نارمن شریف زادہ تو شہسواری میں طلسم وسحر دکھاتا تھا گھوڑے کی پیٹھ پر اس طرح جم کر بیٹھا تھا گویا کہ زمین سے درخت اُگا ہے۔ پھر ایسے عجیب غریب کرتب کرتا تھا کہ سوار گھوڑے کے جسم کا ایک حصّہ معلوم ہوتا تھا جسم ہی نہیں بلکہ فطرت میں بھی گھوڑے کا نصف شریک نظر آتا تھا۔ شہسواری کے متعلق جس قدر شکلیں میرے ذہن میں تھیں وہ ان سب سے بڑھا ہوا تھا۔

لے ارٹیز:۔ حضور نے فرمایا کہ وہ نارمنڈی کا رہنے والا تھا۔

بادشاہ:۔ ہاں وہ قوم نارمن سے تھا۔

لے ارٹیز:۔ واللہ وہ یقینی لامند ہوگا۔

بادشاہ:۔ ہاں نام یہی تھا۔

لے ارٹیز:۔ میں اُسے خوب جانتا ہوں۔ وہ تو اپنی قوم کا زیور ہے۔

بادشاہ:۔ مگر جس فن میں تمہیں کمال حاصل ہے وہ اُسے مجبوراً بیان ہی کرنا پڑا۔

شمشیر و خنجر چلا کر دشمن کی مدافعت میں جو دستگاہ اور ملکہ تمہیں حاصل ہے۔ اس کی خوبیاں پکار پکار کر کہنے لگا کہ اگر کوئی آدمی تمہاری جوڑ کا مل گیا اور دونوں میں مقابلہ ہوا تو یہ چیز قابل دید ہوگی، اور یہ کہ فرانس کے جس قدر شمشیر باز تھے وہ تمہارے ہاتھ دیکھکر اپنی سب تیزی بھول گئے اور اُن کی قوتِ محاربت و صیانت اور جچی نظروں میں فرق پیدا ہونے لگا۔ جب ہیملٹ نے تمہارے یہ کمالات سُنے تو وہ رشک و حسد سے جل اٹھا اور جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو خدا سے دعا مانگنے لگا کہ کاش تم یہاں آتے اور اُس کا اور تمہارا مقابلہ شمشیر چلانے میں ہو جاتا، پس اس صورت میں......

لے ارٹیز:- حضور کس صورت میں؟

بادشاہ:- لے ارٹیز میرا خیال ہے کہ تمہیں اپنے باپ سے بہت محبّت تھی۔ کیا یہ سچ نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایک وقت آتا ہے کہ محبّت شروع ہوتی ہے، اور اس بات کا ثبوت بھی مجھے مل چکا ہے کہ محبّت کی تیزی اور قدر زمانے اور وقت کے گزرنے سے کم ہو جاتی ہے۔ خود عشق میں بھی ایک چیز ایسی موجود ہے جو کبھی کبھی اس شُعلے کو سرد کر دیتی ہے۔ نیکی اور راستی میں بھی ایک موقع ایسا آتا ہے کہ اُنکی وقعت کچھ نہیں رہتی۔ کیونکہ نیکی و راستی کا حال اُس مرض کا سا ہے جو خود اپنی زیادتی سے رفع ہو جاتا ہے۔ اگر ہمیں کسی کام کے کرنے کی خواہش ہے تو اس خواہش کے ساتھ ہی اُسے انجام دیدینا چاہیے۔ کیونکہ خواہش بدلتی رہتی ہے اور اُس میں اتنی رکاوٹیں اور التوا پیدا ہوتے رہتے ہیں جتنی کہ زبانیں، ہاتھ یا حادثات ہوتے ہیں۔ پس اگر ہمیں کوئی کام کرنا ہو تو اس کے خیال کے ساتھ ہی اُسے انجام

دینا ضروری ہوتا ہے اگر اُسکو اُسی وقت انجام نہیں دیا تو پھر وہ ایک ایسی بیکار چیز ٹھہرتا ہے جیسے انسان کے مُنہ سے آہ کا نکلنا جو آہ بھرنے والے کو تسکین بھی دیتی ہے۔ اور تکلیف بھی۔ اچھا۔ اب زخم کے اُس مقام پر آتے ہیں جو سب سے زیادہ پُر درد ہے۔ سُنو، ہیملٹ واپس آگیا ہے۔ کہو کیا ارادہ ہے۔ اپنے باپ کے فرزند ہونے کا ثبوت دوگے یا باتیں ہی باتیں تھیں۔

لے ارٹیز:۔ میں تو گرجا میں بھی اُس کا گلا کاٹنے کو تیار ہوں۔

بادشاہ:۔ حقیقت میں کوئی جگہ بھی دُنیا میں ایسی نہیں جو انسان کا خُون روا رکھتی ہو لیکن انتقام کے لئے کوئی جگہ مانع و مستثنےٰ نہیں مگر لے عزیز لے ارٹیز اگر یہی کرنا ہی تو چند روز اور اپنے کمرے میں بند پڑے رہو۔ ہیملٹ جب واپس آئیگا اور اُسے معلوم ہوگا کہ تم بھی آئے ہوئے ہو اور ہم ایسے آدمی مقرر کریں گے جو تمہاری شمشیر بازی کی تعریفیں اُس کے سامنے کرینگے اور اس فن میں تمہاری شہرت کا ذکر جو اُس نارمن نے کیا تھا اور بھی نمک مرچ لگا کر کیا جائیگا۔ مختصر یہ کہ تم دونوں کا مقابلہ کروا دیا جائیگا اور تم دونوں پر بازیاں لگائی جائینگی کہ کون جیتتا ہے۔ ہیملٹ مزاج کا بہت بے پرواہ ہے۔ طبیعت کا سخی، اور سازش کرنے کا مادّہ مزاج میں مطلق نہیں ہے۔ جب تلواریں لڑنے کو دی جائیں گی تو وہ اُنہیں غور سے نہیں دیکھیگا۔ پس تم ایسی تلوار اُٹھا لینا جس کی نوک پر گھُنڈی نہ لگی ہو اور پھر دغا و فریب کا ایک ہاتھ ہیملٹ کے ایسا رسید کرنا کہ اپنے باپ کے خُون کا بدلہ نکال لو۔

لے ارٹیز:۔ حضور میں ایسا ہی کرونگا اور اس کام کیلئے میں اپنی تلوار پر ایک روغن

ایسا ملونگا جو میں نے ایک اتائی سے خریدا تھا۔ اس روغن کی ہیبت کا یہ حال ہے کہ اگر چاقو کے پھل پر لگا کر ذراسی خراش پہونچادی جائے تو پھر کوئی دوا یا جڑی بوٹی جو چاندنی رات میں چُنی گئی ہو اُسے اچھا نہ کریگی اور اس خراش کا انجام سوائے موت کے دوسرا نہ ہوگا۔ میں اپنی تلوار کی نوک کو اس زہر سے آلودہ کر دونگا۔ اگر یہ نوک ذرا بھی ہیملٹ کو چھوگئی تو پھر اُس کا زندہ بچنا محال ہوگا۔

بادشاہ :- ہمیں اس بات پر کسیقدر اور غور کرلینا چاہیئے اور اس کام کے لئے اور موقعے اور ذریعے بھی سوچ لینے چاہئیں۔ بفرضِ محال اگر تمہاری تدبیر میں کامیابی نہ ہوئی یا اُس کے انجام دیتے دیتے کسیکو پتہ چل گیا تو پھر بہتر یہ ہوگا کہ یہ چال نہ چلی جائے، یا اس چال کے ساتھ اُس کی مدد کے لئے کوئی دوسری ترکیب بھی ہو۔ اگر پہلی چال کارگر نہ ہوتی تو دوسری میں کامیابی یقینی ہوگی۔ اچھا ٹھہرو ذرا غور کرلینے دو۔ تم دونوں پر ہم بازی لگائیں گے۔ ہاں سمجھ میں آگیا جب مقابلے میں تلواریں چلاتے چلاتے تم گرم ہو جاؤ اور پیاس معلوم ہو تو تم تلوار کے ہاتھ اور بھی تیزی سے چلانا تاکہ احساس تشنگی یقینی ہو جائے۔ اُس وقت ہیملٹ پانی پینے کو مانگیگا۔ اس موقع کے لئے ہم شربت کا ایک جام تیار رکھیں گے۔ اگر اس شربت کا ایک قطرہ بھی حلق سے اُتر گیا تو ہمارا مقصود پورا ہوگا۔

(ملکہ اندر آتی ہے)

کہو پیاری ملکہ کیسی ہو؟

ملکہ :- ایک مصیبت پر دوسری مصیبت اتنی جلدی آتی ہے کہ بیچ میں کچھ وقفہ نہیں ہوتا۔ لے ارتیز تمہاری بہن اوفیلیا ڈوب کر مرگئی۔

لے ارتیز:- ڈوب گئی! کہاں؟

ملکہ:- نہر کے کنارے بید مجنوں کا ایک درخت نہر پر چھایا ہی۔ اُس کے پتّوں کی پُشت کی سپیدیاں نہر میں اپنا عکس ڈالتی تھیں۔ یہاں تمہاری بہن عجیب وضع سے طرح طرح کے پھولوں کے کنٹھے پہنے آئی۔ درخت کی جو شاخیں نہر پر جُھکی تھیں اُن پر پھول اور کنٹھے لگانے چڑھی تھی کہ پاؤں رکھتے ہی شاخ ٹوٹی اور یہ پیاری لڑکی پھولوں اور کنٹھوں سمیت اس جُوئے اشکبار میں گری، اس کے کپڑے پانی پر پھیل گئے اور اسی شکل میں پانی کچھ دیر اسے سمندر کی پری کی طرح اپنی سطح پر سنبھالے رہا۔ اور اس حالت میں وہ پُرانے پرانے گیت گاتی رہی۔ جان کے خطرے سے ایسے ناآشنا تھی، کہ پانی کی رہنے والی کوئی حسین مخلوق معلوم ہوتی تھی۔ لیکن دیر تک یہ حالت نہ رہی۔ جب کپڑے پانی میں تر ہو کر بھاری ہو گئے تو یہ غریب جان گیت گاتے گاتے ڈوب کر کیچڑ پانی میں مر گئی۔

لے ارتیز:- ہائے افسوس! اوفیلیا میری پیاری بہن۔ تُو ڈوب گئی۔

ملکہ:- ہاں ڈوب گئی۔

لے ارتیز:- پیاری اوفیلیا۔ تجھے پانی سے اتنا واسطہ رہا ہی کہ میں اب آنسو نہ بہاؤنگا۔ لیکن فطرت حسب دستور آنسو بہانے پر مجبور کرتی ہی۔ گو مردانہ غیرت مانع ہی لیکن جب یہ آنسو خشک ہو جائیں گے تو یہ عورتوں کی سی کمزوری طبیعت سے دور ہو جائیگی۔ اور میں انتقام کے لئے تیار ہو جاؤں گا اس وقت بادشاہ سلامت میں رخصت چاہتا ہوں۔ بہت سے آتشیں الفاظ زبان پر آرہے ہیں۔ لیکن

یہ حماقت کے آنسو آنکی آگ کو بجھائے دیتے ہیں۔

جُزوِ خامس

پہلا منظر :- گرجا سے ملحق قبرستان

دو گورکن نظر آتے ہیں۔

پہلا گورکن :- جس عورت نے خودکشی کی ہو کیا اُس کی میت ایسی جگہ دفن ہوگی جہاں عیسائی دفن کئے جاتے ہیں؟

دوسرا گورکن :- ہاں، ایسی ہی زمین میں دفن ہوگی۔ اس لئے قبر جلد کھود کر تیار رکھو۔ افسرِ تحقیقاتِ اموات نے یہی تجویز کیا ہے کہ تدفین عیسائیوں کے طریقے پر ہو۔

پہلا گورکن :- اگر وہ اپنی جان بچانے کی کوشش میں ڈوبی ہوتی تو البتہ ایسا ہو سکتا تھا۔

دوسرا گورکن :- یہ جو کچھ بھی ہو۔ تحقیقات میں ایسا ہی ثابت ہوا ہے۔

پہلا گورکن :- مجرم نے اپنی صفائی کے وقت ایسی ہی دلیل پیش کی ہوگی۔ اس کے سوا دوسری بات کیا ہو سکتی تھی۔ معاملہ کی کُل صورت یہ ہے کہ اگر میں جان بُوجھ کر

ڈوب مرد ں تو یہ ایک فعل ہوا اور فعل کی تین شاخیں ہوا کرتی ہیں۔ کرنا۔ انجام دینا۔ اور عمل۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دیدہ ودانستہ نہیں ڈوبی۔

دوسرا گورکن:۔ نہیں بھیا۔ خدا تمہیں نیکی دے۔ ذرا سنو تو۔

پہلا گورکن:۔ ذرا مجھے تو کہہ لینے دو۔ فرض کیا یہاں پانی ہے اور وہاں آدمی کھڑا ہے۔ اگر یہ آدمی پانی کے پاس جاکر عمداً ڈوب مرے، اس میں چاہے وہ اپنی مرضی سے گیا ہو یا بلا مرضی بہرکیف وہ جاتا ضرور ہے۔ اچھا۔ اس بات کو بھولنا نہیں۔ اگر پانی اس آدمی کے پاس آکر اسے ڈبو دے تو پھر نہیں کہہ سکتے کہ آدمی خود ڈوبا ہے۔ پس جو آدمی اپنی جان گھونے کا مجرم نہیں اُس کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے اپنی زندگانی کم کردی۔

دوسرا گورکن:۔ کیا یہ قانون ہے؟

پہلا گورکن:۔ ہاں قسم ہے۔ اموات کی تحقیقات کا قانون یہی ہے۔

دوسرا گورکن:۔ سچ پوچھو تو بات اتنی ہے کہ اگر یہ میت کسی بڑے گھرانے کی نہ ہوتی تو پھر اسکو اس زمین سے باہر دفن کیا جاتا۔ جہاں عیسائیوں کے مُردے دفن ہوتے ہیں۔

پہلا گورکن:۔ یار سچ پوچھو تو پتے کی بات تم نے یہ کہی ہے۔ دُنیا میں بڑے آدمیوں میں جتنی ہمت ڈوب مرنے یا پھانسی لے لینے کی ہوتی ہے وہ مفلس اور غریب عیسائیوں میں نہیں ہوا کرتی۔ چل بے میرے بیلچے آگے چل۔ باغ بانوں، زمین کھودنے والوں اور گورکنوں کے سوا دُنیا میں کوئی شریف نہیں۔ کیونکہ ان کا پیشہ وہی ہے جو آدم کا پیشہ تھا۔

دوسرا گورکن :- کیا آدم بھی شریف تھے ؟

پہلا گورکن :- آدم تو دنیا میں پہلے شریف تھے جن کے پاس اوزار اور ہتھیار تھے۔

دوسرا گورکن :- ارے یار جا بھی۔ آدم کے پاس اوزار اور ہتھیار کہاں سے آئے۔

پہلا گورکن :- ارے کیا تو کافر ہے۔ انجیل کا مطلب اتنا بھی نہیں سمجھتا۔ سن۔ انجیل میں آیا ہے کہ "آدم نے زمین کھودی"۔ کیا بغیر اوزار کے زمین کھود سکتے تھے۔ اچھا۔ ایک اور بات تجھ سے پوچھتا ہوں۔ اگر جواب نہ دیا تو پھر قائل ہونا پڑیگا کہ تو نرا......

دوسرا گورکن :- ارے کیا بکتا ہے ؟

پہلا گورکن :- اچھا بتا۔ وہ کون ہے جو معمار، جہاز بنانے والے یا بڑھئی سے بھی زیادہ مضبوط کام بناتا ہے ؟

دوسرا گورکن :- وہ جو پھانسی کا تختہ تیار کرے۔ کیونکہ یہ تختہ ایک ہزار مجرموں کو پھانسی دینے کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

پہلا گورکن :- ایمان سے۔ بات اچھی کہی۔ پھانسی کا تختہ اس میں شبہ نہیں کہ اچھی چیز ہے کیونکہ مجرموں کے ساتھ وہ بھلائی کرتا ہے۔ پس جب تو نے کہا کہ پھانسی کا تختہ گرجا کی عمارت سے بھی زیادہ مضبوط ہوتا ہے تو پھر یہی تختہ تیرے لئے اچھا ہو گا۔ اچھا، پھر سوچکر جواب دے۔

دوسرا گورکن :- یہی پوچھتا ہے نا کہ معمار جہاز بنانے والے اور بڑھئی سے کون زیادہ مضبوط عمارت بناتا ہے ؟

پہلا گورکن :- ہاں یہی پوچھا ہے۔ بتاؤ نا۔ پھر چھٹی۔

دوسرا گورکن :- ٹھہرو۔ کچھ کچھ سمجھ میں آیا ہے۔

پہلا گورکن :- پھر بتاتے کیوں نہیں؟

دوسرا گورکن :- قسم ہے یار۔ میں ہارا۔ تو ہی بتا کیا جواب ہے۔

(ہیملٹ اور ہوریشیو دور سے نظر آتے ہیں)

پہلا گورکن :- بس اب اپنی سمجھ پر زیادہ زور نہ ڈال۔ سست گدھے پر جب تک ڈنڈے نہ پڑیں وہ کب قدم آگے ڈالتا ہے۔ اگر پھر کوئی تجھ سے یہ سوال کرے تو کہنا "گورکن" کیونکہ جو گھر گورکن بناتا ہے وہ قیامت تک سلامت رہیگا۔ اچھا دوست۔ ذرا یوکان کی دکان سے ایک کوزہ شراب کا تو لے آ۔ (پہلا گورکن چلا جاتا ہے۔ دوسرا قبر کھودنے میں مصروف ہے۔ اور گاتا بھی جاتا ہے)

جوانی میں عاشق بنے تو خوب دل کھولکر بنے
سمجھا تھا کہ عاشقی بڑی شیریں چیز ہے
لیکن وقت گزرنے پر معلوم ہے کہ بالکل بے فائدہ ہے۔

ہیملٹ :- کیا اس شخص کو کام میں اتنا خیال بھی نہیں کہ قبر کھود رہا ہے اور گاتا بھی جاتا ہے؟

ہوریشیو :- قبریں کھودتے کھودتے اس بات کی حس نہیں رہی کہ ایسے غم کے موقع پر خوشی کا اظہار درست نہیں۔

ہیملٹ :- بالکل سچ ہے۔ جو ہاتھ زیادہ مشقت نہیں کرتے انکا احساس نازک ہوجاتا ہے۔

پہلا گورکن :- (گاتا ہے)

لیکن عمر رواں نے چپکے چپکے آکر مجھے اپنے پنجوں میں پکڑ لیا
اور موت کی اقلیم میں اسطرح پہونچادیا کہ گویا جوان ہوا ہی نہ تھا

(ایک کھوپری نکال کر اوپر پھینکتا ہے)

ہیملٹ:- (کھوپری اُٹھا کر کہتا ہے) ہوریشیو- اِس کاسۂ سر میں کبھی زبان ہوگی جس سے وہ نغمہ سرائی کرتا ہوگا- اِس گورکن گنوار نے اُسے نکال کر زمین پر اِس طرح پھینک دیا کہ گویا وہ قابیل (ابن آدم) کے کلّے کی ہڈی ہے- قابیل وہ تھا جس نے دُنیا میں سب سے پہلا قتل کیا تھا- ممکن ہے کہ یہ سر کسی ماہرِ سیاست کا ہو اور جس تک اب اس کوڑھ مغز گدھے کی پہونچ ہو گئی اور اُس نے اُٹھا اُسے زمین پر پھینک دیا اور یہ ماہرِ جہانبانی ایسا ہو کہ خدا تک کو دھوکا دینے کو تیار ہو- کیوں میں درست کہتا ہوں یا نہیں؟

ہوریشیو:- ہاں، بالکل ممکن ہے۔

ہیملٹ:- یا یہ سر کسی بڑے درباری کا ہو جو آقا کے سامنے حاضر ہو کر کہا کرتا تھا "خداوند آداب بجا لاتا ہوں- حضور کا مزاج کیسا ہے؟" یا ممکن ہے کہ یہ سر فلاں فلاں حضورِ والا کا ہو جو فلاں فلاں جنابعالی کے گھوڑے کی تعریف کرتے تھے اور مطلب یہ تھا کہ گھوڑا حضورِ والا کی نذر کر دیا جائے۔

ہوریشیو:- بجا ہے۔

ہیملٹ:- اور بیگم کرم کے ہاتھ پڑ کر نہ وہ صورت رہی نہ شکل- گورکن کے بیلچے کھا کر کبھی اِدھر آتا ہے اور کبھی اُدھر جا پڑتا ہے- واہ یہ بھی کس بلا کا انقلاب ہے اور ہمارے سمجھنے کے لئے کیسی عبرتناک بات پیدا کرتا ہے- کیا اِن ہڈیوں کی پرورش و پرداخت میں اتنی زحمت بھی نہ اُٹھانی پڑی تھی کہ آج یہ ہڈیاں گیڑیاں بنا کر کھیلنے کے قابل ہو گئیں- اس خیال سے سر میں درد و گرانی پیدا ہوتی ہے۔

پہلا گورکن :۔ (گاتا ہے)

ایک کُدال اور ایک پھاوڑا اور
ایک کفن پہننے کو ہو۔
اور زمین میں ایک گڑھا کھُدوا جائے۔
آج جو مہمان آرہا ہے اُسکی یہی خاطر و مدارات ہے۔
(ایک کھوپڑی اور نکالکر پھینکتا ہے)

ہیملٹ :۔ لو ایک سر اور آیا۔ ممکن ہے کہ یہ کسی بڑے قانون داں کا سر ہو۔ اب وہ اُسکی باریک بینیاں، وہ مُوشگافیاں، قانونی حیلے حوالے، وہ نالشات، مقدمات اور عرضی دعوے کدھر گئے؟ اب کیوں وہ اس گنوار کی گندی کدال کی چوٹیں اپنے اُوپر لے رہا ہے۔ مار پیٹ کا استغاثہ کیوں دائر نہیں کر دیتا۔ ممکن ہے یہ سر کسی مالدار کا ہو جو زندگی میں بڑی بڑی اراضی خریدا کرتا تھا۔ وہ اُس کے تمسکات، دستاویزات پٹے، رسیدیں، بیع نامے اور رہن نامے کہاں گئے۔ اب تو اس کھوپڑی میں سوائے مٹی کے اور کچھ نہیں بھرا۔ کیا یہ دستاویزات اب کوئی حق بیع و شری اسکے لئے نہیں پیدا کرتے۔ ان دستاویزات کے مکمل و مصدقہ ہونے میں کلام نہیں۔ قبالے اور رہن نامے اس کثرت سے ہیں کہ وہ اس تابوت کے صندوق میں نہیں سما سکتے۔ اور زمینوں کے اس مالک کے پاس سوائے اس تابوت کے اور کچھ باقی نہیں ہے۔

ہوریشیو :۔ حضور بالکل بجا ہے۔ سوائے اس تابوت کے اب وہ کچھ نہیں رکھتا۔

ہیملٹ :۔ کیا وہ چرمی قرطاس جسپر دستاویزات تحریر ہوتی ہیں بھیڑ کے چمڑے

سے نہیں تیار کیا جاتا؟

ہوریشیو :- حضور، کبھی کبھی وہ بچھڑے کی کھال سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

ہیملٹ :- بس اب کوئی اِن دستاویزات پر بھروسا کرے تو اُسے بھیڑ یا بچھڑا تصور کرنا چاہیئے۔ میں ذرا اِس گورکن سے باتیں کرتا ہوں۔ گورکن۔ یہ قبر کس کی ہے؟

پہلا گورکن :- میری ہے۔ (گاتا ہے۔)

زمین میں گڑھا کھودنا ہے۔

اور یہی مہمان کی بڑی تواضع ہے۔

ہیملٹ :- ہاں، میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ قبر تیری ہے کیونکہ تو قبر میں کھڑا جھوٹ بول رہا ہے۔

پہلا گورکن :- سرکار، تو قبر سے باہر کھڑے جھوٹ بولتے ہیں لیکن قبر آپ کی نہیں ہے۔ میں قبر میں کھڑا جھوٹ نہیں بولتا مگر اِس پر بھی قبر میری ہے۔

ہیملٹ :- تو جھوٹا ہے۔ قبر میں جیتا جاگتا موجود ہے اور اس پر بھی قبر اپنی بتاتا ہے۔ قبر تو مُردے کی ہوا کرتی ہے۔ زندہ کی کب ہوتی ہے۔

پہلا گورکن :- یہ تو بڑا چلتا ہوا جھوٹ ہے۔ اب وہ پھر میری طرف سے آپ کی طرف پہونچتا ہے۔

ہیملٹ :- کس مرد کیلئے یہ قبر کھودی گئی ہے؟

پہلا گورکن :- کسی مرد کیلئے نہیں کھودی گئی ہے۔

ہیملٹ :- تو کیا کسی عورت کیلئے کھودی گئی ہے؟

پہلا گورکن :- سرکار نہ کسی مرد کیلئے کھودی گئی ہے نہ کسی عورت کے لئے۔

ہیملٹ :- اچھا بتا اِس میں کون دفن ہو گا؟

پہلا گورکن :- وہ جو کسی زمانے میں عورت تھی۔ خدا رحم کرے وہ مر گئی۔

ہیملٹ :- یہ گورکن تو بات بڑی جچی تلی کہتا ہے۔ اِس سے گفتگو کرنے میں تو بڑا قانون و قاعدہ درکار ہے۔ ورنہ اگر سوال میں ذرا بھی شبہ ہوا تو جواب ٹھیک نہ دیگا۔ ہوریشیو، قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زمانہ کچھ ایسا بدلا ہے کہ کمینے شریفوں کی پیروی میں اپنے پاؤں کے انگوٹھوں سے انکی ایڑیاں زخمی کرتے ہیں۔ اچھا میاں گورکن بتاؤ تم کتنے دن سے گورکن کا پیشہ کرتے ہو؟

پہلا گورکن :- برس کے تمام دنوں میں اُس خاص دن سے جبکہ ہمارے بادشاہ ہیملٹ نے فورٹن براس پر غلبہ پایا تھا۔

ہیملٹ :- اِس بات کو کتنا عرصہ ہوا؟

پہلا گورکن :- کیا آپ نہیں بتا سکتے؟ یہ بات تو ہر بے وقوف بتا سکتا ہے۔ یہ وہی دن تو تھا جبکہ ہمارا نوجوان شہزادہ ہیملٹ پیدا ہوا تھا۔ یہ وہی شہزادہ ہے جو دیوانہ ہو گیا ہے اور انگلستان بھیجا گیا ہے۔

ہیملٹ :- کچھ معلوم ہے کہ انگلستان کیوں بھیجا گیا ہے؟

پہلا گورکن :- اس لئے کہ وہ پاگل ہو گیا تھا۔ وہاں اپنے حواس میں آجائیگا اور اگر نہ بھی آیا تو وہاں اس سے کچھ زیادہ فرق نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ وہاں سب آدمی ہمارے شہزادے کی طرح پاگل ہیں۔

ہیملٹ :- شہزادہ پاگل کیونکر ہو گیا؟

پہلا گورکن :- لوگ کہتے ہیں کہ کچھ عجیب طرح سے دیوانہ ہوا ہے۔

ہیملٹ :- عجیب طرح سے کیونکر ؟

پہلا گورکن :- اس طرح کہ ہوش و حواس معطل ہو گئے۔

ہیملٹ :- کس بناء پر ؟

پہلا گورکن :- یہ تو سرکار یہی بنا ہیں۔ لڑکپن سے لیکر اب تک مجھے گورکنی کرتے تیس برس ہو لئے ہیں۔

ہیملٹ :- اچھا بتاؤ۔ مردہ قبر میں کتنے دن تک بغیر سڑے رہ سکتا ہے ؟

پہلا گورکن :- اگر مرنے سے پہلے نہ سڑ چکا ہو۔ کیونکہ آج کل چیچک کی لاشیں بہت دیکھنے میں آتی ہیں جو قبر میں رکھتے رکھتے سڑ اٹھتی ہیں۔ بس تو سمجھئے کہ آٹھ نو برس تک مردہ قبر میں بغیر سڑے پڑا رہیگا۔ چمڑا رنگنے والا البتہ نو برس تک قبر میں نہیں بگڑیگا۔

ہیملٹ :- کیوں اُسے زیادہ دن کیوں لگیں گے ؟

پہلا گورکن :- چمڑا رنگتے رنگتے اُس کی کھال ایسی پکّی ہو جاتی ہے کہ مدت تک پانی اُس پر اثر نہیں کرتا، اور آپ کا پانی آپ کے مُردہ جسم کو سب سے زیادہ گلانے والا ہے۔ اچھا لیجئے یہ کھوپری ملاحظہ ہو۔ جس کی یہ کھوپری ہے اُسکو مرے ہوئے ایک بیسی تین برس ہو گئے۔

ہیملٹ :- یہ کھوپری کس کی ہے ؟

پہلا گورکن :- یہ بڑا ہی شریر اور پاگل آدمی تھا۔ سرکار کے خیال میں بھلا کون تھا ؟

ہیملٹ :- مجھے نہیں معلوم۔

پہلا گورکن :- سرکار وہ بڑا ہی پاگل اور شریر تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے انگوری شراب کا پورا خم میرے سر پر اُلٹ دیا تھا۔ اچھا سرکار بتاتا ہوں، یہ کھوپری یورک کی ہے جو بادشاہی دربار کا مسخرا تھا۔

ہیملٹ :- یہ کھوپری۔

پہلا گورکن :- ہاں سرکار یہی کھوپری۔

ہیملٹ :- (کھوپری اُٹھاتا ہے) ذرا مجھے دیکھنے دو۔ افسوس غریب یورک۔ ہوریشیو، میں اِسے خوب جانتا ہوں یہ انتہا درجے کا ظریف اور زندہ دل شخص تھا۔ ہزارہا مرتبہ وہ مجھے اپنے کندھوں پر چڑھائے پھرا ہے۔ لیکن اب وہ کیسا بھیانک اور نفرت کے قابل ہو گیا ہے۔ مجھے تو دیکھنے سے اُبکائی آتی ہے۔ یہاں وہ ہونٹ تھے جنہیں خُدا جانے میں نے کتنی مرتبہ پیار کیا تھا۔ اب وہ تیری ہنسیاں، قہقہے، اُچھل کُود، وہ تیرے گیت کیا ہوئے اور وہ لطائف و ظرائف کدھر گئے جنکو سُنکر کوئی شخص میز کے گرد ایسا نہ ہوتا تھا جو مارے ہنسی کے بیتاب نہ ہو جائے۔ اب اُن میں ایک بھی نہیں جو کم سے کم تیرے ان نکوسے دانتوں کو مُنہ چڑائے۔ ہونٹ سب گل گئے۔ دانت ہی دانت رہ گئے۔ اچھا میری حسین و نازک بیگم کے کمرے میں کوئی جائے اور اُس سے کہے کہ چہرے پر رنگ ایک انچ گہرا لگائے۔ کیونکہ آخیر میں یہی صورت اُس کی بھی ہونے والی ہے اور میری نازک بیگم اگر اسکو لطیفہ سمجھکر ہنسنے لگے تو ہنسنے دو۔ ہوریشیو، مہربانی کر کے ایک بات تو بتاؤ۔

ہوریشیو :- حضور وہ کیا بات ہے فرمایئے۔

ہیملٹ :- کیا قبر میں اسکندر کی بھی یہی صورت ہو گئی ہو گی ؟

ہوریشیو:- یہ تو یقینی امر ہے۔

ہیملٹ :- اور اس میں سے بھی ایسی ہی بدبو آتی ہو گی۔ اُف فوہ!

(یورک کی کھوپڑی زمین پر رکھ دیتا ہے)

ہوریشیو:- یقینی حضور۔

ہیملٹ :- ہوریشیو، مرنے کے بعد ہماری مٹّی کی بھی کیسی بُری گت بنتی ہے۔ ذرا تصوّر سے کام لو۔ کیا یہ خیال میں نہیں آسکتا کہ اسکندر کی شریف خاک ایک پیپے کے سوراخ کو بند کرتی ہو۔

ہوریشیو:- حضور اس طرح خیال کرنا تو ایک عجیب بات ہو گی۔

ہیملٹ :- بالکل نہیں۔ اسکندر کی خاک کا پتہ چلانے میں اس حد تک پہونچنا کہ ایک پیپے کے سوراخ پر تھوپی گئی ہو گی بالکل آسان ہے۔ سنو۔ اسکندر مر گیا۔ اسکندر زمین میں دفن ہوا۔ مر کر مٹی ہو جانا ضروری ہے۔ مٹی اور ریت ملا کر گارا بناتے ہیں۔ پس اس گارے سے جس کی شکل اسکندرِ اعظم نے اِس وقت اختیار کی ہے کیا ممکن نہیں کہ اس سے ایک پیپے کے سوراخ کو بند کر دیا جائے۔

پُر صولت و حشمت سیزر مر کر مٹی ہو گیا۔ یہ مٹّی ہوا کو روکنے کے لئے ایک روزنِ دیوار کو بند کر سکتی ہے۔ وہ مٹی جو تمام دُنیا کو لرزہ براندام رکھتی تھی، آج ایک دیوار کے روزن پر تُھپ کر سردِ ہواؤں کو روکتی ہے۔

لیکن خاموش! خاموش! ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔ بادشاہ کی سواری آتی ہے۔

رہبت سے پادری صفیں باندھے، اوفیلیا کا
جنازہ، لے ارٹیز، ماتم کرنے والے، اور اُن کے
پیچھے بادشاہ اور ملکہ مع حالی موالی کے آتے
ہیں۔)

بادشاہ اور ملکہ کس چیز کے پیچھے آ رہے ہیں۔ ماتمی مراسم میں اتنی کمی کیوں کی گئی ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ جس کی یہ میت ہو اُس نے اپنے ہی ہاتھوں اپنی جان تلف کی ہے اور اس کے ساتھ معلوم ہوتا ہو کہ کسی بڑے گھرانے کی میت ہے۔ آؤ کہیں چھپ بیٹھیں اور دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔

لے ارٹیز:۔ اور کیا رسمیں کرنی ہیں؟

ہیملٹ:۔ یہ شخص جس نے ابھی بات کی ہے لے ارٹیز ہے۔ بڑا شریف آدمی ہے۔ ذرا دیکھتے رہو آگے کیا ہوتا ہے۔

لے ارٹیز:۔ کیا کوئی اور رسم کرنی ہے؟

پہلا پادری:۔ میت کے متعلق جس قدر رسموں کی اجازت دی گئی تھی اُن سے زیادہ کی گئی ہیں۔ موت مشتبہ تھی۔ اگر بادشاہ کا حکم کلیسائی احکام پر غالب نہ ہوتا تو میت اُس زمین میں دفن کی جاتی جو متبرک نہ تھی۔ اور آپ کی یہ ہمشیرہ اُسی نامتبرک زمین میں اُس وقت تک پڑی رہتی کہ اسرافیل صورِ قیامت پھونکتے اور قبر پر دعائیں پڑھ کر دم کرنے کی جگہ اُس پر ٹھیکرے، پتھر اور سنگریزے پھینکے جاتے۔ لیکن ہم نے اجازت دی کہ دوشیزگی کے پھولوں کا تاج وہاں رکھا جائے اور کنواری میت کے لئے جس طرح پھول بچھائے جاتے ہیں اس کیلئے بھی بچھائے جائیں۔ اور جب تک

میت قبر تک پہونچے گرجا کا گھنٹہ برابر بجتا ہے اور عیسائیوں کی طرح تمام مراسمِ تدفین ادا کئے جائیں۔

لے ارٹیز:۔ تو اب اس کے بعد اور کچھ کرنا باقی نہیں رہتا۔

پہلا پادری:۔ نہیں نہیں۔ اگر ہم زیادہ رسمیں کرینگے اور میت کی قبر پر اس کی بخشش کے لئے دعائیں مانگیں گے تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ ہم شعارِ کلیسا کو ناپاک و نجس کرتے اور ایک ایسی میت کے لئے عاقبت میں راحت و آرام پیدا کرنا چاہتے ہیں جو صرف ایسے مرنے والے کیلئے مخصوص ہے جس نے قدرتی طور پر اپنی جان خدا کے سپرد کی ہو۔

لے ارٹیز:۔ میت کو قبر میں رکھدے۔ اس کی پاک و مطہر خاک سے نرگس و سوسن کے پھول کھلیں گے اور اے کم ظرف پادری سن لے میری بہن خدا کے تخت کے پاس فرشتوں کی صف میں کھڑی ہوگی اور تو اس وقت جہنم میں پڑا درد و عذاب میں روتا اور چیختا ہوگا۔

ہیملٹ:۔ کیا یہ حسین اوفیلیا کا جنازہ ہے؟

ملکہ:۔ (میت پر پھول ڈالتے ہوئے) پیاروں کے لئے یہ پیارے پھول۔ خدا کو سونپا۔ میں سمجھتی تھی کہ تو میرے ہیملٹ کی دلہن بنیگی اور میں تیری شادی کی سیج سجاؤنگی۔ یہ کیا خبر تھی کہ تیری قبر پر پھول ڈالونگی۔

لے ارٹیز:۔ اے سر گونہ رنج والم جو وہ چند آفات و آلام بن کر نازل ہوئے اور اس کے ہوش و حواس معطل کردئے۔ لوگو ابھی اس پر مٹی نہ ڈالو مجھے ذرا اسے گلے لگا لینے دو۔

(لے ارٹیز قبر میں کود پڑتا ہے)

اچھا اب زندہ اور مُردہ دونوں پر مٹی ڈالو اور اتنی ڈالو کہ یہ مسطح قبر اونچی ہوتے ہوتے ایک پہاڑ ہو جائے اور پہاڑ بھی اتنا بلند ہو کہ کوہ پیلیون سے اور نیلی فام جبل اولمپس سے جس کی چوٹی آسمان سے باتیں کرتی ہے زیادہ مُرتفع ہو جائے۔

ہیملٹ :- (آگے بڑھکر) یہ کون ہے جس کے غم میں اتنا جوش و خروش ہو۔ جس کی آہ و فغاں گردش کرتے ستاروں پر بھی اپنا سحر کر کے اُن کی گردش کو روک دیتی ہے۔ اور جس کی آہیں انجم فلک کے کانوں کو بھی زخمی کر ڈالتی ہیں۔

یہ میں ڈنمارک کا شہزادہ ہیملٹ ہوں (ہیملٹ بھی قبر میں کود پڑتا ہے)۔

لے ارٹیز :- شیطان تیری روح قبض کرے (لے ارٹیز اور ہیملٹ قبر میں لڑنے لگتے ہیں)

ہیملٹ :- قبر میں دعائے مغفرت کی جگہ شیطان سے فریاد کرنا درست نہیں۔ مہربانی کر کے گلے سے اپنی انگلیاں ہٹا لو۔ گو میرے مزاج میں غصہ زیادہ نہیں ہے پھر بھی کوئی چیز مجھ میں ایسی موجود ہے جو خطرناک اور خوفناک ہے۔ اگر تم میں عقل ہے تو اُس چیز سے خوف کرو۔ لے ارٹیز میرے گلے سے اپنا ہاتھ ہٹا لو۔

بادشاہ :- ان دونوں کو پکڑ کر قبر سے باہر کر دو۔

ملکہ :- ہیملٹ! ہیملٹ!

سب پکارتے ہیں :- شریفو۔ شریف زادو۔ بس جانے دو۔

ہوریشیو :- شہزادے صاحب۔ ذرا غصے کو کم کیجیے۔

(خدام شاہی دونوں کو علیحدہ کرتے ہیں اور دونوں قبر سے باہر آتے ہیں)

ہیملٹ :۔ مجھے تو اس بات پر اس وقت تک لڑنا ہے جب تک کہ میری پلکیں دیدوں پر حرکت کرنا بند نہ کردیں۔

ملکہ :۔ بیٹا وہ کونسی بات ہے جس پر تجھے لڑنا ہے؟

ہیملٹ :۔ مجھے اوفیلیا سے عشق تھا اور اتنا عشق تھا کہ چالیس ہزار بھائیوں کی محبت بھی میرے عشق کو نہ پہونچ سکتی تھی۔

ملکہ :۔ تو اب تو اس کے لئے کیا کریگا؟

بادشاہ :۔ اے ارتنیز جانے دو ہیملٹ دیوانہ ہے۔

ملکہ :۔ اے ارتنیز خدا کے واسطے جو کچھ وہ کہتا ہے اسے گوارا کرلو۔ اس کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرو۔

ہیملٹ :۔ مسیح مجروح کی قسم۔ بتا کہ تو اسکے لئے کیا کرسکتا ہے؟ کیا تو اس کے لئے روئیگا؟ فاقے کریگا، لڑیگا، یا اپنے تئیں پھاڑ ڈالے گا؟ کیا تو سرکہ پیئے گا؟ پورا گھڑیال کھا جائیگا؟ نہیں، تجھ سے کچھ بھی نہ ہوسکیگا اور میں یہ سب کچھ کرنے کو تیار رہوں۔ کیا تو عورتوں کی طرح رونے کو یہاں آیا تھا اور میرے مقابلے میں اپنی محبت جتانے کو قبر میں کود پڑا۔ اور کیا تو زندہ ہو کر مردے کے ساتھ دفن ہونا چاہتا تھا؟ یہ صرف میں کرسکتا ہوں۔ اور اگر تو پہاڑوں کی ڈینگ مارتا ہے تو سن کہ تو لاکھوں کروڑوں ایکڑ مٹی مجھ پر اور اوفیلیا پر ڈالدے حتیٰ کہ یہ تودہ خاک اتنا اونچا ہو کہ اس کی چوٹی سورج کی گرمی سے جھلسنے لگے اور کوہ اوسا اس کے مقابلے میں ایک گومڑا یا مسا نظر آنے لگے۔

ملکہ :۔ یہ حالت محض جنون کی ہے اور جب یہ دورہ ختم ہوجائیگا تو پھر یکلخت وہ ایک

مسکین قمری کی طرح خاموش ہو جائیگا جو اپنے دو زرّیں پر بچّوں کو نکال کر ان پر غمگین صورت بنائے بیٹھی ہوتی ہے۔

ہیملٹ :- لے ارٹینز ہا سُنتے ہو۔ تم نے میرے ساتھ کیوں ایسا بُرا برتاؤ کیا؟ اسکی وجہ کیا ہے؟ تم سے مجھے ہمیشہ محبّت تھی۔ ہرکیولیز کو جو کچھ کرنا ہے کرنے دو لیکن کُتّے اور بلّی کا بھی ایک دن آنے والا ہے۔

(ہیملٹ چلا جاتا ہے۔)

بادشاہ :- ہوریشیو، مہربانی کر کے تم شہزادے کے ساتھ رہو۔

(ہوریشیو چلا جاتا ہے۔)

(لے ارٹینز سے) صبر کرو۔ شب گذشتہ جو گفت گو تم سے ہوئی تھی اُس سے اب تمہارے جی کو تقویت ہونی چاہیئے۔ ہم اب اس معاملہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ملکہ گرترود! تم اپنے فرزند پر نگہبان مقرر کرو۔ اِس قبر پر ایک زندہ یادگار قائم ہوگی، اور مجھے اُمید ہے کہ جلد امن و سلامتی کا زمانہ آنے والا ہے۔ اِس وقت ہمیں صبر سے کام لینا چاہیئے۔

دوسرا منظر :- شاہی محل میں ایک بڑا ایوان۔

ہیملٹ اور ہوریشیو اندر آتے ہیں۔

ہیملٹ :- اِس وقت جو کچھ گذرا وہ تو تم نے دیکھ ہی لیا۔ اب میرے سفر کا حال سُنو۔ سفر اختیار کرنے کی وجہ تو تم کو معلوم ہے۔

ہوریشیو :- حضور خوب معلوم ہے۔

ہیملٹ :- ہوریشیو، جب میں جہاز پر سوار ہوا تو دل میں کچھ ایسی کشمکش تھی کہ

نیند نہ آئی اور میری پریشانی اور بے چینی کا یہ عالم تھا کہ باغی ملاح بھی جنکے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوں اتنے بےچین اور پریشان نہ ہوتے ہونگے۔ اسی حال میں مجھے طیش آیا اور اس کا آنا میرے حق میں مبارک ہوا معلوم رہنا چاہیے کہ بعض وقت بے سوچے سمجھے بھی کوئی بات کر بیٹھنی ہمارے حق میں مفید اور بکار آمد ہو جاتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں بڑے فکر و غور کے منصوبے اور سازشیں بھی اتنی کارگر نہیں ہوتیں۔ اس سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہم کیسی ہی بھدی اور نامعقول کوئی چیز گھڑیں مگر اُسکو صحیح شکل و صورت دینے والا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔

ہوریشیو:۔ اس میں کیا شک ہے۔

ہیملٹ:۔ غرض یکایک طیش میں آ قبا یونہی گلے میں ڈالے اُٹھا اور اندھیرے میں اُن دونوں (روزنکرانز اور گلڈنسٹرن) کو ڈھونڈھنے لگا، اور جب اُن کے قریب پہونچا تو چپکے سے اُن کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جو کچھ ہاتھ لگا اُسکو لئے اپنے کمرے میں آیا۔ حالتِ خوف میں تمام قاعدے اور قوانین دل سے مفقود ہوئے اور وہ فرمان جو میں نے اُن کی جیب سے نکالا تھا اُس کی مُہر توڑ کر اُسے پڑھا۔ جب پڑھا تو ہوریشیو کیا بتاؤں اس میں بادشاہ کی خباثت و شرارت کیسی بھری تھی۔ بڑی عبارت آرائی کے ساتھ بادشاہِ ڈنمارک نے بادشاہِ انگلستان کی مزاج پُرسی کی تھی اور میری نسبت نہایت سخت و سنگین الزام لگا کر قطعی حکم تھا کہ فرمان کے پڑھتے ہی بلا تاخیر یعنی اتنی مُہلت بھی نہ دی جائے کہ تبر کو سان رکھکر تیز کر لیا جائے۔ میرا سر تن سے جُدا کر دیا جائے۔

ہوریشیو:۔ حضور کیا ایسا ممکن تھا؟

ہیملٹ:۔ لو یہ فرمان موجود ہے۔کسی وقت فرصت میں اسے پڑھ لینا۔ اس وقت تو یہ سُن لو کہ میں نے اسکے بعد کیا کیا۔

ہوریشیو:۔ ضرور فرمائیں۔

ہیملٹ:۔ جب میں نے دیکھا کہ شرارتوں اور فتنوں کے دامِ بلا میں بُری طرح گرفتار ہوا ہوں اور اُن کی سازش بہت پہلے اِس سے کہ میں کچھ اس بارے میں غور کر سکا تھا شروع ہوئی تھی تو میں بیٹھ گیا اور جو فرمان وہ لیکر چلے تھے۔ اُس کی جگہ ایک دوسرا فرمان نہایت خوشخط لکھنے لگا۔ کسی زمانے میں آجکل کے مُدبّرانِ مصلحتِ مُلکی کی طرح مجھے بھی خیال ہو چلا تھا کہ خوشنویسی شریفوں کا شیوہ نہیں اور خوشخطی میں مشق بہم پہونچانے کے بعد میں نے اپنا خط بگاڑنا شروع کیا۔ لیکن ہوریشیو اس وقت اُس نے بڑا کام دیا۔ ہوریشیو کیا تم جاننا چاہتے ہو کہ میں نے فرمان میں کیا عبارت تحریر کی۔

ہوریشیو:۔ ہاں حضور سُنائیے۔

ہیملٹ:۔ میں نے اپنے چچا کلادیوس کی طرف سے نہایت اصرار سے درخواست کی اور تحریر کیا کہ چونکہ انگلستان بادشاہِ ڈنمارک کے ساتھ سچا اتحاد رکھتا ہے اور اُسے اُمید ہے کہ دونوں بادشاہوں میں جو محبّت اور تعلق ہے وہ ہمیشہ درختِ خرما کی طرح پھولتا پھلتا رہیگا اور امن و سلامتی کے کنٹھے پہنے ہم دونوں اس طرح سب میں کھڑے نظر آئینگے جیسے دو جملوں میں علامت عطف ہوتی ہے۔ اور ان کے علاوہ بہت سے اہم و ضروری امور یاد دلا کر لکھا کہ اس تحریر کو پڑھتے ہی بلا تردد یا آئندہ

کسی بحث کے خیال کے اس فرمان کے حاملوں کو فوراً ہلاک کر دیا جائے اور انہیں اتنی مہلت بھی نہ دی جائے کہ موت کے وقت وہ پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر سکیں۔

ہوریشیو:۔ حضور نے اپنی اس تحریر پر مہر کس کی لگائی؟

ہیملٹ:۔ اس میں خدا معاون و مددگار ہوا۔ اتفاق سے میرے والد کی مہر میرے خریطے میں تھی۔ اور اسی کے نمونے پر ڈنمارک کی شاہی مہر تیار ہوئی تھی، غرض میں نے اپنی تحریر کو اصلی تحریر کی طرح تہہ کر کے اور بادشاہِ ڈنمارک کے دستخط اس پر بنا کر آخر کار لفافے پر مہر کر دی۔ اور چپکے سے پھر جا کر جہاں سے پہلی تحریر نکالی تھی وہیں یہ نئی تحریر رکھ دی۔ اس ردوبدل کا حال کسی پر نہ کھلا۔ دوسرے دن قزاقوں سے لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تمہیں معلوم ہی ہے۔

ہوریشیو:۔ تو یہ سمجھنا چاہیے کہ روزنکرانز اور گلڈنسٹرن مرنے جا رہے ہیں۔

ہیملٹ:۔ سنو ہوریشیو۔ جو لوگ میرے قتل کی سازش میں ایسے ذوق و شوق سے شریک ہوئے ہوں وہ مجھے کیونکر عزیز ہو سکتے تھے۔ ان کی ناکامی خود ان کی چالوں کا نتیجہ ہوئی۔ ایسے کمزور آدمیوں کا، دو زبردست آدمیوں کے بیچ میں آ جانا جیسے کہ میں اور میرا چچا ہے، خطرناک ہوتا ہے۔

ہوریشیو:۔ یہ بادشاہ بھی عجیب ہے۔

ہیملٹ:۔ ہوریشیو، ذرا سمجھو تو جس وقت خیال آتا ہے کہ اس میرے چچا کلادیوس نے میرے باپ کو جان سے مارا۔ میری ماں کو بے عزتی کا داغ لگایا۔ میرے اور تخت ڈنمارک کے درمیان آ کر مجھے بادشاہی سے محروم رکھا جس کا میں مستحق تھا اور اس پر بھی وہ میری جان کا ایسا لاگو ہوا کہ ماہی گیر بھی مچھلی کی جان کا اتنا دشمن نہیں ہوتا۔

اور یہ کُل کام نہایت دھوکے فریب اور دغا سے کئے۔ تو کیا پھر ایک پاک ضمیر کا فرض نہ تھا کہ اس بازو سے اُس کا کام تمام کیا جائے۔ کیا ایک مرضِ متعدی کے مریض کو جو دوسروں کے لئے خطرناک ہو اس بات سے روکنا کہ وہ دوسروں کی تکلیف میں زیادتی نہ پیدا کر سکے ایسی چیز ہو سکتا ہے جس کا عذاب مجھے اُٹھانا پڑے۔

ہوریشیو:۔ بادشاہ کے پاس سے تھوڑے دن میں انگلستان سے خبر آجائے گی کہ وہاں اس معاملے میں کیا ہوا۔

ہیملٹ:۔ بلاشبہ تھوڑی مدت میں بادشاہ پر کُل حال روشن ہو جائیگا۔ لیکن بیچ کا زمانہ تو میرا ہے۔ انسان کی زندگی ختم کرنے میں دیر ہی کیا لگتی ہے۔ لیکن میرے اچھے ہوریشیو، اے ارتیبز کے ساتھ میں اپنے آپ کو بالکل بھول گیا۔ اس کا مجھے بڑا قلق اور افسوس ہے، کیونکہ مجھے اپنا حال دیکھکر اس کی حالت کا اندازہ کرنا چاہیئے تھا۔ میں اُس سے پھر ملکر یہ بات صاف کر لونگا۔ اصل بات یہ ہے کہ اُس نے اپنی بہن کے مرنے پر اپنا غم کچھ ایسا بڑھا چڑھا کر ظاہر کیا کہ مجھے اُس پر بیحد غصہ آگیا۔

ہوریشیو:۔ خاموش رہیئے۔ کوئی ادھر آرہا ہے۔

(اوسرک داخل ہوتا ہے)

اوسرک:۔ شہزادہ والا قدر۔ ڈنمارک میں حضور کی واپسی پر مُبارکباد عرض کرتا ہوں۔

ہیملٹ:۔ میں نہایت ادب انکسار کے ساتھ جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں (ہوریشیو سے مخاطب ہو کر) تم اس پانی پر اُڑنے والی مکھی سے واقف ہو؟

ہوریشیو:۔ نہیں حضور، میں واقف نہیں۔

ہیملٹ :۔ تو تم بڑے خوش قسمت ہو کیونکہ اس سے واقف ہونا ایک قسم کی مذموم حرکت ہے۔ اس کے پاس زمین بہت ہے اور وہ بڑی سیر حاصل و شاداب ہے۔ جانوروں کا رئیس جانور ہی کو ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ جانور صاحب املاک ہو تو اس کے دانہ گھاس کی کُنڈالی بادشاہ کے دسترخوان پر رکھی جائے گی۔ دیکھتے ہو، کیسا کوّے کی طرح کائیں کائیں کرتا ہے۔

اوسرک :۔ کرم فرما۔ اگر حضور کو فرصت ہو تو بادشاہ سلامت کی فرمائی ہوئی ایک بات عرض کروں۔

ہیملٹ :۔ حضور۔ میں اُسے دل و جان سے سُنونگا آپ ٹوپی سر پر رکھ لیں۔ ٹوپی سر کے لئے ہوتی ہے۔

اوسرک :۔ حضور۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت گرمی بہت ہے۔

ہیملٹ :۔ نہیں جناب میرا یقین کریں، اس وقت سردی بہت ہے ہوا شمال کی چل رہی ہے۔

اوسرک :۔ حضور۔ سردی البتہ زیادہ ہے۔

ہیملٹ :۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرے مزاج کے آدمی کے لئے اس وقت گرمی زیادہ ہے۔

اوسرک :۔ حضور بجا ہے۔ گرمی اتنی ہے کہ عرض نہیں کر سکتا۔ لیکن بادشاہ سلامت نے مجھے آپ کے پاس یہ کہنے کو بھیجا ہے کہ جہاں پناہ نے آپ پر ایک بڑی بھاری شرط لگائی ہے۔ یہی امر تھا جو......

ہیملٹ :۔ میں نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہوں۔ آپکو یاد ہوگا۔

(اوسرک سے ٹوپی سر پہ رکھنے کو کہتا ہے)

اوسرک :- نہیں شہزادۂ والاجاہ سچ عرض کرتا ہوں کہ ٹوپی میں اپنے سر پر اپنے آرام کیلئے نہیں رکھتا۔ حضور سنیں کہ حال میں ایک شخص لے ارٹیز نامی شاہی دربار میں وارد ہوا ہے۔ یقین فرمائیں کہ نہایت شریف آدمی ہے۔ مذاق سلیم رکھتا ہے اور شریفوں کی طرح نہایت باتمیز ہے۔ اُس کی حرکات وسکنات سب خوشگوار ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں عرض کرسکتا ہوں کہ وہ آدمی کیا ہے تو اخلاق و ضوابط کی ایک زندہ کتاب ہے جو حسب ضرورت دوسرے شخص کو مطالعہ کرنی چاہیئے کیونکہ حضور اُس کی ذات میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک شریف زادے میں ہونی چاہئیں۔ وہ بڑی خوبیوں کا آدمی ہے اور اپنے عمدہ اوصاف کو نہایت احسن طریقے پر ظاہر کرتا ہے۔

ہیملٹ :- جو کچھ آپ نے اس کی نسبت فرمایا اس سے اُسکو کچھ نقصان نہیں پہونچتا۔ گو مجھے علم ہے کہ اس کی تمام خوبیوں اور اوصاف پسندیدہ کی اگر ایک فہرست تیار کی جائے تو وہ اتنی ہوگی کہ ایک بڑے عالم ریاضیات کے حافظے کو بھی چکر میں ڈال دے اور سبکو شمار کرنے میں وہ بھی قاصر رہے۔ لیکن میں اُنکی تعریف صرف اس حد تک ضرور صحیح خیال کرتا ہوں کہ وہ بڑی لیاقت اور قابلیت کا شخص ہے، اور اُس کے جملہ اوصاف اس قدر عدیم المثال ہیں کہ اُن کے بیان کرنے میں بجز اس کے کوئی دوسری صورت نہیں ہے کہ آئینہ لے کر اُسکو اُس کی صورت دکھا دی جائے۔ اور کوئی شخص جو اُس کی نقل اُتارے اُس کی حقیقت بجز ایک عکس کے اور کچھ نہ ہوگی۔

اوسرک :۔ حضور نے اُس کا حال ایسا صحیح بیان کیا ہے کہ اس میں غلطی کا ہرگز احتمال نہیں۔

ہیملٹ :۔ لیکن جناب من۔ اس گفتگو سے فی الواقع حاصل کیا ہے کہ ہم ایک شریف کا حال اپنی اپنی نامعقول عبارت میں بیان کریں؟

اوسرک :۔ حضور بجا ہے۔

ہیملٹ :۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اُس شریف زادے کے حالات سادے طرز و الفاظ میں بیان کئے جائیں، آپ تو ضرور ساری عبارت میں اُس کے حالات بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت اُس کے ذکر سے منشا کیا ہے۔ اُن صاحب کا اسمِ گرامی کیا ہے؟

اوسرک :۔ لے ارٹیز۔

ہوریشیو :۔ اوسرک کا خزانۂ الفاظ خالی ہو گیا ہے اور اس کے سرمایہ میں جسقدر طلائی الفاظ تھے وہ سب صرف ہو چکے ہیں۔

ہیملٹ :۔ اچھا اُس کا نام لے ارٹیز ہے۔

اوسرک :۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور اس سے واقف نہیں ہیں؟

ہیملٹ :۔ اس سوال کے جواب میں آپ جو کچھ دریافت فرماتے ہیں اے کاش آپکو علم ہوتا کہ میں اُس سے ناواقف ہوں۔ لیکن اگر آپکو اس کا علم بھی ہوتا تو مجھے اس سے کیا نفع تھا۔ اور فرمایئے۔

اوسرک :۔ تو حضور اس سے واقف نہیں ہیں کہ وہ کیسی لیاقت اور خوبیوں کا آدمی ہے۔

ہیملٹ :۔ مجھے خواہی نخواہی تو اس امر کا دعویٰ نہ ہونا چاہیے کہ میں لے ارٹیز کی

خوبیوں سے واقف ہوں۔ اس میں تو گویا اپنی خوبیوں سے اُس کی خوبیوں کا مقابلہ کرنا پڑیگا۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کی خوبیوں کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اُن سے واقف ہوں" تاوقتیکہ وہ نہ جانتا ہو کہ وہی خوبیاں خود اپنے میں موجود ہیں۔

اوسرک :۔ حضور، خوبیوں سے میرا مطلب صرف یہ تھا کہ "تلوار چلانے میں وہ بہت ہوشیار اور مشّاق ہے۔ ہر شخص کی زبان پر ہے کہ اس فن میں دوسرا اس کی مثل نہیں ہے۔

ہیملٹ :۔ اُس کا ہتھیار کیا ہے؟

اوسرک :۔ سیدھی سیف اور خنجر۔

ہیملٹ :۔ اچھا۔ یہی دو ہتھیار چلانے وہ جانتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب کو اور کیا فرمانا ہے؟

اوسرک :۔ جہاں پناہ نے ایک فرانسیسی سے حضور پر شرط لگائی ہے کہ اگر حضور ہارے تو بادشاہ سلامت چھ بربری گھوڑے دینگے اور اگر لےارٹیز ہارا تو وہ فرانسیسی چھ افرنجی تلواریں اور چھ خنجر مع اُن کے ساز و سامان کے بادشاہ کی نذر کریگا۔ تلواروں کے آویزے نہایت ہی خوبصورت اور بیش بہا ہیں۔ اور اُن پر بھی وہی کام ہے جو تلواروں اور خنجروں کے قبضوں پر ہے۔

ہیملٹ :۔ "آویزوں" سے جناب کا کیا مطلب؟

ہوریشیو :۔ حضور کو متن میں اِس لفظ کا کیا پتہ چلیگا جب تک حاشیہ پڑھکر اس کے معنی تحقیق نہ کرلیں گے؟

اوسرک :- آویزوں سے مطلب وہ تسمے اور فیتے ہیں جن سے کمر میں تلوار لٹکائی جاتی ہے۔

ہیملٹ :- بہتر ہو کہ آویزوں کی جگہ یہی جملہ جو آپ نے ابھی فرمایا ہی استعمال کیا جائے۔ ہاں تو شرط ہیں ایک جانب ملک بربر کے چھ گھوڑے اور دوسری جانب چھ افرنجی تلواریں مع سازوسامان کے بدی گئی ہیں، گویا یہی شرط فرانس اور ڈنمارک میں ہماری شمشیر بازی پر ہوتی ہے۔

اوسرک :- لیکن بادشاہ سلامت نے اس شرط میں اتنی بات اور بڑھا دی ہے کہ آپکی نو ضربیں لے ارٹیز کی بارہ ضربوں کے برابر سمجھی جائیں گی۔ اگر لے ارٹیز کی ضربیں بارہ سے بڑھ گئیں تو وہ جیت جائیگا، جہاں پناہ چاہتے ہیں کہ دونوں صاحبوں کا مقابلہ فوراً ہو جائے۔ اب جیسا حضور جواب دیں گے وہی بادشاہ سلامت کی خدمت میں عرض کرونگا۔

ہیملٹ :- اگر میں نے مقابلہ سے انکار کر دیا تو کیا ہوگا؟

اوسرک :- حضور میرے عرض کرنیکا مطلب صرف اتنا تھا کہ جناب والا اس مقابلے میں شرکت فرمانا پسند کرینگے۔

ہیملٹ :- اچھا میں اسی ایوان میں دن کے ایسے حصے میں جبکہ میں ورزش کیا کرتا ہوں آؤنگا۔ تلواریں وہاں موجود رہنی چاہئیں۔ اگر فریقین کی مرضی ہوئی اور بادشاہ سلامت اپنی شرط پر قائم رہے تو دو ہی باتیں ہونگی، یا تو مقابلے میں جیت کر بادشاہ سلامت کو اُن کی بدی ہوئی بازی جتا دونگا یا نتیجہ شرمندگی اور وہ چوٹیں ہونگی جو فریقِ مخالف میرے جسم پر پہونچائیگا۔

اوسرک :- ارشاد ہو تو جو کچھ حضور نے فرمایا ہے، بجنسہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں۔

ہیملٹ :- ہاں۔ مضمون اتنا ہی ہو، رہی الفاظ کی زیب و زینت تو اُس کا آپ کو اختیار رہے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اوسرک :- جنابِ والا، یہ خاکسار اپنی خدمات پیش کر کے بصد عجز و نیاز حضور سے رُخصت چاہتا ہے۔ (چلا جاتا ہے)

ہیملٹ :- مجھے بھی اپنا ادنیٰ ملازم سمجھئیے! اس کام میں اس شخص کو اپنی خدمات پیش کرنا ہی مناسب تھا۔ کیونکہ ایسے شستہ اور پُر تکلف الفاظ پر دوسرا کون قادر ہو سکتا ہے۔

ہوریشیو :- واللہ۔ حضور، اوسرک تو بو طیط چڑیا کے بچے کی طرح انڈے سے نکلتے ہی ابھی چھلکا سر پر چپکا ہے، دوڑا ہوا بادشاہ سلامت کے پاس گیا ہے کہ حضور کے جواب سے بادشاہ کو مُطلّع کرے۔

ہیملٹ :- یہ تو وہ ہے جس نے شیر خوارگی کے زمانہ میں ماں کی چھاتی مُنہ میں لیتے وقت اس جُرأت اور آزادی کی معافی ماں سے مانگی تھی۔ اِس طرح اِس اوسرک اور اُس کے قبیل کے اکثر لوگوں کو میں جانتا ہوں جن کی یہ گندی دُنیا تعریفیں کرتی ہے۔ جہاں کسی کو وقت کی راگنی پہچاننی آ گئی پھر اُس میں ایک سطحی اخلاق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اخلاق کیا ایک مجموعہ جھاگوں اور کفوں کا ہوتا ہے۔ مگر یہ کف اور جھاگ ایسے ہوتے ہیں کہ اُن لوگوں کی رائے کے مقابلے میں بھی قائم رہتے ہیں جو اپنے خیالات کو اناج کی طرح پھٹک پھٹک کر میل کُچیل سے صاف کر لیتے ہیں۔

لیکن پھر بھی اُن کی حقیقت اتنی ہی ہو کہ جہاں پھونک مار دیہ جھاگ اور بلبلے ٹوٹ کر سب فنا ہو جاتے ہیں۔

(اُمرائے دربار میں سے ایک امیر آتا ہو)

امیر:- جہاں پناہ نے نوجوان اوسرک کو حضور کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اب وہ بادشاہ سلامت کی حضور میں خبر لایا ہے کہ جنابِ والا ایوانِ شاہی میں بندگانِ عالی کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ جہاں پناہ دریافت فرماتے ہیں کہ کیا آپ لے ارٹینز سے شمشیر بازی کے لئے اسوقت تیار ہیں، یا کچھ دیر بعد ارادہ فرمائیں گے؟

ہیملٹ:- میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اُسی پر قائم ہوں۔ جہاں پناہ کی جو کچھ خوشی ہو وہی میری خوشی ہے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ مقابلہ اسی وقت ہو تو میں حاضر ہوں۔ بہرکیف اِس وقت یا آیندہ کسی وقت بشرطیکہ میں ایسا ہی آمادہ ہوں جیسے کہ اس وقت ہوں مقابلہ کے لئے حاضر ہوں گا۔

امیر:- بادشاہ اور ملکہ سلامت دونوں تشریف لا رہے ہیں۔

ہیملٹ:- خوشا نصیب کہ وہ تشریف لا رہے ہیں۔

امیر:- ملکہ سلامت چاہتی ہیں کہ مقابلے سے پیشتر آپ لے ارٹینز کی کچھ خاطر و تواضع کر دیں۔

ہیملٹ:- ملکہ کا یہ ارشاد نہایت معقول و مُناسب ہے (امیر چلا جاتا ہے)

ہوریشیو:- جو شرط آپ پر بدی گئی ہو وہ آپ ہارتے معلوم ہوتے ہیں۔

ہیملٹ:- میرا خیال ایسا نہیں ہے، کیونکہ جب سے لے ارٹینز فرانس گیا ہے میں برابر مشق کرتا رہا ہوں۔ جتنی ضربیں میرے لئے مُقرر ہوتی ہیں اُن کے اعتبار سے تو مجھے

جیتنے کی اُمید ہے۔ لیکن ہوریشیو کیا بتاؤں کہ اِس وقت میرا دل کتنا پریشان اور سراسیمہ ہے۔ مگر دل کی حالت سے اِس وقت کیا بحث ہو۔

ہوریشیو:۔ حضور، پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔

ہیملٹ:۔ ہار جانے کا خیال محض ایک بیوقوفی ہے اور اس سے عورتوں کا سا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔

ہوریشیو:۔ اگر حضور کی طبیعت کسی بات کو ناپسند کرتی ہو تو آپ اپنی طبیعت کی پابندی کریں۔ میں ایوان میں بادشاہ اور ملکہ کا انتظار کرونگا اور جب وہ آئینگے تو عرض کر دونگا کہ شہزادے کی طبیعت اسوقت حاضر نہیں ہو۔

ہیملٹ:۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہمیں کسی شگون کی پروا نہیں، ایک چھوٹی سی چڑیا کی موت پر بھی تقدیر پہلے سے حکم لگا دیتی ہے۔ تقدیر کا لکھا پورا ہونا لازمی ہے۔ اگر اسوقت وہ پوری ہونے والی ہو تو اِس وقت ورنہ آئندہ ضرور پوری ہوگی۔ تقدیر کے لئے آمادہ و تیار رہنا بڑی بات ہے۔ جو کچھ اپنے پاس ہی جب مر کر کچھ اپنے قبضے میں نہ رہے گا تو پھر دنیا کو جلد چھوڑنے کا کیا غم۔

(بادشاہ، ملکہ، اُمرائے دربار، اوسرک، خُدّام
شاہی تلواریں وغیرہ لئے اندر آتے ہیں)

بادشاہ:۔ ہیملٹ اِدھر آؤ۔ میں اپنی طرف سے یہ ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔

(بادشاہ، لے ارٹیز کا ہاتھ ہیملٹ کے ہاتھ میں دیتا ہے۔)

ہیملٹ:۔ لے ارٹیز۔ تم مجھے معاف کر دو۔ میں نے تمہارے ساتھ ناانصافی کی، لیکن اگر شریف ہو تو تم مجھے معاف کر دوگے۔ بادشاہ کو معلوم ہے اور غالباً تم نے بھی

سُنا ہوگا کہ میں آجکل کیسا قسمت کا مارا ہو رہا ہوں۔ جو کچھ میں نے کیا اُس سے تمہاری طبیعت ضرور مُکدّر رہوئی ہوگی۔ میں سب کے سامنے کہتا ہوں کہ وہ حالتِ جنُون تھی جس میں ہیملٹ نے لے ارٹیز کی عزّت کو صدمہ پہونچایا۔ لیکن کیا ہیملٹ نے لے ارٹیز کو یہ صدمہ پہونچایا؟ نہیں، ہیملٹ ہرگز اس کا باعث نہیں ہوا۔ اگر ہیملٹ اپنی طبیعت اور فطرت سے خارج ہوجائے اور جب وہ ہیملٹ ہی نہ ہو تو پھر وہ لے ارٹیز کے ساتھ کوئی بے انصافی یا بدسلوکی نہیں کرسکتا۔ پس ہیملٹ اُسے صدمہ پہونچانے کا باعث نہیں ہوا۔ ہیملٹ کو اس سے قطعی انکار ہے۔ تو پھر لے ارٹیز کی عزّت کو صدمہ پہونچانے والا کون تھا؟ ہیملٹ نہ تھا بلکہ اُس کی دیوانگی تھی۔ اگر یہی بات ہے تو ہیملٹ بھی اُن میں ہے جنہیں نقصان پہونچا۔ ہیملٹ کی دیوانگی ہیملٹ کی دشمن ہے۔ پس لے ارٹیز میرے اس اعتذار کو سُنکر کہ میں نے دیدہ و دانستہ تمہیں نقصان نہیں پہونچایا تم مجھے اپنی طبیعت کی فیاضی و دریا دلی سے معاف کردوگے۔ یہ سمجھو کہ ایک ناسمجھ لڑکے کی طرح میں نے تیر چھوڑا تھا جو مکان کے اُوپر سے گذر کر میرے بھائی کے جا لگا۔

لے ارٹیز:۔ میرے قدرتی خیالات کو جو اس انتقام کے سب سے بڑے مُحرک ہیں آپکے اس فرمانے سے ضرور اطمینان ہوگیا۔ لیکن میری ذاتی عزّت کو جو صدمہ پہونچا ہے اسکے اعتبار سے میں مجبور ہوں کہ میں آپکا دوست ہو کر نہ رہوں اور آپ سے علیحدگی رکھوں۔ میرا اور آپ کا ملاپ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک قوم کا کوئی مُعزز بُزرگ جو آئینِ فطرت و عزّت کا ماہر ہو مجھے اس بات کا یقین نہ دلادے کہ سابقہ نظائر ایسی موجود ہیں کہ میں آپ سے مصالحت کرسکتا ہوں۔ پس یہی صورت ہے جسمیں

میں اپنی عزت و آبرو کو برقرار رکھ سکتا ہوں۔ جو خُلق و محبت آپ نے ظاہر فرمایا ہے اُسکو میں خُلق و محبت ہی سمجھونگا۔ اور آپ کو کبھی نقصان نہ پہونچاؤنگا۔

ہیملٹ:۔ میں یہ منظور کرتا ہوں اور اب اپنے بھائی سے دوستانہ مُقابلہ پر آتا ہوں۔ اور سچے دل سے اُس سے شمشیر بازی کے لئے تیار ہوتا ہوں۔ ہمیں تلواریں دی جائیں آؤ تلوار کے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔

لے ارٹیز:۔ ایک تلوار مجھے بھی دی جائے۔

ہیملٹ:۔ میری کم مشقی کی حالت میں تمہاری مشق و مہارت اس طرح چمکیں گی جیسے اندھیری رات میں آسمان پر ستارے چمکتے ہیں۔

لے ارٹیز:۔ یہ تو آپ مجھے چھیڑتے ہیں۔

ہیملٹ:۔ نہیں، قسم ہے اس ہاتھ کی میں چھیڑتا نہیں۔

بادشاہ:۔ نوجوان اوسرک ان دونوں کو تلواریں دو۔ شہزادے جو شرط ہم نے لگائی ہے وہ تو تم کو معلوم ہے نا؟

ہیملٹ:۔ حضور مجھے خوب معلوم ہے۔ حضور نے کمزور فریق کے لئے شرط میں تفاوت رکھا ہے۔

بادشاہ:۔ مجھے اِس کا مطلق خوف نہیں کہ تم ہارو گے۔ میں تم دونوں کی اِس فن میں مہارت دیکھ چکا ہوں مگر چونکہ تمہارا حریف مقابل زیادہ مہارت رکھتا ہے اِس لئے شرط میں چند ضربوں کا فرق رکھا ہے۔

لے ارٹیز:۔ یہ تلوار بھاری بہت ہے۔ دوسری تلوار دیکھنے دو۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تلواروں کی لمبان تو سب ایک ہی ہے۔

اوسرک:۔ فدوی حاضر ہے۔

بادشاہ:۔ سامنے کی میز پر شراب کے پیالے آراستہ کرو۔ اگر ہیملٹ لے ارٹیز کے پہلی یا دوسری ضرب لگائے یا وہ لے ارٹیز کا تیسرا وار بچا جائے تو حکم ہو کہ قلعہ کے تمام دمدموں سے توپیں سر ہوں۔ بادشاہ اس دُعا کے ساتھ جامِ شراب نوش کریگا۔ کہ ہیملٹ کا دم بڑھے۔ شراب کے پیالے میں ایک موتی بھی ڈال جائے اور یہ موتی وہ ہو جس کی قیمت چار مُسلسل شاہانِ ڈنمارک کے تاجوں کے موتیوں سے زیادہ ہو۔ جامِ شراب مجھے دو۔ نقاروں کی آواز پر نفیر بجیں اور نفیر کی آواز ہر بار توپچیوں کو ہوشیار کرے اور توپوں کی گرج آسمان تک پہونچے۔ آسمان سے ان کی صدائے بازگشت زمین پر آئے۔ اچھا تو ہیملٹ کا جامِ صحت نوش کرتے ہیں۔ مُقابلہ شروع ہو۔ اور تم جو حکم مُقرر ہوئے ہو غور سے دیکھتے رہو۔

ہیملٹ:۔ لے ارٹیز آؤ۔

لے ارٹیز:۔ آیئے شہزادے صاحب (مُقابلہ شروع ہو جاتا ہے)

ہیملٹ:۔ ایک ضرب میری صحیح ہوئی۔

لے ارٹیز:۔ نہیں۔

ہیملٹ:۔ انصاف شرط ہے۔

اوسرک:۔ ہیملٹ کی ضرب صحیح ہونے میں ذرا بھی شُبہ نہیں۔

بادشاہ:۔ ٹھہرو۔ مجھے شراب دو۔ ہیملٹ یہ موتی تمہارا ہوگیا۔ اور لو یہ تمہارا جامِ صحت نوش کرتا ہوں۔

(نفیر بجتے ہیں اور توپوں کی آوازیں آتی ہیں)

یہ جامِ شراب ہیملٹ کو دو۔

ہیملٹ :۔ ابھی شراب نہ پیونگا۔ یہ بازی ختم ہو جانے دیجئے۔ جامِ شراب وہیں رہنے دو۔ لے ارٹیز آؤ پھر تلوار کے ہاتھ ہو جائیں۔ دوسری ضرب بھی میری ہو گئی۔ تم کیا کہتے ہو؟

(دونوں پھر تلوار چلاتے ہیں)

لے ارٹیز :۔ ہاں آپکی تلوار مجھے چھو ضرور گئی ہے۔ اتنا مانتا ہوں۔

بادشاہ :۔ ہمارا فرزند جیت جائیگا۔

ملکہ :۔ ڈیل کا بھاری ہے اور دم بھی پھول چلا ہے۔ بیٹا میرا رومال لیکر پیشانی کا پسینہ پونچھ لو۔ ہیملٹ میرے فرزند، میں تیرے جیتنے کے لئے جامِ شراب نوش کرتی ہوں۔

ہیملٹ :۔ اچھا اماں۔ اچھا۔

بادشاہ :۔ گرٹرڈ ہرگز یہ شراب نہ پینا۔

ملکہ :۔ میں تو ضرور پیونگی۔ معاف فرمائیں۔ مجھے یہ شراب پینے دیں۔

بادشاہ :۔ (علیحدہ) یہ جام تو وہ ہے جس میں زہر ملا تھا۔ اب کیا ہو سکتا ہے، ملکہ تو پی چکی۔

ہیملٹ :۔ اماں۔ میں ابھی نہیں پیونگا۔ ذرا صبر کیجئے۔

ملکہ :۔ بیٹا، میرے پاس آ۔ میں تیری پیشانی کا پسینہ پونچھ دوں۔

لے ارٹیز :۔ بادشاہ سلامت، حکم ہو تو ہیملٹ کے ضرب لگاؤں۔

بادشاہ :۔ میں نہیں سمجھتا کہ ضرب لگا سکوگے۔

لے ارٹیز:۔ (علیحدہ) میرا ضمیر مجھے منع کرتا ہے۔

ہیملٹ:۔ آؤ، تیسری بار بھی ہو جائے۔ لے ارٹیز تم توقف کیوں کرنے لگے ؟ میں کہتا ہوں کہ جس قدر پھرتی ممکن ہے اُس سے ضرب لگاؤ۔ تم تو مجھے کچھ سمجھتے ہی نہیں۔

لے ارٹیز:۔ ایسا خیال ہے تو آیئے (دونوں تلوار چلاتے ہیں)

اوسرک:۔ وار کسی کا بھی سخت نہیں پڑا۔

لے ارٹیز:۔ اچھا اب سہی (لے ارٹیز زہر آلودہ تلوار سے ہیملٹ کو زخمی کرتا ہے اس کشمکش میں تلواریں دونوں کے ہاتھ سے گر جاتی ہیں۔ لے ارٹیز کی تلوار ہیملٹ اور ہیملٹ کی لے ارٹیز اُٹھا لیتا ہے، اور اب ہیملٹ لے ارٹیز کو زخمی کرتا ہے)

بادشاہ:۔ دونوں کو علیحدہ کر دو۔ انہیں غصہ آ گیا ہے۔

ہیملٹ:۔ لے ارٹیز پھر آؤ۔

اوسرک:۔ جہاں پناہ، ملکہ سلامت کا حال تو دیکھیں۔

ہوریشیو:۔ فریقین زخمی ہو گئے ہیں اور لہو بہہ رہا ہے، شہزادہ ہیملٹ، حضور کا کیا حال ہے ؟

اوسرک:۔ لے ارٹیز تمہارا کیا حال ہے ؟

لے ارٹیز:۔ میرا حال تو اُس سدھے ہوئے جانور کا سا ہو رہا ہے جو دوسروں کو پکڑنے کے لئے پھندے کے پاس باندھا جاتا ہے۔ اور خود پھندے میں پھنس جاتا ہے۔ میں خود اپنے فریب و دغا کا شکار ہوا ہوں، اور یہی ہونا بھی چاہیئے تھا۔

ہیملٹ:۔ ملکہ کا کیا حال ہے ؟

بادشاہ:۔ تم دونوں کا لہو بہتا دیکھ کر غش آ گیا ہے۔

ملکہ:- نہیں نہیں۔ شراب میں کچھ تھا۔ اور مجھ پر اب زہر کا اثر ہے۔

(ملکہ مر جاتی ہے)

ہیملٹ:- دغا، فریب، دروازے بند کر دو۔ اور دغاباز کو گرفتار کرو۔

لے ارٹیز:- وہ دغاباز میں موجود ہوں۔ ہیملٹ کوئی دوا دنیا میں اب ایسی نہیں جو تمہیں شفا بخشے۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ کی جان تم میں اب باقی نہیں، جو تلوار تمہارے ہاتھ میں ہے اُس کی نوک پر گھنڈی نہیں ہے اور نوک زہر آلود ہے۔ میں نے یہ دھوکا دینا چاہا تھا مگر وہ دھوکا اب خود مجھ پر چل گیا۔ اب میں گرتا ہوں اور گر کر پھر نہ اٹھونگا۔ ہیملٹ، تمہاری ماں کو زہر دیا گیا ہے اب مجھ سے بات نہیں ہوتی۔ سارا الزام بادشاہ پر ہے بادشاہ پر۔

ہیملٹ:- کیا تلوار کی نوک زہر میں بجھی ہے؟ آ زہر اپنا کام کر۔ (ہیملٹ بڑھکر وہی تلوار بادشاہ کے سینے میں بھونک دیتا ہے)

بادشاہ:- دوستو ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ مجھے اِس دشمن سے بچاؤ۔ صرف تھوڑی سی خراش آئی ہے۔

ہیملٹ:- ارے بدبخت۔ حرامکار۔ بے گناہوں کا خون کرنے والے۔ لعین کلادیوس۔ یہ زہر جو بچا ہے وہ بھی پی۔ اسی میں موتی بھی پڑا ہے۔ میری ماں جہاں مری ہے تو بھی مر جا۔

(بادشاہ مر جاتا ہے)

لے ارٹیز:- اس کی یہی سزا تھی۔ یہ زہر وہ ہے جسے بادشاہ نے خود تیار کیا تھا۔ شریف ہیملٹ، اب مجھے معاف کرنا۔ میری اور میرے باپ کی موت کا باعث تم نہ تھے۔

اور نہ میں تمہاری موت کا باعث ہوا ہوں۔

(لے آرٹیز مرجاتا ہے)

ہیملٹ:۔ لے آرٹیز! خدا تجھے ایسے الزام سے بری رکھے۔ میں بھی تیرے ہی ساتھ چلتا ہوں۔ ہوریشیو میں مرتا ہوں۔ اے بدنصیب ملکہ تجھے خدا کو سونپا۔ لوگو! جو صورت زرد کئے کھڑے لرزتے ہو۔ جو زبان سے کچھ نہیں کہتے اور اس ہولناک منظر کو حیرت سے بت بنے دیکھ رہے ہو۔ اگر میرے پاس وقت ہوتا اور یہ موت کا ظالم حولدار میری گرفتاری میں اتنی جلدی نہ کرتا اور مجھکو تھوڑی سی مہلت بھی دیتا تو میں ان دردناک واقعات کی پوری کیفیت بیان کرتا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ ہوریشیو، میں مرتا ہوں۔ تم زندہ رہو۔ جن لوگوں کے دل میں شبہ ہو اُن سے میرا اور اس کل قصے کا احوال بیان کر دینا۔

ہوریشیو:۔ ہرگز یقین نہ رکھیئے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہونگا۔ میرا حال بھی پُرانے زمانے کے رومانیوں کا سا ہے، آجکل کے ڈنمارک والوں کا سا نہیں ہے۔ تھوڑی سی زہر آمیز شراب ابھی اس پیالے میں باقی ہے۔

ہیملٹ:۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہوریشیو، اگر تو مرد ہے اور مُروت رکھتا ہے۔ پیالہ مجھے دے۔ (ہوریشیو پیالہ اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔)

خُدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ ہوریشیو پیالہ مجھے دیدے۔ پیارے ہوریشیو ذرا خیال تو کر کہ میرے مرنے کے بعد لوگ مجھے کس قدر مطعون و بدنام کریں گے۔ اگر سچی بات ظاہر نہ کی گئی اور معاملہ اسی حال میں رہا جس میں کہ اس وقت ہے۔ اگر تجھے کبھی مجھ سے محبت تھی اور تیرے دل کو کبھی مجھ سے تعلق تھا تو تھوڑے دن اور اس

خوشی سے مُنہ پھیرے جو موت لانے والی ہے، درد و تکلیف کے ساتھ اس جور و ظلم کی دُنیا میں اِس غرض سے جیتا رہ کہ میرے متعلق صحیح واقعات بیان کریگا (دور سے سپاہیوں کے مارچ کرنے اور بندوقوں کے چھوٹنے کی آواز آتی ہے۔) یہ آواز کیسی ہے؟

اوسرک :۔ نوجوان فورٹن براس جو پولستان سے فتح پاکر واپس آرہا ہے، انگلستان کے سفیروں کی سلامی اُتارتا ہے۔

ہیملٹ :۔ ہوریشیو۔ میں مرتا ہوں۔ یہ قاتل زہر اب میری رگوں میں اثر کرنے لگا۔ اِنگلستان سے خبر آنے تک میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈنمارک پر حکومت کے لئے فورٹن براس کا انتخاب ہوگا۔ میں بھی مرتے وقت اُسی کے لئے رائے دیتا ہوں۔ اور جب اُس سے ملو تو میری طرف سے یہی کہدینا۔ اور کم و بیش یہاں کے حالات سے بھی اُسے آگاہ کرنا، باقی سناٹا ہے۔

(ہیملٹ مرجاتا ہے۔)

ہوریشیو :۔ ہائے کیسا شریف دل چٹخ کر ٹوٹتا ہے۔ پیارے شہزادے تجھے خدا کے سپرد کیا۔ فرشتوں کے جھرمٹ پرواز کرتے تیری روح کو آسمان پر لے جائیں اور وہاں اپنے شیریں نغمے سُنا سُنا کر تجھے آرام کی نیند سُلادیں۔ یہ نقارے یہاں کیسے بجتے آرہے ہیں؟

(سپاہیوں کے اندر آنے کی آواز آتی ہے۔
اور فورٹن براس اور انگلستان کے سفیر مع
اور لوگوں کے ایوان میں آتے ہیں۔)

فورٹن براس :۔ یہ کیسا دردناک منظر آنکھوں کے سامنے ہے؟

ہوریشیو:- کیا چیز ہے جس کی تلاش ہے؟ درد و حسرت کی یہاں کیا کمی ہے۔
فورٹن براس:- مُردوں کے یہ تُودے جانوں کے تلف ہونے پر فریاد کرتے ہیں۔ یا انتقام کے لئے اور جانوں کے ضائع کئے جانے کا تقاضا کرتے ہیں۔ اے موت، اِنسان کی مغرور فاتح۔ تیرے تاریک محل میں اِس سے بڑھکر ضیافت کا سامان کیا ہوگا؟ تُونے کیسے کیسے دُنیا کے سرداروں اور بادشاہوں کا ایک ہی وار میں کام تمام کیا ہے۔ اور کیسے خُونی و سفّاک طریقوں سے اُنکی جان قبض کی ہے۔
پہلا انگریزی سفیر:- یہ نظّارہ نہایت خوفناک ہے، افسوس کہ ہماری سفارت انگلستان سے دیر میں آئی، وہ کان اب بہرے ہیں جو ہم سے خبریں سُنتے کہ کس طرح بادشاہِ ڈنمارک کا حکم ہم بجالائے۔ روزنکرانز اور گلڈنسٹرن اب زندہ نہیں ہیں، وہ حسب الحکم قتل کردئے گئے۔ اب اِس حکم کی تعمیل کا شکریہ ہم کس زبان سے سُنیں گے؟
ہوریشیو:- اُس کی زبان سے نہیں سُن سکتے جو آج کو زندہ ہوتا تو آپکا شُکر گذار ہوتا۔ لیکن اُس نے کبھی اِن دونوں کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ اِس خُون خرابے کے موقع پر ایک مُہم معرکۂ پولستان سے اور دوسری اِنگلستان سے ایسے ٹھیک وقت وارد ہوئی ہے کہ اب آپ ہی حکم دیں کہ یہ لاشیں اُٹھوا کر کسی بلند مقام پر عوام الناس کے معائنہ کے لئے رکھی جائیں اور مجھے اجازت دیں کہ لاعلم دُنیا کے سامنے میں تقریر کروں اور اُس میں بیان کروں یہ عبرتناک واقعات کیونکر وقوع میں آتے۔ پھر آپ سُنیں گے کہ کیسے کیسے گناہ، کیسے کیسے قتل اور قانونِ قدرت کے خلاف افعال، کیسی کیسی غلط تجویزیں اور تحریکیں اور اتفاقیہ

قتل پیش آئے، اور آپ کے گوش گزار ہوگا کہ بعض اموات کیسی دغا و فریب اور مجبوریوں کا نتیجہ تھیں۔ اور انجامِ کار اغراض و مقاصد کی غلط طریقے پر تکمیل میں کس طرح اصل محرک اور بانیٔ فساد کے سر پر کل آفات نازل ہوگئیں۔ یہ جملہ حالات و واقعات میں صحیح صحیح بے کم و کاست بیان کرونگا۔

فورٹن براس:۔ مناسب ہے جلد انتظام کیا جائے کہ ہم یہ کل حالات سُنیں۔ تمام عمائد و شرفا، کو جمع کیا جائے کہ یہ واقعات اُس کے گوش گذار ہوں۔ رہا میں، تو میں ڈنمارک کا تاج و تخت رنج و تکلیف کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ جہاں تک میری یاد کام کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مملکت ڈنمارک پر میرے کچھ حقوق ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ اس وقت اُن کو پیش کرنے کا میں مجاز ہوں۔

ہوریشیو:۔ اس بارے میں مجھے بھی کچھ کہنا ضروری ہے، یعنی اس کا قول نقل کرنا جس کی زبان اب نہ کھُلے گی۔ لیکن پہلے لاشوں کو کسی بلند مقام پر رکھدیا جائے۔ کیونکہ اس وقت تمام رعایا میں وحشت و پریشانی پھیلی ہے۔ ممکن ہے کہ سازشیں اور فساد ترقی پکڑیں۔ اس امکان کو دفع کرنا ضروری ہے۔

فورٹن براس:۔ چار کپتان آئیں اور ہیملٹ کی لاش کو ایک مردِ میدان کی لاش کی طرح اُٹھاکر اسٹیج پر رکھیں۔ اس کی قسمت میں اگر بادشاہی اُتری ہوتی تو اس سے بہت سی علامتیں ایسی ظاہر ہوچکی تھیں کہ وہ بڑا لائق و فیاض بادشاہ ہوتا۔ جس وقت ہیملٹ کا جنازہ گزرنے لگے تو فوجی باجے اور تمام حربی

مراسم جنازے پر ادا کیے جائیں۔ جاؤ سپاہ کو حکم دو کہ وہ جنازے کی سلامی اُتار رہیں۔

(ماتمی باجے بجتے ہیں۔ لوگ لاشوں کو
اُٹھائے نظر آتے ہیں بندوقوں اور توپوں
کی آوازیں بلند ہوتی ہیں)

ختم شد

Khuda Bakhsh O. P. Library,
Patna.
Acc No 10826
Date 31-3-77
Section

ہندوستان کے سب سے بڑے مترجم مولانا عنایت اللہ دہلوی کے دلکش تراجم

سلامبو

شہرۂ آفاق فرانسیسی انشاپرداز گستنو فلابیر کا شہ پارہ جس میں قرطاجنہ قدیم کی مٹی ہوئی تہذیب اس طرح از سرِ نو الفاظ میں تعمیر کی گئی ہے کہ اب سے دو ہزار سال پہلے کی تصویر آنکھوں کے آگے آجاتی ہے۔ سلامبو اور ماتو کی محبت کی کہانی اس قدر حسرتناک ہے کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ وحشیوں کی لڑائیوں کا بیان جب آپ پڑھیں گے تو سانس بھی روک کر لیں گے۔ غرض شروع سے آخیر تک یہ کتاب عجیب و غریب چیز ہے۔

قیمت تین روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔

نجم السحر

پانچ ہزار سال پہلے جب مصر کی تہذیب اپنے معراجِ کمال پر تھی تو رب عمون کی بیٹی ملکہ نجم السحر نے سربفلک محلوں میں آنکھیں کھولیں۔ پروان چڑھی، جوان ہوئی اور پھر اُس کی داستانِ عشق شروع ہوئی جو حد درجہ المناک ہے۔ ساحرہ آشتی کا جادو۔ ثوران کے مظالم۔ کیفر کی پُراسرار ہستی۔ اشمون نجومی کی سحر آفرینی۔ غرض اُس زمانے کے تمدن و معاشرت کا کوئی پہلو مصنف کی نظر سے نہیں بچا ہے۔ اسکے دورانِ مطالعہ میں آپکو ایسا معلوم ہوگا کہ ماضی کا دلکش فلم آپ حال کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

قیمت دو روپے آٹھ آنہ۔ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ ساقی بکڈپو۔ دہلی!

مطبوعات ساقی بکڈپو۔ دہلی!

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ہوویاس	۱۲ر	اخوان الشیاطین ۔ ...	عہ سہ	فرزند سرحد	۵ر
چنگیز خاں کے سوانح حیات	۱۲ر	نرگس	؏	تفویض	۵ر
خانم	للعہ	بد قدرت	۵ر	فاوسٹ	عہ
کولنار	؏	چار چاند	۸ر	دانتے کا جہنّم.....	۱۲ر
کمزوری	؏	عروسِ ادب	عہ	دلّی کا اُجڑا ہوا لال قلعہ	سہر
روحِ ظرافت	عہ سہ	دلّی کا آخری دیدار۔	۱۲ر	سات طلا قنو کی کہانیاں	سہر
روح لطافت	عہ سہ	لال قلعہ کی ایک جھلک	عہ	عشق کی گولیاں۔	سہر
چمکی	عہ سہ	سلمیٰ	۸ر	گمنام عورت کا خط۔	سہر
گھڑ بل بہادر	عہ	شریر بیوی۔	عہ سہ	تماشہ پہ تماشہ	سہر
خطوط کی ستم ظریفی۔	۱۲ر	دیکھا جائیگا	عہ	انکشاف حقیقت	سہر
جینی کی اُنگوٹھی۔	۸ر	فل بوٹ	عہ سہ	خوابِ پریشان	سہر
سرگذشت عروس	عہ سہ	ومپائر	؏	بیگموں کی چھیڑ چھاڑ۔	سہر
نرگس جمال	عہ	ملفوظات نامی	۱۲ر	یادِ رفتگاں۔	۶ر
پروین و ثریا	عہ	جنّت کا بھوت	۱۲ر	طوفانِ ظرافت	۶ر
چندرا موہنی	عہ	مرزا جنگی	۱۲ر	من کی آگ	۶ر
نجمہ نوری	۱۲ر	قدردان	۵ر	دکن کی پری۔ ...	۶ر
تعلیم زدہ بیوی۔	۸ر	قرض مقراض محبّت ...	۵ر	تائیس	؏